فہرست فتاوی قادریہ

بیعت کر کے کمال حاصل کیا آپکی صاحبزادی سے ہمارے چچا مجید مذکور کا نکاح ہوا اُنسے دو فرزند ہوئے
ایک عزیز میاں غلام نبی صاحب جنکے تین فرزند ہوئے ایک میاںجی کریم بخش جو حکیم اور مدرس تھے
دوسرے میاںجی عبداللہ جو علم فقہ میں کمال رکھتے تھے تیسرے مولوی اسمٰعیل صاحب جو دنیدار عالم تھے
دوسرے مولانا مولوی عبدالقادر صاحب ہمارے والد تھے آپکے چار فرزند باقی رہے پہلے مولوی سیف الرحمن صاحب
جو مولوی محمد آفاق کے والد تھے دوسرا راقم الحروف یعنی محمد میرا ایک بیٹا حافظ ذکریا ہے جس نے
بعد تحصیل علم کے کچھ اوپر تین ماہ کے اندر قرآن شریف حفظ کر کے ستائیسویں شب رمضان کو ایک
رکعت میں کچھ اوپر چھ گھنٹے کے اندر سنادیا۔ تیسرا فرزند آپکا مولوی عبداللہ صاحب مرحوم تھے جنکی
ہمت مردانہ سے فرقہائے باطلہ خصوصاً غیر مقلد و نیچری اور قادیانی از حد خوف زدہ تھے
اُنکے چھ بیٹے ہیں ایک عبدالقادر جو تحصیل علوم میں عمدہ ساعی ہے دوسرا حافظ محمد یحییٰ
جو علوم عربیہ میں بھی اسکو ملکہ ہے اور قرآن کا حافظ ہے عبادت کی طرف اسکو بہت رغبت ہے
تیسرا مولوی محمد رمضان جو اُس نے علوم عربیہ میں پورا ملکہ حاصل کیا ہے۔ اور چہارم عبدالرحمن
جو ہدایہ وغیرہ پڑھ رہا ہے۔ پنجم ولی اللہ ششم محمد حسین جو قرآن کے حفظ کرنے میں کوشش کرتے
ہیں چوتھا فرزند آپکا مولوی عبدالعزیز صاحب ہیں جو اوصاف میں علم و تقویٰ میں اور باطنی میں از حد
مشہور ہیں اُنکے دو فرزند ہیں ایک مولوی محمد اسحٰق دوسرا عبدالرشید جو حافظ قرآن ہے۔
در علوم عربیہ کی تحصیل میں ساعی ہے چونکہ ہمارے والد ماجد بہمہ تن امور دینیہ میں مصروف رہتے تھے کا
ثمرہ یہ ہوا کہ ابتک آنکی اولاد میں سے کسی نے انگریزی ملازمت کی خواہش نہیں کی بیان کیا جاتا ہے کہ
ایام طفولیت میں آپکو پادرے کے پاس واسطے تعلیم کے سپرد کیا تھا وہاں آپکو کہا گیا کہ یوں کہا کرو
داجی کے پیر پر یعنی اپنے اُستاد کے پانو پر سر کو رکھو آپنے اس لفظ کو زبون جانکر دوبارہ اُسکے
پاس نہ گئے طالب العلمی کی حالت میں ایک دفعہ آپ جیبو سے دہلی کو آئے کسی نے روٹی نہیں دی اور
آپنے کسی سے طلب کی کئی دن کے بعد دہلی میں آکر کھانا کھایا ایک دفعہ بریلی کے قاضی سے
نے التجا کی کہ آپ یہ سورہ پر یہ شاہرہ پر میرے لڑکے کو پڑھایا کرو آپنے دعظ میں رشوت کی تردید کر کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ مسکین محمد بن مولانا مولوی عبد القادر صاحب لودیانوی بیچ خدمت اہل اسلام
کے عرض رسا ہے کہ احوال فرخ مآل اپنے خاندان کا بطور اختصار کے بیان کرتا ہوں اصلی مسکن ہمارے
جد امجد یعنی حافظ عبد الوارث صاحب کا موضع لکھووال ضلع جالندھر میں تھا حکیم [illegible] تھے مولوی محمد
لوانگوہی جو اپنے وقت کے بڑے زبردست عالم اور ولی مشہور تھے صدہا نے آپ سے فیض پاکر علم ظاہر
اور باطن کے پیشوا ہو گئے خورد سالی میں قرآن مجید آٹھ یا دس برس میں حفظ کر لیا تھا قصیدہ بردہ جسکے اشعار
زبان میں دو سو سے زیادہ ہیں دو دفعہ سننے سے تیسری دفعہ یاد سنا دیا آپکی کرامات [illegible]
جب انکو سبب لحد میں پانی جانیکے قبر سے بعد چالیس دن کے نکالا تو کفن جسم آپکا زندوں کی طرح
[illegible] تھے آپ نے علم ظاہری مولانا مولوی [illegible] محمد صاحب [illegible]
[illegible] اور فیض باطن میں آپ جناب [illegible] اللہ صاحب سے جو مرزا جان جاناں کے مرید تھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ خادم الطلبا محمد بن مولانا مولوی شیخ عبد القادر صاحب مرحوم لدھیانوی
بیچ خدمت اہل اسلام کے عرض کرتا ہے کہ جو فتوے ہمارے خاندان کے متفرق تھے ان کو ایک جگہ
جمع کر کے لکھا جاتا ہے چونکہ یہ کل فتوے ہمارے والد بزرگوار کا ہے اس لئے نام اس کا فتاوی قادریہ
رکھا خدا تعالی اپنے فضل و کرم سے اجر آخرت ہمکو اور اس پر عمل کرنیوالوں کو عطا کرے آمین
یا رب العالمین

تحریر در تکفیر　بسم اللہ الرحمن الرحیم　غلام احمد قادیانی

بعد الحمد والصلوٰۃ اہل اسلام کو معلوم ہو کہ شیطان اور رہنما بلد مرزا غلام احمد قادیانی
کو جو عیسیٰ مسیح گمان کرتے ہیں اور عوام کو بہکا کر بے ایمان بناتے ہیں لہذا اس کے
کافر اور مرتد ہونیکا سال انکا منتخب تحریر میں لایا جاتا ہے
مرزا غلام احمد قادیانی نے شہر لدھیانہ میں آکر سنہ ۱۳۰۱ ہجری میں فتوی کیا کہ میں
مجدد ہوں - عباس علی صوفی - اور منشی احمد جان مع مریدان اور مولوی محمد حسن مع اپنے
گروہ اور مولوی شاہ دین اور عبد القادر اور مولوی نور محمد مہتمم مدرسہ حقانی وغیرہ نے
اس کے دعوے کو تسلیم کر کے مدار پر کمر باندھی منشی احمد جان نے مع مولوی شاہ دین و
عبد القادر ایک کتاب بیچ واسطے اہتمام مدرسہ اسلامیہ کے اوپر مکان شاہزادہ صفدر جنگ
وقت بیان کیا کہ ملہم الصباح مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اس شہر لدھیانہ میں

قاضی کو فرمایا کہ آپکے یہاں رشوت کا روپیہ آتا ہے اگر ہمنے آپکی روٹی یا خشکہ کھا لی تو حرام کی
تاثیر ہمارے رگ و ریشہ میں ہو جاویگی تو پھر ہم اپنی باطنی نسبت کس طرح درست رکھینگے جب یہاں پہنچے تو
آخون عبدالرحمن صاحب کو جو بڑے زبردست عالم جامع العلوم کے شاگرد تھے جنکی شرف الدین صاحب
رامپوری جو ان علموں کو بلا واسطہ استاد پڑھانیکا دعویٰ رکھتے تھے خون کھاتے تھے انہیں فرمایا کہ
علم اسیکا نام ہے ہم لوگ تو مثل لدھے کے کتابوں سے لدے ہوئے ہیں ایکدفعہ آپ نے نماز فجر
کے وقت مجمع علما میں آپکو امام بنایا آپنے سورہ واقعہ بدرد آمیز آواز سے پڑھنی شروع کی آپ کے
استاد نماز میں زار زار با آواز بلند روتے رہے فرمانے لگے کہ میں باوجود سخت دل ہونے کے میری آنکھ سے
کبھی ایک آنسو چشم سے نہیں نکلا لیکن آج اس شخص کے پڑھنے سے ہمیں سامنا ہمراہ گویا حشر
قیامت کا برپا ہے اور جو کچھ اس سورہ میں بیان ہے سب پیش نظر ہو رہا ہے ایکدفعہ آپ
نہنگ خان قوم افغان کا جو موضع کوٹلہ متصل ... رہتا تھا خدمت میں حاضر ہوا
آپنے فرمایا اول آپ دعوت خدا و رسول کی قبول کریں بعد میں ہم دعوت تمہاری قبول کرینگے۔
نہنگ خاں نے کہا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب وغیرہ بڑے بڑے عالموں کے وعظ سنے ہیں آپ فرمائیے
آپنے جوش میں آکر خانصاحب مذکور کو مخاطب کر کے وعظ شروع کی فوراً تائب ہو کر تائب ہوا کچھ
زمین بطور انعام کے آپ کو دینے لگا آپ نے انکار کیا - ورثہ و زنان بیاہی ہوئی بیٹی کا
نکاح کروا دیا اور خود شاہ زمان نے مسجد میں آکر نماز پڑھنی جماعت کے ساتھ شروع کی بلکہ چالیس روز
تک صبح وقت خود شاہ نے اذان دی - ایک دفعہ شاہ ... گشتہ تو دیا نے آپکو واسطے تفتیش معتقد ...
کے طلب کیا آپنے اثنا گفتگو میں بیان کیا بعض انبیا اور اولیا پر سکر کی حالت غالب ہوتی ہے
انسے خرق عادات زیادہ صادر ہوتے ہیں چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت علی رضی اللہ
عنہ اور پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ پر یہ حالت غالب تھی اسیواسطے ان حضرات سے معجزات و کرامات
زیادہ صادر ہوتے ہیں جسکے باعث غلو محبت میں آکر عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو بیٹا خدا کا کہکر گمراہ
ہوئے اور اہل تشیع اور بدعتی لوگ زیادتی محبت میں آکر راہ راست کو چھوڑ کر گمراہی میں پڑے - +

بدن پر ہاتھ پھیر رہا ہے جسکی تعبیر یہہ ہے کہ مرزا دنیا کے جمع کرنیکے درپے ہے دین کی کچھ پرواہ نہیں فی الواقع ان دونوں خوابوں کی صداقت میں بھی کچھ شک نہیں مرزا کو سوا انشا پردازی کے اور کچھ نہیں آتا خصوصاً علوم دینیہ سے بالکل بے بہرہ ہے ورنہ براہین احمدیہ کو قبل از تصنیف بلا العین ضخامت کیوں فروخت کر کے مال حرام کو اپنے کھانے پینے میں صرف کرتا کیونکہ ایسی بیع شرعاً ناجائز ہے پس جو لوگ اس کتاب کی تشہیر میں عالم کیلا اگر مثل عبد القادر وغیرہ ساعی رہے ہیں کمال درجہ کے نادان اور جاہل ہیں - اور قادیانی کا صرف حطام دنیوی جمع کرنیکا مد نظر ہونا بھی اسی کتاب کے فروخت کرنے سے ظاہر ہے کیونکہ تین چار حصہ کتاب مذکور کے چند اجزا میں طبع کرا کے جو فی الواقع دو تین روپیہ کی مالیت ہے دس دس از پچیس پچیس روپیہ بابت عمدہ لوگوں سے مرزا اور اس کے دلال عبد القادر نے وصول کیئے ہیں کہ یہہ کتاب بہت بڑی بنیگی اور باقی جلدیں طبع ہو کر وقتاً فوقتاً خریدار کو پہنچتی رہینگی جب لوگوں سے روپیہ دام دیکر وصول کر چکے باقی کتاب کا طبع کروانا یکلخت موقوف کر دیا کیونکہ ہمیں کوئی صورت منافع کی نہیں یعنے جسقدر مطبوع ہوگی جنسے پہلے روپیہ حاصل کر چکے ہیں انکو بلا قیمت دینی پڑیگی لہذا اس کے بقیہ کو ہم اشیا نہ عنقا کرنا مناسب سمجھکر نئی نئی تالیفات شایع کر کے روپیہ جمع کرنا شروع کیا - جس روز قادیانی شہر لودیانہ میں وارد ہوا انتصار راقم الحروف اعنی محمد و مولوی عبد اللہ صاحب و مولوی اسمٰعیل صاحب نے براہین کو دیکھا تو اس میں کلمات کفریہ انبار در انبار پائے اور لوگوں کو قبل از دوپہر اطلاع کر دی گئی کہ یہہ شخص مجدد نہیں بلکہ زندیق اور ملحد ہے مصرعہ برعکس نہند نام زنگی کافور * اور گرد و نواح کے شہروں میں فتوے لکھکر روانہ کیئے گئے کہ یہہ شخص مرتد ہے اسکی کتاب کو کوئی خرید نہ کرے اس موقع پر اکثر نے تکفیر کی رائے کو تسلیم نہ کیا - بلکہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے ہماری تحریر کی تردید میں ایک طومار لکھکر ہمارے پاس روانہ کیا اور قادیانی کو مرد صالح قرار دیا ایک

تشریف لائینگے اور اُسکی تعریف میں نہایت مبالغہ کرگئے ہیں کہ جو شخص اُس پر
ایمان لائیگا گویا وہ اول مسلمان ہوگا - مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم نے بعد
کمال بردباری اور تحمل کے فرمایا کہ اگرچہ اس مجلس کو یہہ بیان کرنا ... پیشگوئیاں
جو بابت خدا جل شانہٗ نے اسوقت ... میں ... ہے ... کہ طبعی
طبیعت کا اضطراب دور نہیں ہوا وہ بات یہہ ہے ... جسکی تم
تعریف کررہے ہو یہہ وہی ہے جسکی نسبت احمد جان لودہانوی کہتا تھا کہ اس پر کوئی
عالم یا صوفی حسد کریگا - راقم الحروف نے مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم سے بیٹھے
جلسہ کہا کہ جبتک کوئی دلیل معلوم نہ ہو تامل کرنا چاہئے ... کی گستاخی
مناسب نہیں مولوی عبد اللہ صاحب نے فرمایا کہ اسوقت میری اپنی طبیعت بہت
رکتی ہے لیکن آخر الامر یہہ کلام خدا جل شانہٗ نے جو میرے اس وقت ... سے
خالی از الہام نہیں اُس روز مولوی عبد اللہ صاحب بہت پریشان خاطر رہے بلکہ شام
کو کھانا بھی تناول نہ کیا بوقت شب دو شخصوں سے استخارہ کروایا اور آپ بھی اسی
فکر میں سو گئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مکان بلند پر مولوی محمد صاحب و غلام حسن شاہ
صاحب بیٹھے ہوں تین آدمی دور سے دھوتی باندھے ہوئے چلے آتے معلوم ہوئے
جب نزدیک پہنچے تو ایک شخص جو آگے آگے آتا تھا اُس نے دھوتی کو کھولکر تہبند کی
طرح باندھ لیا - خواب ہی میں غیب سے یہہ آواز آئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی
یہی ہے اسیوقت خواب سے بیدار ہوگئے اور دل کی پراگندگی یکلخت
دور ہوگئی اور یقین کلی حاصل ہوا کہ یہہ شخص پیرایہ اسلام میں لوگوں کو گمراہ کریگا
موافق تعبیر خواب کے دوسرے دن قادیانی معہ دو ہندوؤں کے لودہیانہ پہنچا
استخارہ کنندگان میں سے ایک کو معلوم ہوا کہ یہہ شخص بے علم ہے اور دوسرے شخص
خواب میں آئیگا کو اس طرح دیکھا کہ ایک عورت برہنہ تن کو اپنی گود میں لیکر اُس کے

دیکھیے علما اہل شرع نے اسی جہت سے منقصد ورکو مرتاؤ الا ورنہ اس سے ایسا کلمہ نہیں صادر ہوا
جو قابل تاویل نہو لہذا آپ جیسے اہل فضل سے تعجب ہوا کہ جو کلمات صریح کفریہ ہیں انکی تاویلات
کے درپے ہوئے بعید از دانستہ اس کو صاف مسلمان قرار دیکر عوام کو گمراہی میں ڈالدیا دیکھیے
صاحب طریقہ محمدیہ کیا لکھتے ہیں مایرجع لبعض المتصوفۃ فی زماننا اذا انکر علیہم امور یخالف الشرع
ان حرمتہ ذالک فی العلم الظاہر وانا اصحاب العلم الباطن فانہ حلال وانکم تاخذون من الکتاب
وانا ناخذ من صاحبہ محمد علیہ الصلوۃ والسلام فاذا اشکل علینا مسئلۃ استفتینا فان حصل فتیا
فیہا والا راجعنا الی اللہ تعالی فناخذ منہ ونحو ذالک من الترہات کلہا الحاد وضلال بل زندقۃ
اللہ لیقینہ بحقیقتہ وعدم الاعتماد علیہا العیاذ باللہ الی مثل ذالک قالوا یجب علی کل من سمع مثل
ہذہ الاقاویل الباطلۃ الانکار علی قائلہا والحکم بطلان ... ولا یتوقف ولا
تلبیس والا فہو من جنسہم یحکم علیہ بالزندقۃ قال تلقیہ مسلم ... نہیں کیا اس طرح
ذرا سی بات پر ... کافر کہہ ... خیال فرمائیں ... تصدیق ... اسلام کیا
فرماتے ہیں مشکوۃ شریف کی کتاب الایمان میں ہے ثلث من اصل الایمان الکف عمن قال
لا الہ الا اللہ لا تکفرہ بذنب لا تخرجہ من الاسلام بعمل الحدیث دوسری حدیث ہے کہ جو کوئی کسی
مسلمان کی تکفیر کرتا ہے تو اس تکفیر میں دونوں میں سے ایک شخص کافر ہوتا ہے ... التوفیق
خطا معنی اس حدیث کے اگرچہ آپکے کلام کو مؤید ہیں لیکن وہ معنی ہرگز کسی محدث نے مراد
نہیں لی وجہ یہ کہ کفار موحد ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکاری کیسے
کافر نہو سکتا اور اسی طرح جو لوگ مدعی اسلام اولیاء اللہ کو حاضر و ناظر اور قبروں کو سجدہ کرنا
اپنے اعتقاد میں درست جانتے ہیں کافر نہ ہوں گے اور نہ صحابہ خلیفہ اول کا منکرین زکوۃ پر
بالاتفاق ... یہ مسئلہ ہم کو اٹھانا ہی غرض آپ بات اور ایجاد ... اسکی تفہیم کو دور ... کی ضرورت
نہیں آپکا یاد دلانا گویا لقمان کو حکمت سکھانا ہے سو مولانا صاحب اسلام ایسی شے ہے کہ ذرا سی
بات کی بات میں انکار کرنے سے باقی نہیں رہتا جو شخص ... الہام اور مجددیت میں

نقل اسکی مولوی شاہ دین و مولوی عبد القادر وغیرہ مریدوں کے پاس روانہ کی چنانچہ مولوی
شاہ دین نے بسر بازار روبرو مریدان منشی احمد جان و جماعت قادیانی یہ کہکر کہ مولوی
رشید احمد صاحب نے مولوی صاحبان کی تردید میں یہ تحریر ارسال فرمائی ہے اوراس کے
اشتہار چھپنے سے پہلے کسی [illegible] کے ساتھ [illegible]

مولوی عبد العزیز صاحب نے اس تحریر کی [illegible] خوب دھجیاں اڑائیں
مولوی عبد اللہ صاحب کو اس تحریر کا حال [illegible] کہ مولوی رشید احمد صاحب نے
ایسے متبحر کو مرد صالح کیسے لکھا [illegible] خواب میں معلوم ہوا
کہ [illegible] شب کا چاند [illegible]
[illegible] غلط متناقض [illegible] تحریر کی
راقم [illegible] نے یہ تردید لکھی - لیظہر من ہو احدهم

انطباق العنوانین بسم اللہ الرحمن الرحیم علی المعنونین

بعد الحمد والصلوٰۃ بخدمت معظمی مولوی رشید احمد صاحب [illegible]
نوازشنامہ آپکا دربارہ تعدیل صاحب براہین احمدیہ بجواب تحریر [illegible] پہنچا [illegible]
میری تحریر میں نہیں آئے اور نیز سکوت بحکم الساکت عن الحق شیطان اخرس [illegible]
متعرض ہے کہ میرے خدشات کے جوابات تحریر فرماویں یا بموجب [illegible]
مذکورۃ الذیل کو مقامات متعددہ فرماویں - مگر [illegible] بیناویں [illegible]
قال اگرچہ بعض اقوال میں بادی الرای خدشہ ہوتا ہے [illegible]
ہی لہذا آپ جیسے اہل علم سے بہت تعجب ہوا کہ آپ نے ایسے [illegible]
حکم فرمایا اگر تاویل قلیل ہو اگر اس کو خارج اسلام سے نہ کریں تو [illegible] اقول [illegible]
توقف کرنا علما کا ایسے مقام میں عوام کو گمراہی میں ڈالنا ہے [illegible] تاویل کا وہ [illegible]

اہو الذی بالمدینۃ ام غیرہ وحرم الخنزیر ولا ادری اہو ہذہ الشاۃ ام غیرہا وغسان کان یحکیہ
عن ابی حنیفۃ ویعد من المرجئۃ وہو افتراء علیہ قال بعد ذکر الفرق الضالۃ المبتدعۃ ثم ان قاعدۃ اعتقاد
اہل السنۃ والجماعۃ لا یکفر احد من اہل القبلۃ الا بما فیہ نفی الصانع القادر العالم او شرک او انکار النبوۃ
او انکار ما علم مجیئہ علیہ الصلوۃ والسلام بہ ضرورۃ او انکار مجمع علیہ کاستحلال المحرمات واما ما عداہ
فالقائل بہ مبتدع غیر کافر وللفقہاء فی معاملتہم خلاف ہو خارج عن غرضنا انتہی ملخصا اب آپ خود ہی
سے فرمائیے کہ ہم الفرقہائے مذکورۃ الصدر کو صرف آپکے مقلد ہو کر کافر نہیں کہیں یہ آپ ہی کا مذہب
کہ جو اہل قبلہ قرآن کے اعجاز کا قائل نہ ہو اور رؤیت خدا ہونیکا اور کل صحابہ کے کفر کا اور ابوطالب کے
پیغمبر ہی کا اور کتاب مجسم اپنے پر نازل ہونیکا اور ترک عبادت اور ارتکاب محرمات کے
مضر نہ سمجھنے کا قائل ہو اس کو مسلمان قرار دینا۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم قال ۔ قول
صاحب براہین کا جو معتزلہ اور روافض کے کسی عقیدہ کے یا قول کے برابر بھی ہو تاویل
صحت کی قبول نہ کر سکے کہ جس پر اپنے ارتداد قائل کا فتویٰ دیدیا اقول وباللہ التوفیق الآیت
والسماء سمک کما ہو معنی خلقت لک لیلاً ونہاراً وغیرہ چنانچہ اقوال اس کے اس قبیل سے
ہیں کہ تاویل صحت کی ہرگز قبول نہیں کر سکتی اور نیز ورقہ دوم جلد ثالث کے دیکھنے سے صاف
ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص نے آیات قطعیات سے قطعی طور پر انکار ظاہر کیا ہے۔ البتہ اگر زنادقہ
کی طرح دروازہ تاویلات کا کھولا جاوے جیسا کہ شارح مواقف نے نقل کیا ہے حیث قال تحت قول
المصنف وتاویل الشرائع کقولہم الوضوء عبارۃ من موالاۃ الامام والتیمم ہو الاخذ من الماذون عند
غیبۃ الامام الذی ہو الحجۃ والصلوۃ عبارۃ عن الناطق الذی ہو الرسول بدلیل قولہ تعالی
الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر والاحتلام عن افشاء السر والغسل عن تجدید العہد والزکوۃ
تزکیۃ النفس والکعبۃ النبی والباب علی الی غیر ذلک من خرافاتہم انتہی تو کوئی کلمہ دنیا بھر
روئے زمین کا کفر کیا گناہ بھی نہیں رہ سکیگا قال مولانا کہ اس کے معتقدین کو بھی کافر کہا بایں ہمہ
وہ لوگ فقط تائید مذہب اسلام کے معتقد ہیں اقول وباللہ التوفیق ذرا غور کرنیکا مقام ہے

بیٹھ بیٹھ کر بڑوں سے بڑھکر بڑا دعویٰ کر رہا ہے اور صد ہا آیات قطعیات کو اہل سنت پس پشت ڈال رہا ہے کیونکر کافر ہو قال اور صاحب مذہب سے منقول ہے لا نکفر احداً من اہل القبلۃ کہ جس کے باعث علمانے تکفیر معتزلہ وغیرہ اہل ہوا سے اجتناب کیا ہے اگرچہ عقوبات معتزلہ آپ کو معلوم ہیں کہ کس درجہ کے ہیں علی ہذا شیعہ کی تکفیر میں اکثر کو تردد ہے اور قول لا نکفر یعنی اس کلام کے یہ ہیں کہ جبتک اہل قبلہ سے کوئی موجبات کفر ثابت نہو تب تک اسکی تکفیر کرنی درست نہیں خود صاحب مذہب اپنی کتاب فقہ اکبر میں فرماتے ہیں لا نکفر مسلماً بذنب من الذنوب وان کانت کبیرۃ اذا لم یستحلہا انتہی بلفظہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں ان المراد بعدم تکفیر احد من اہل القبلۃ عند اہل السنۃ والجماعۃ انہ لا یکفر ما لم یوجد شئ من امارات الکفر وعلاماتہ ولم یصدر شئ من موجباتہ انتہی اسیلئے اہل اسلام نے فرقہ اہل ہوا کو جو ضروریات دین سے منکر ہیں برملا کافر کہا ہے صاحب مواقف بعد نقل اقوال اہل ہوا معتزلہ شیعہ خوارج وغیرہ کی تکفیر اور تضلیل لئے اہل سنت جماعت سے بلا خلاف صاف صاف نقل کرتا ہے قال فی المواقف نا قلا عن بعض المعتزلۃ الناس قادرون علی مثل القرآن واحسن نظماً وبلاغۃً ولا دلالۃ فی القرآن علی حلال وحرام والعالم الانسان قدیم ومحدث ہو المسیح الذی یحاسب الناس فی الاخرۃ والیہود والنصاریٰ والمجوس والزنادقۃ یصیرون فی الآخرۃ تراباً لا یدخلون جنۃ ولا ناراً وعن بعض الشیعۃ انہ کفر الصحابۃ بترک بیعۃ علی وکفر علی بترک طلب الحق وقال بالتناسخ اللہ تعالیٰ جسم فی صورۃ انسان علیٰ جبل من نور علیٰ راسہ تاج من نور کان روح اللہ فی آدم ثم فی شیث ثم فی الانبیاء والائمۃ حتی انتہت الی علی واولادہ الثلاثۃ ثم الی عبد اللہ والائمۃ انبیاء وابو طالب نبی فیفترض طاعتہم والجنۃ نعیم الدنیا والنار آلامہا والدنیا لا یفنی واستباحوا المحرمات وترکوا الفرائض وعن بعض الخوارج کفر علی بالتحکیم وابن ملجم محق فی قتلہ وعن بعضہم سیبعث من العجم نبی یکتب فی السماء وینزل علیہ جملۃ واحدۃ وعن بعض المرجئۃ الایمان ہو المعرفۃ باللہ ورسولہ وبما جاء من عند اللہ اجمالاً لا تفصیلاً قد فرض اللہ الحج ولا ادری این الکعبۃ ولعلہا بغیر مکۃ وبعث محمد ولا ادری

ہو جاتا ہے تو اس کا کیا جواب ہے محقق نووانی اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ تصور تمہاری جہالت کا نتیجہ ہے دیکھو
خدا تعالیٰ سے کلام کرنا کیا انبیاء ہی کا حصہ ہے دعویٰ کرنا اعلیٰ درجہ پیغمبری کا دعویٰ ہے جس حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا نص قرآن سے ثابت ہے باطل ہو جاتا ہے اسی طرح اور کلمات
کا ہے۔ قال مولانا [illegible] عن اصحابنا الحنفیۃ الرجل من الایمان الا [illegible] وما اخرجہ
غیرہ [illegible] اقول وباللہ التوفیق یہ جس
کے معانی [illegible] پیدا ہوں یعنی کہ یہ معلوم ہو کہ قائل کی کیا مراد ہے تھا [illegible]
کیا دیا [illegible] جس سے [illegible] محکم ہو وہ ہرگز ماول نہیں ہو سکتا آپ [illegible]
آیہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین حضرت کی شان میں محکم ہے تو قادیانی اس کا مصداق کیونکر
کیونکر ہو سکتا ہے اگر ایسے نصوص قطعیہ کو بھی تاویل کا محل ٹھہرایا جاوے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
خاتمیت تو درکنار رہی نبوت کا ثبوت دینا اہل اسلام کو متعذر بلکہ محال ہو جائے گا **قال** مولانا سواد اعظم
کا اتفاق ترادف وحی والہام پر ہے حسب قاموس وحی کا ترجمہ الہام سے آیا ہے اور بیضاوی وغیرہ نے
واوحینا الی ام موسیٰ کی تفسیر میں الہمنا فرمایا ہے **اقول** وباللہ التوفیق اصل عبارت [illegible]
[illegible] سواد اعظم علما کا الہام کو مرادف وحی قرار دینے میں متفق ہیں سو اس سے صاف ظاہر ہے
کہ اس نے الہام اور وحی کو باعتبار اصطلاح علما مرادف قرار دیا ہے چنانچہ خود اس نے اسی مقام
میں صراحتہ لکھا ہے [illegible] لفظ الہام کی کتب دین میں [illegible] معنی کرنے چاہئیں
کہ جو کتب لغت [illegible] خارج ہیں [illegible] غلط ہے [illegible]

قال فی الاحیاء [illegible] الواقع فی القلب بغیر حیلۃ ینقسم الی ما لا یدری انہ کیف حصل ومن این حصل
یا یطلع علی السبب الذی منہ استفاد ذلک العلم وہو مشاہدۃ الملک الملقی فی القلب
والاول یسمی الہاما والثانی وحیا یختص بہ الانبیاء والاول یختص بالاولیاء
والاصفیاء انتہی [illegible] صاحب قاموس نے وحی کا ترجمہ صرف الہام سے نہیں کیا بلکہ الہام کو سلک
معانی وحی میں منسلک کیا ہے حیث قال الوحی الاشارۃ والکتابۃ والمکتوب والرسالۃ والالہام

کہ کلمات کفریہ نقل کرنیکے بعد انکے قائل اور معتقدین کو کافر کہنے سے پرہیز اور یعنی کہ ایسے کو
محمد اسلام سمجھتے ہیں اور اسکے ان کلمات پر اعتقاد نہیں رکھتے وہ بھی کافر ہیں تب ایسے دلائل سے
کمال بعید ہے قال مولانا اس صورت میں آپکی تکفیر سے شاید کوئی اولیا ان آخرین میں ہوں ایک بجانب
نہ باوجود حسب علما متکلمین تکفیر معتزلہ کی نہیں کرتے اور خلق انکی معتقد ہے اقول باللہ التوفیق
تحقیق باللہ دوست صاف ظاہر کہ علما متکلمین تکفیر فقہا رضا الٰہی کہ جو فقہا ... دین سے
منکر ہیں برابر کرتے چلے آئے ہیں اور کر رہے ہیں صرف آپ کے نزدیک فقہا معتقدین ان کے
سب کے سب دائرہ اسلام سے خارج نہیں ان ہذا الا اختلاق قال مولانا علما محققین نے
ان کلمات کفریہ میں جو اہل فتاوی نے کفریہ نقل کئے ہیں کبھی تامل درباب تکفیر کیا ہے
اقول و باللہ التوفیق بلکہ محققین نے تکفیر کو با تحقیق پہنچا کر غیر محقق کو تا ... الحکم ... بابا و تحقیق
محقق دوانی شرح عقائد جلالی میں کیا لکھتے ہیں حیث قال الکفر احد من اہل القبلۃ الا
بما علم فیہ نفی الصانع القادر المختار و شرکہ او انکار النبوۃ او انکار ما علم مجی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بہ ضرورۃ او انکار مجمع علیہ قطعا اہ قال قلت نحن نری الفقہا یکفرون بکلمات لیس فیہا
شیئ من الامور التی عدہا المصنف من موجبات الکفر کما ذکروا فی باب الردۃ لو قال ...
الی النبی المصدق لہ ... شفا کفر قلت حکمہم بالردۃ فی الکلمات مبنی علی ...
المذکورۃ والظاہر ان التکفیر فی المسئلۃ المذکورۃ بناء علی دعوی الکتابۃ فانہا منصب
النبوۃ بل اعلی مراتبہا وفیہ مخالفۃ ما ہو من ضروریات الدین وہو انہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم
النبیین علیہ وعلیہم افضل صلوۃ المصلین وقس علیہ ما ... من الکلمات وما ... فیہا
لک اشعارا باحد الامور التی فصلہا المصنف عند ذلوبہ انتہی مختصرا ... اس
عبارت سے ہویدا ہے کہ اگر کوئی فقہا پر اعتراض کرے کہ بعض کلمات تو ایسے جو فتاوی میں ...
ہیں کوئی وجہ کفر کی ... جن ... نے لکھی ہیں پائی نہیں جاتی تب ... لکھا ہے
کہ تحقیق ... سے ... ہو یا نہیں ... ہے اور ہم نے اس سے کلام کی ہے کافر

ظنی است ازان نوشتن و تفرقہ نمودن در فصل نادم و مستغفر است چہ دران باب سخن کردن جز
بدلیل قطعی جائز نیست استغفر اللہ واتوب الیہ من جمیع ما کرہ اللہ قولاً و فعلاً انتہی ایضاً در
مکتوبات جلد اول بیان فرق در میان این دو علوم آنست کہ در وحی قطع است و در الہام ظن زیرا کہ وحی بتوسط
ملک است و ملائکہ معصوم لہذا احتمال خطا در ایشان نیست و الہام اگرچہ محل عالی دارد و آن قلب
است و قلب از عالم امر است اما قلب را با عقل و نفس نحوے از تعلق متحقق است و نفس ہر چند
بتزکیہ مطمئنہ گشتہ است **بیت** ہر چند کہ مطمئنہ گردد + ہرگز ز صفات خود نگردد + پس خطا را در آن
موطن مجال پیدا شد انتہی **قال** یا احمد یتم اسمک ولا یتم اسمی تمامی کے معنی انقضا و فنا لئے جاویں
تو اس تاویل میں کیا حرج ہے دوسرے معنی لیکر کیوں تکفیر کیجاوے کہ خدا تعالیٰ کے نام کو ناتمام
لکھا اور اپنے نام کو تمام بنایا کیوں یہ معنی مقرر کرتے ہو علیٰ ہذا القیاس سب امور جو اپنے کہتا ہے
اسکو ظلال کمالات انبیا سمجھکر آہ **اقول** و باللہ التوفیق دوسرے معنی اسواسطے لئے جاتے ہیں
کہ یہ مقام در باب مدح ملہم کی سبت نہ در باب مذمت ملہم اور نیز آیتہ یتم نعمتہ علیک ویہدیک صراطاً
مستقیما بر تقدیر فرض علاقہ ملہمیت و ظلیت دوسرے معنوں کو موید ہے اور نیز اس شخص نے دوسرے
مقام میں خود بھی معنی دوسرے کئے ہیں دیکھئے جلد چہارم صفحہ ۵۱۱ سطر ۱۰) یرضی عنک ربک
ویتم اسمک خدا تجھ سے راضی ہوگا اور تیرے اسم کو پورا کریگا انتہی اب آپ انصافاً فرماویں
کہ ہم باوجود فہم ابلغ کے معنی بدلیل صریح کو کس طرح پس پشت ڈالکر معنی اول اختیار کریں۔
اگر صاحب براہین آیات اللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک و ما رمیت اذ رمیت الم [illegible]
و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور سورۃ انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر وغیرہ کا
ترجمہ حسب واقع کرتا یعنی مصداق حقیقی ان آیات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھہراتا اور
اپنی القا اور الہام کو [illegible] فال و شگون نیک سمجھتا تو ظلیت کی تاویل اپنے موقع پر تھی لیکن اس شخص
نے تو ہر آیت کے ترجمہ میں بالذات اپنے آپ کو [illegible] سمجھا ہے اگر [illegible] نام ظلیت سے
تو اگر کوئی [illegible] [illegible] ہے [illegible] الآیات خاتم [illegible]

والکلام الملقی اھ اگر اسیکا نام ترادف ہو تو اشارہ او کنایہ وغیرہ بھی مثل الہام کی مرادف ہوئے الخ
ہذا لا عجاب اور بیضاوی وغیرہ کا اوحینا الی ام موسیٰ کی تفسیر میں الہمنا بیان کرنا دال ہے ترادف کی
نہیں بلکہ اس امر پر دال ہے کہ اس مقام میں وحی اپنی معنی متعارف میں مستعمل نہیں دیکھئے صاحب
بیضاوی وحی متعارف کو مقابل الہام کے آیہ وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا الآیہ کی تفسیر میں
قرار دیتا ہے حیث قال قیل الوحی او بہ الالہام والالقاء او الوحی المنزل بہ الملک انتہی قال ایک عجیب
بات ہے کہ خواہ مخواہ کلام کو بھول بھلیاں لگا کر بتکلف مقدمہ تعزیہ بنائی جاوے - اقول وباللہ التوفیق
مقدمات مسلمہ خصم سے نتیجہ نکالنے کا نام تو بھول بھلیاں لگانا ہرگز نہیں ہو سکتا ورنہ دلائل الزامیہ کے
قیاسات کو عجب معمہ سمجھنا چاہئے ہو سکتا ہے البتہ جو شخص اصل عبارت کو چھوڑ کر اور اسکی تائید میں
نقل غیر تام لا کر غلط کو بتکلف صحیح بنا رہا ہے بڑی جانفشانی سے نونہال نقل کو بجائے اصل بھول
بھلیاں لگا رہا ہے قال الہام کو قطعی کہنا قطعیت الہام کے یہ معنی ہیں کہ ملہم کے نزدیک جو بہت
صاف طرح الہام ہوتا ہے قطعی ہوتا ہے نہ دیگر خلق کے نزدیک خلاف جی اھ اقول وباللہ التوفیق
اصل عبارت صاحب کتاب کی یہ ہے اگر آپ کہیں کہ الہام اولیا کا علم قطعی کا موجب نہیں تو یہ
قول آپکا صرف ایک وسوسہ ہے قبل بیان الہامات مصنوعہ کے قطعیت کو ثابت کرنا اور اپنے
الہامات میں فاکتب ولیطبع ولیرسل فی الارض او ورانی راض منک او رفانی قد غفرت لک کا
بیان کرنا صاف دال ہے اس امر پر کہ اپنے الہامات کی قطعیت بہ نسبت جمیع خلق اور جنتی ہونا اپنا
قطعی طور پر برملا ثابت کر رہا ہے بلکہ ایک مقام میں اس شخص نے اس مضمون کو تصریحاً بیان کیا ہے
وہو ہذا اور اس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ جو امر بذریعہ الہام الٰہی کسی پر نازل ہو وہ اسکے لئے اور ہر ایک
کے لئے واجب التعمیل ہے انتہی ملخصاً اب آپکی اصطلاحات پر تفنیہ کیف یصلح العطار ما افسد
الدہر بالکل صادق آ رہا ہے امام ربانی مجدد الف ثانی در مکتوبات دو صد و نہم جلد اول میفرمایند
در رسالۂ مبدا و معاد چند فقرہ نوشتہ است در بیان فضیلت انبیاء اولی العزم صلوات اللہ تعالیٰ
وتسلیماتہ علیہم و معنی فضیلت ایشاں را از بعض دیگر چوں مبنائے آں بر کشف و الہام است کہ

کسی وجہ او رشق میں تو آتا نہیں تو نبوت کے مقام سے بھی گر پڑا **قال** اور فرمانا کہ دعوے
اس کا انبیا سے بڑھکر ہے اس عاجز کی فہم میں نہیں آتا۔ **اقول** و باللہ التوفیق دعوی
الارض و السماء معک کما ہو معی کا پیغمبروں سے بڑھکر نہیں تو کوئی آیت ایسی بھی ہے جو
کسی پیغمبر کی شان میں نازل ہوئی ہو پیش کریں **قال** [illegible] کسی مسلمان کی تکفیر کر کے
اپنے ایمان کو داغ لگانا اور مواخذہ آخروی سر پر لینا سخت نادانی و حماقت ہے۔ **اقول**
و باللہ التوفیق اسی طرح جو شخص [illegible] اظہار کرتا ہو اور کلمات
کفریہ زبان پر لائے اس کی تضلیل و تفسیق و تکفیر [illegible] کر کے مسلمانوں کو
اس پر بار جہالت و ضلالت سے [illegible] حماقت ہے اسی بات سے علماء شرع شریف الایام
سے اسی طریقہ پر چلے آتے ہیں [illegible] کوئی شخص [illegible] ہو اس کی
تاثیر و تضلیل کر کے لوگوں کو متنبہ کیا [illegible] تو اس [illegible]
عقائد کو [illegible] پہنچتا ہے جیسے مسعود کو [illegible] وجود علیہ [illegible]
اگر اسی کا نام نادانی و حماقت ہے تو کل علماء امت بموجب فرمانے آپ کے [illegible] نادان و
احمق ہوئے اب زمانہ اعجاب کل ذی رای برایہ و لعن آخر الامۃ اولہا ہے بموجب فرمان واجب
الاذعان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگیا [illegible] **قال** [illegible]
اس بزرگ کو کافر یا فاسق نہیں کہتا اگر چہ مجدد ولی بھی نہیں کہتا [illegible]
اقول و باللہ التوفیق جب آپ ابھی [illegible] بھی [illegible]
کر چکے ہیں تو اب آپ اس کو صالح مسلمان کس طرح قرار دیتے ہیں اگر [illegible]
احتمال یہ حکم صادر فرماتے ہیں تو بلحاظ بعض خبر کا فر و مجدد اور ولی سے حکم [illegible]
کیا تردد ہے **قال** اور رکھے ان کلمات کو اگر کوئی پوچھے تاویل درخود [illegible]
سکوت ہے فقط والسلام **اقول** و باللہ التوفیق جو تاویلات آپ بیان کرتے ہیں [illegible]
جو خدشات میرے ذہن ناقص میں تھے عرض کر چکا ہوں اگر کوئی اور تاویل آپ کے ذہن

کمالات کو بطلان انبیاء ماسبق قرار دیکر انکار نبوت کی دلیل پیش کرے تو پھر آپ کیا جواب دے سکونگے
شاید اگر آپ یہ جواب دیں کہ بعض کمالات پیغمبر آخر الزماں کے اس قبیل کے ہیں کہ انبیاء ماسبق میں
موجود نہیں تو پھر علی تقدیر التسلیم یہ کہہ سکتا ہے کہ اس شخص کے بعض کمالات بھی اس قسم کے ہیں
کہ وہ انبیاء ماسبق اور خاتم النبیین میں نہیں پائے جاتے جیسا کہ انگریزی فارسی عربی اردو
زبان میں الہامات کا نازل ہونا اور الارض والسماء معک کما ہو معی وخلقت لک لیلا ونہارا
الی غیر ذلک مما لم یخاطب احد من الانبیاء بہا علی قطعیۃ **قال** مولانا بندہ کا یہ مطلب نہیں ہے
کہ آپ صاحب ان سب الہامات کو ایسا ہی تصور کریں یا انکو ایسا ہی اعتقاد رکھیں جیسا وہ
اسکے مؤلف صاحب ہرگز نہیں ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہ سب افترا کیا ہے یا انکو یہ امور بطور
القاء شیطانی پیش آئے ہوں یا حدیث النفس کی قسم کے خطرات ہوں یا واقعی الہامات
من اللہ تعالی ہوں مگر اسمیں انکی تخیل اور رہو جس کا اختلاط ہو گیا ہو یا اختلاط نہیں ہوا مگر انکی
تاویلات کچھ اور ہوں یا حق ہوں اور اس کے معنی درست اور صحیح ہوں کہ جس سے کوئی امر غیر
مشروع مراد نہیں مگر بہر حال تکفیر کسی وجہ اور شق پر جائز نہیں اگر القاء شیطانی ہی ہو وے تاہم
اس وقت تک کوئی وجہ ارتداد اور تکفیر کی نہیں پیدا ہو سکتی **اقول** وباللہ التوفیق اگر آپکا
یہ مطلب نہیں تھا تو آپ مولوی عبد القادر وشاہدین مریدوں اپنوں کو کتاب براہین کی
ترویج سے کیوں مانع نہ آئے اور جو آپنے احتمالات ستہ مقالات اسکے کے بیان فرمائے
ہیں اگرچہ فی حد ذاتہا محتمل ہیں لیکن جب آپنے اسکی ولایت سے انکار نہ کیا احتمالات
ثلثہ اخیر جو اقسام الہامات سے ہیں ہرگز اس مقام میں جاری نہیں ہو سکتے اور اگر احتمال
اول واقعی تصور کیا جاوے تو صاحب مقالات کے کفر پر آیۃ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ
کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیء بوجہ اکمل دلالت کر رہی ہے باقی احتمال ثانی وثالث
اگرچہ فی حد ذاتہا مؤدی بہ تفسیق وتضلیل نہیں ہیں لیکن القاء شیطانی اور شبہات
نفسانی کو قطعیات رحمانی قرار دینا کفر صریح اور ارتداد قبیح ہے بہر حال کلمہ آپکا کہ تکفیر کسی

پر تشدد فرما رہے ہیں تو علماء شرع ایسے شخص کے مقالات پر جو اہل کفر اور اہل رفض کی تعریف
بسبب نفع دنیاوی اسقدر کر رہا ہے کہ انکو اپنا مخدوم اور سید اور حضرت قرار دے رہا ہے اور جو
اہل اسلام اسکی کتاب کے خریدنے سے اعراض کرتے ہیں انکی مذمت اخبار نویسوں کی طرح
اپنی کتاب میں کر رہا ہے کیونکر تشدد نہ کریں اپکی تحقیق مقتضی اس امر کی ہے کہ امام نیچر بھی
معاذ اللہ صالح بلکہ اصلح مسلمان قرار دیا جاوے کیونکہ ہفوات اسکی عقلی طور پر ہیں یعنی وہ
اس شخص کی طرح اللہ تعالی پر افترا نہیں کرتا کہ میرے پر یہ کلمات اللہ کیطرف سے نازل ہوئے
ہیں بہرحال اسکو صالح مسلمان قرار دینا اور اسکی کتاب کی ترویج سے مانع نہ ہونا اپکا گویا عوام
اہل اسلام کے واسطے جو تاویل کا نام تک نہیں جانتے آپنے گمراہ کرنیکا سامان محقق طور پر تیار
پیش کیا انا للہ و انا الیہ راجعون دیکھئے صاحب در مختار نے مطالعہ کلمات ابن عربی سے
کسقدر تہدید نقل کی ہے انشاء اللہ العزیز حضرت احدیت میں ہم لوگ بکفر مدعی
پیغمبر و دجال اور جناب گروہ ماولین میں شمار کئے جاوینگے واللہ اعلم وعلمہ اتم فقط والسلام
رقیمہ محمد لودہیانوی و عبداللہ و اسمعیل عفی عنہم پھر اس تحریر کو ہم تینوں ساتھ
لیکر جلسہ دستاربندی مدرسہ دیوبند بتاریخ ۲ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۱ ہجری میں پہونچے
دوسرے روز مولوی رشید احمد صاحب ملاقات کے واسطے تشریف لائے بعد ازاں مولوی
محمد یعقوب صاحب بھی براہ مہمان نوازی ملنے کو آئے راقم الحروف نے کچھ حال قادیانی
کا بطور اجمال زبانی بیان کیا مولانا محمد یعقوب صاحب نے فرمایا کہ اگر بطور ظلیت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اسپر ورود الہامات کا ہوتا ہو تو کیا عجب ہے میں نے کہا کہ اگر اہل کتاب یہود
نصاری یہ اعتراض کریں کہ جیسا قادیانی پر بسبب ظلیت آیات قرانی نازل ہو رہی
ہیں ایسا ہی تمہارے پیشوا خود مستقل پیغمبر نہیں تھے بلکہ بسبب اتباع ابراہیم علیہ السلام
کے انپر قران بطور الہام نازل ہوا ہوگا تو پھر آپ کیا جواب دوگے مولوی صاحب نے
لاجواب ہو کر یہ فرمایا کہ میں اس شخص کو اپنی تحقیق میں غیر مقلد جانتا ہوں اور آپ کو

میں ہے تو اُس کو تحریر فرماویں - اور واضح رہے کہ مقالات اُس شخص کے قابل تاویل ہیں کہ جس شخص کی ولایت میں شک نہو اور رُدنیاداروں سے ارزبس متنفر ہو البتہ ایسے شخص سے اگر کوئی کلمہ احیاناً غلبۂ حال میں خلاف شرع صادر ہو تو اُسکی تاویل کے درپے ہونا یا اُس کو معذور سمجھکر سکوت کرنا اہل تصوف نے اختیار کیا ہے اور تقلید ان کلمات کی اہل تصوف کے نزدیک بھی ہرگز جائز نہیں امام ربانی مجدد الف ثانی صاحب جلد اول مکتوبات بیست و سوم میں فرماتے ہیں - وما وقع من بعض المشائخ فی السکر من مدح الکفر مصروف عن الظاہر وانہم معذورون وعبارۃ السکاری غیر معتد بہا فی تقلیدہم لاعندہم ولا عند اہل الشرع انتہی ایضاً در مکتوبات جلد ۲ نوشتہ بودند کہ شیخ عبد الکریم یمنی گفتہ است کہ حق سبحانہ تعالی عالم الغیب نیست مخدوما فقیر را تاب استماع امثال این سخنان ہرگز نیست بے اختیار رگ فاروقیم در حرکت می آید و فرصت تاویل و توجیہ نمی دہد قائل آن شیخ کبیر یمنی باشد یا شیخ اکبر شامی کلام محمد عربی درکار است نہ کلام محی الدین عربی و صدر الدین قونوی و عبد الرزاق کاشی ما را بنص کار است نہ بفص فتوحات مدنیہ از فتوحات مکیہ مستغنی ساختہ است حق تعالی در کلام مجید خود را عالم الغیب خود می ستاید نفی علم غیب کردن از وے سبحانہ بسیار شنیع و مستکرہ است وفی الحقیقت تکذیب است حق سبحانہ غیب را معنی دیگر گفتن از شناعت نمی برآرد کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم فبابیت شعری با حملہم علی التفوہ بامثال ہذہ الکلمات الصریحۃ فی خلاف الشریعۃ مصطفویۃ اگر آن شیخ گوید کہ علامی سبحانی معذور بود و مغلوب در ذہاب احوال اما این قسم کلام مبنی با احوال غیبت تعلق بعاد دارد و فرصت تاویل است عہد را خوشاید و تاویلے درین مقام مقبول نیست زان کلام سکاری محمول بر صرف عن الظاہر و آن نیز منظم این کلام مقصود از اظہار این کلام ملامت خلق داشتہ باشد این بیت ایں بیان آن نیز مستکرہ است و مستقبح از برائے تحصیل ملامت راہہا بسیار است بچہ ضرورت سخن را تا بسعد تفوہ باید منتہی نیست جب اہل تصوف کے نزدیک مغلوب الحال ہونے کے کلمات بھی

جس کو حوصلہ گفتگو کا ہو وہ میدان گفتگو میں آئے اگر کسی ثالث کے مکان پر بحث کرے اس
مکان پر بحث کرنیکا موقع نہیں کیونکہ یہاں یہ مثل مشہور صادق آ رہی ہے ایک ناک والا
سات نکٹوں کے پاس جب پہنچا تو اُسکو سب اول ہی بول اُٹھے نکٹا آیا یہ
کلام سنکر سب خاموش ہو گئے کسی نے گفتگو کرنیکا نام بھی نہ لیا۔ پھر میں نے مولوی محمد
یعقوب صاحب سے عرض کیا کہ جو آپ نے کل بوقت ملاقات قادیانی کے باب میں فرمایا تھا
اُسکو تحریر بھی کر دو گے آپنے فرمایا کہ میں بھی لکھدونگا کہ اسکے الہامات اولیاء اللہ
کے الہامات سے کچھ مناسبت نہیں رکھتے لیکن فی الحال بسبب کار ضروری کے
مجھ کو فراغت نہیں دو تین روز کے بعد لکھکر روانہ کر دونگا یا آپ میری طرف سے تحریر
کر لیں چنانچہ مولانا صاحب نے حسب وعدہ کے ایک فتوی اپنے ہاتھ سے لکھا ہمارے
پاس ڈاک میں ارسال فرمایا جس کا مضمون یہ تھا کہ یہ شخص میری دانست میں غیر مقلد
معلوم ہوتا ہے اور اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ علاقہ نہیں
رکھتے اور نیز اس شخص نے کسی اہل اللہ کی صحبت میں رہکر فیض باطنی حاصل نہیں کیا
معلوم نہیں کہ اس کو کس روح کی اویسیت ہے اور شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری
مرحوم نے بروقت ملاقات فرمایا کہ مجھکو بعد استخارہ کرنیکے یہ معلوم ہوا کہ یہ شخص ریچھ پر
اسطور سے سوار ہے کہ منہ اسکا دم کی طرف ہے جب غور سے دیکھا تو زنار اس کے گلے
میں پڑا ہوا نظر آیا جس سے اس شخص کا بے دین ہونا ظاہر ہے اور یہ بھی میں یقین کرتا ہوں
کہ جو اہل علم اسکے تکفیر میں متردد ہیں کچھ عرصہ بعد سب کافر کہینگے قاضی عبیداللہ صاحب
ساکن مدراس مولانا نے بھی اسکو سخت ملحد و زندیق تحریر کیا۔ چونکہ یہ شخص غیر مقلدین کے
نزدیک قطب اور غوث وقت تھا محمد حسین لاہوری نے جو غیر مقلدین ہند کا مقتدا
مشہور ہے امداد قادیانی پر کمر باندھی اور اپنے رسالہ ماہواری میں ہمارے مذمت و
قادیانی کی تائید کرتا رہا یعنے کلمات کفریہ کی اشاعت کو معاذ اللہ اشاعۃ السنۃ قرار

اسکی تائید [illegible] نہیں کرتا ہوں تو آپ نے کل حالات [illegible] مذہب اہل حق رشید
احمد [illegible] آپکو [illegible] بعد ان کے
تحریر کو [illegible] السوال [illegible] ارشاد [illegible]
ہیں [illegible] مولوی محمد [illegible]
پیش کیا آپنے فرمایا کہ مجھکو [illegible] آپکی خدمت میں [illegible]
عرض کیا کہ جو آپکی تحریر [illegible] عنایت [illegible]
مشتہر فرماویں آپنے فرمایا کہ مجھکو [illegible]
مجھکو حکم ہوا ہے مولوی عبداللہ صاحب [illegible] اس تحریر کو مولوی صاحب کے [illegible]
آیت واما السائل فلا تنہر پڑھکر فرمایا آپ اس کا جواب عنایت فرماویں مولوی صاحب کی
تحریر کو واپس فرمایا کہ ہمارے سب کے مولانا محمد یعقوب صاحب بڑے ہیں اس
باب میں جو ارشاد [illegible] مجھکو منظور ہے مولوی عبداللہ صاحب کھڑے ہو گئے اور
بلند فرمایا کہ جو لوگ اس مسئلہ خاص میں اپنا [illegible] اشتباہ کر رہے ہیں اس کا وبال آپ کی
گردن پر ہوگا [illegible] بعد ازاں ہم وہاں سے روانہ ہوکر مولانا محمد یعقوب صاحب
کی خدمت میں پہنچے فوراً مولوی رشید احمد صاحب کے بڑے صاحبزادہ نے
[illegible] مولوی [illegible] حسن [illegible] مراد آباد وغیرہ [illegible] داخل تھے
[illegible] مولانا [illegible] صاحب نے فرمایا کہ [illegible]
ایک شخص [illegible] مولوی محمد حسن صاحب [illegible] مولوی [illegible]
[illegible]
[illegible] انکار کرتے ہیں [illegible]
[illegible] انکار کیا [illegible]
[illegible] عقیدہ ہے وہ بھی [illegible]

ضرر دیوے وہ شخص شرعاً کافر و فاسق ہے بعد ازاں مولوی عبدالعزیز کے نام منسوب
کر کے طبع کرا کر شائع کیا جب علما کو دھوکھا دینا انکا معلوم ہوا فوراً ہر عالم نے اپنا
معذرت نامہ مولوی عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں روانہ کیا کہ یہ فتوی
بالکل آپکی نسبت نہیں ہم آپکو مصداق اس فتوی کے نہیں جانتے آپکو جو کافر
جاننیوالے خود کافر ہیں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی و مولوی سید احمد صاحب
مصنف تفسیر حقانی و مولوی غلام رسول صاحب امرتسری بھی اس معذرت میں شامل ہیں
ان سب صاحبوں کے معذرت نامے رسالہ نصرت الابرار میں بطور اختصار کے درج کر کے
شائع کئے گئے جس شخص کو تفصیل وار حال معلوم کرنا ہو اس رسالہ کا ملاحظہ کرلے اسوقت
موقع پاکر مولوی شاہدین و عبدالقادر وغیرہ مقلدین نے مالکر محمود شاہ وغیرہ غلط گو کو اگر
ہمارے مقابلہ میں وعظ شروع کروا دیا ہم نے فوراً جو اشتہار مولوی غلام دستگیر صاحب نے
بابت چوری اور قید ہونے محمود شاہ مذکور کے سالہا سال سے شائع کیا ہوا تھا از سر نو
طبع کرا کر شائع کر دیا اسوقت اکثر سکان بلدہ ہذا نے اسکو بہتان سمجھا جب محمود دیب
محمود شاہ مذکور نے مولوی محمد حسن صاحب مقلد لودیانوی سے کچھ مبالغ بطور رشوت کے بذریعہ
منی آرڈر سہارنپور سے منگوائے اور مولوی محمد حسن نے اس ... کی ... اور
وہی مثل جس میں اس کا قید ہونا بابت چوری کے درج تھا ... تب ثابت ہوا
کہ مولوی صاحبان کا اشتہار سچا تھا۔ اسیطرح محمد حسین لاہوری نے جب ...
کہ علما حرمین و اکثر علما اہل ہند نے قادیانی کی تکفیر پر مولویان لودیانہ کے ساتھ
جنگ میں برخلاف ہوں اتفاق کر لیا تو اب مجھکو بھی مناسب نہیں ہے کہ قادیانی کی
امداد سے دست بردار ہو کر اسکی تکفیر پر کمر باندھوں اسی اثنا میں قادیانی نے اپنے
عیسی موعود ہونیکا دعوی کر کے اشتہار جاری کئے اور ان اشتہاروں میں بعض
اہل علم کا نام لیکر مخاطب کر کے لکھا کہ اگر آپ کو شک ہو تو میرے ساتھ مباحثہ کرلو۔ و

دیتا رہا مصرع؎ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ لیکن اس ماہواری رسالہ کے ذریعہ سے بموجب شعر عدو شود سبب
خیر گر خدا خواہد۔ خمیر مایہ دوکان شیشہ گر سنگ است۔ اکثر اہل علم کو کلمات کفریہ قادیانی کے
معلوم ہو گئے اور ہمارے فتوی کی تصدیق کی ہر طرف سے آنے لگی یہاں تک کہ مولوی غلام دستگیر صاحب
قصوری نے ایک استفتا قادیانی کے بارہ میں علماء حرمین کی خدمت میں روانہ کیا مولانا مولوی
رحمت اللہ رحمۃ اللہ نے بعد کمال تتبع براہین احمدیہ و نہایت تفتیش رسالجات لاہوری
کے یہ جواب لکھا کہ یہ شخص [illegible] احمدی دجال دائرہ اسلام سے خارج ہے باقی علماء حرمین شریفین نے
بھی مضمون سے [illegible] اتفاق کیا [illegible] بعد قادیانی نے [illegible]
کی سرائے میں قیام کرکے بذریعہ عبد القادر مولوی سے ہم کو مباحثہ کا پیغام بذریعہ [illegible]
کہلا بھیجا کہ مخالفین میں تم ہی [illegible] پر اعتراض کرتے ہو جب علماء اسلام
تیرے پر تکفیر کا فتوی شائع کر چکے ہیں تو تو ہم کو اسلام کی طرف کس طرح سے دعوت
کرتا ہے مصرع؎ کو خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ مولوی عبد اللہ صاحب نے
فرمایا کہ اگر مباحثہ کرنا منظور ہے تو اپنے کلمات کفریہ سے بروز جمعہ بر سر منبر توبہ کرے تائب ہو
یا گفتگو کرکے ہم کو ساکت کرے یا ہم سے مباہلہ کرے بجائے جواب الجواب مرزا اپنے
مسکن قادیان میں جا کر خواب خرگوشی اختیار کرکے سو رہا بعد اس کے ایک شخص نے
کانگرس کے بابت آکر یہ سوال کیا کہ کانگرس میں داخل ہونا بہتر ہے یا نیچری کی جماعت
میں شامل ہونا اولی ہے ہم نے جواب دیا کہ نیچری کے ساتھ ملنا ہرگز درست نہیں
یہ شخص مرتد ہے مرتد کے ساتھ علاقہ رکھنا شرعا حرام ہے اس شخص نے عیسی
علیہ السلام کو معاذ اللہ یوسف نجار کا بیٹا برخلاف قرآن مجید کے قرار دیا ہے
عبد القادر و شاہدین وغیرہ معتقدین قادیانیوں نے غیر مقلدین سے مل کر یہ مشہور کیا
کہ مولوی صاحبان ہندوؤں سے مل گئے اور ایک فتوی علما کو دھوکا دیکر
ایسا لمبا کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ جو شخص ہنود کی اعانت کرے اور مسلمانوں کو

مرزا سے آپ آکر بحث کرلیں - چونکہ ہمارے نزدیک جب مرزا قادیانی اسلام سے خارج ہے
تو مرزا کو اول اپنا اسلام ثابت کرنا پڑیگا بعد میں عیسی موعود ہونے میں کلام شروع ہوگی
اگر مرزا قادیانی بسبب کم لیاقتی کے تنہا مناظرہ نہ کرسکے تو اپنے متبعین کو ہمراہ لیکے
میدان گفتگو میں آوے - اگر اس نہج پر بھی وہ مطمئن نہو تو ان اہل علموں کو جو مرزا قادیانی
کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں جانتے ہمراہ لیکر مکان گفتگو پر حاضر ہوکر اپنے دلائل پیش کریں
چونکہ ہر ایک شخص بموجب زعم اپنے کے اپنے آپ کو حق پر جانتا ہے - لہذا واسطے
تمیز حق اور باطل کے کوئی منصف مقرر کرنا امر ضروری ہے - لہذا پہلے مبادی بحث جلسہ
اولی میں فریقین طے کرکے مقاصد میں بحث شروع کریں - اگر مرزا قادیانی کو اس بحث کرنے
دشواری معلوم ہو تو ہم ایک طریق بحث کا جو نہایت آسان بتاتے ہیں اس کو اختیار
کرلیں جس میں انکا ایک حبہ بھی خرچ نہو وہ امر یہ ہے کہ مرزا قادیانی ہمارے ساتھ بلا
خرچ مکہ معظمہ کو چلے یا سلطان روم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے مدعا کو ظاہر کرے
تا اہل حق کو تاج نصرت سے سرفرازی حاصل ہو اور مبطل کی گردن [illegible]
نمودار ہو اور آیندہ کوئی ایسے دعاوے باطلہ کے دعوی کرنے میں [illegible]
اگر مرزا صاحب کو مباحثہ بلا پابندی شرائط کے منظور ہے تو عید یا [illegible]
حاضر ہوکر مستفید ہوں - اور اگر امورات مذکورہ بالا سے کسی امر کی تعمیل کرنے میں
پہلو تہی کریں تو انکو لازم ہے کہ آئندہ ایسے دعاوی سے اپنا تائب ہونا ظاہر کریں
خلاصہ مطلب ہماری تحریرات قدیمہ اور جدیدہ کا یہی ہے کہ یہ شخص مرتد ہے اور اہل
اسلام کو ایسے شخص سے ارتباط رکھنا حرام ہے - جیسا ہدایہ وغیرہ کتب فقہ میں یہہ
مسئلہ موجود ہے - اسی طرح جو لوگ اس پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں اور انکے
نکاح باقی نہیں رہے جو چاہے انکی عورتوں سے نکاح کرلے - کتب فقہ میں یہہ
مسائل باب مرتد میں تصریح کے ساتھ موجود ہیں اگرچہ عوام کالانعام بعض مسائل کو

اشتہاروں میں ہمارا نام بھی درج کر دیا ہم نے اُس کے جواب میں یہ اشتہار جاری کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحق یعلو ولا یعلیٰ

چراغے را کہ ایزد بر فروزد ٭ ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

بعد از حمد و صلوٰۃ جملہ اہل اسلام کو معلوم ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی اشتہارات اس مضمون کے شائع کر رہا ہے کہ عیسیٰ موعود میں ہوں مولوی محمد و مولوی عبد اللہ و مولوی عبد العزیز وغیرہ جو میرے برخلاف ہیں میرے سے جلسہ عام میں روبرو ایک انسپکٹر پولیس کے بمکان احسن شاہ وغیرہ ایک روز بعد عید الفطر کے گفتگو کر لیں چونکہ ہم فتویٰ سنہ ۱۸۸۴ء میں مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہو جانیکا جاری کر دیا تھا اور رسالہ نصرت الابرار اور فیوضات مکی میں بحوالہ فتوی حرمین تحریر کر چکے ہیں کہ یہ شخص اور ہم عقیدہ اس کے اہل اسلام میں داخل نہیں اور اب بھی ہمارا یہی دعویٰ ہے کہ یہ شخص اور جو لوگ اس کے عقائد باطلہ کو حق جانتے ہیں شرعاً کافر ہیں۔ پس مرزا قادیانی کو لازم ہے کہ اول سرکار سے اجازت طلب کرے کیونکہ حکام شہر ہذا نے چند سال سے حکم نافذ کر رکھا ہے کہ کوئی شخص اجنبی اس شہر میں آ کر بلا اجازت سرکار کوئی جلسہ مذہبی منعقد نہ کرے ورنہ سرکاری مجرم قرار دیا جاویگا۔ بعد اجازت حاصل کر لینے کے مکان شہزادہ نادر صاحب یا مکان خواجہ احسن شاہ صاحب یا کسی اور رئیس کے مکان کو واسطے گفتگو کے مقرر کر کے ہم کو مرزا صاحب اور صاحب مکان تحریری طور پر اطلاع دیں کہ ہمارے مکان

شر سے عوام کو محفوظ رکھے - اگر کسی طرح کا حیلہ یا بہانہ مرزا قادیانی کسی شرط کی بابت پیش
چاہیں تو بالکل لغو ہے - کیونکہ سرکاری طور پر فیصلہ اس کا بروقت بحث ہو سکتا ہے یعنی دونوں
فریق اپنے اپنے شرائط بوقت حاضری سرکار میں داخل کریں جن شرائط کو سرکار منظور
فرماوے وہی فریقین کو تسلیم کرنی پڑینگی - بعد میں مباحثہ اس طرز سے شروع ہوگا
جسکی ایک ایک فرد شامل مثل سرکاری ہوگی اور ایک ایک فرد فریقین کے پاس
رہیگی تاکہ کسی کو کمی بیشی کی گنجائش نہ رہے ۔۔
آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین

المشتہران

مولوی محمد و مولوی عبداللہ و مولوی عبدالعزیز ساکنان لودیانہ عفی عنہم در مرقوم ۹ ماہ رمضان المبارک
سنہ ۱۳۰۸ ہجری

اس اشتہار کے شائع ہونے سے مرزا قادیانی مثل مردود کے آیہ فبہت الذی کفر کا
مصداق علیہ ہو گیا اور کل کارروائیاں اسکی ہباءً منثوراً ہو گئیں عالم حیرت میں
اپنے حواریوں کو طلب کیا خصوصاً حکیم نورالدین صاحب سابق ملازم ریاست جموں دو ازدہ
سالہ محبت منشی احمد جان صاحب ساکن لودیانہ کو بذریعہ قادیانی ماتحت کی خبر الہام سے
فریادرسی کے واسطے طلب کیا بعد مشورہ یہ امر قرار پایا کہ ان مولویوں سے ہم کسی طرح
عہدہ برا نہیں ہو سکتے کیونکہ جب یہ تقریری ثالث ایمان میں مباحثہ شروع ہوا تو فتوی
تحریری جس میں دائرہ اسلام سے خارج ہونیکا بہ نسبت آپکے ذکر ہے پیش ہوا فوراً بمنصف
ہمارے فریق پر ارتداد کا حکم لگا کر فریق ثانی کو فتحیاب کریگا جس سے ہمارے کل دعاوی پر پانی
پھر جائیگا پھر عیسیٰ موعود ہونے میں کسطرح گفتگو نہیں کر سکتے کیونکہ بے ایمان کا عیسی
ہونا دائرہ امکان سے خارج ہے الغرض آپنے ان مولوی صاحبان کو مخاطب کرنا نہیں
بکمال غلطی کی البتہ جو اہل علم برخلاف ہر سہ مولویان آپکو مسلمان جانتے تھے انکے

شنا کہتے ہیں کہ یہ مولوی ضدی ہیں۔ جب خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس مسئلہ
کی صداقت ظاہر کر دیتا ہے تو پھر اسی منہ سے کہتے ہیں کہ ان مولویوں کا مسئلہ
ٹھیک نکلا۔ دیکھو محمود شاہ کا جو ہم نے حال اشتہار میں لکھا تھا خدا تعالیٰ نے
اس کے مددگاروں کے ہاتھ سے صداقت ہمارے اشتہار کی ظاہر کی۔ اسی طرح
جیسا ہم نے ۱۳۰۱ ہجری میں مرزا قادیانی کو کافر اور مرتد قرار دیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کی
صداقت بھی محمد حسین لاہوری وغیرہ کی تحریرات سے ظاہر کر دی جو اس کے اول
درجہ کے مددگار رکھتے اور علماء مکہ معظمہ نے بھی ہمارے فتویٰ کو صحیح قرار دیا۔ اب سکنائے
شہر ہذا کو جو اس پر عقیدہ رکھتے ہیں یا کچھ انکے دل میں اس کے کاذب ہونیکا شبہ ہے مرزا
قادیانی کو ہمراہ لیکر ہمارے پاس آویں اور یہ کاری انتظام اگر مرزا نہ کر سکے تو اس کے مرید
جو اس پر دل و جان فدا ہیں اس امر کا بندوبست کریں ورنہ سکنائے شہر سے چندہ کرکے
اگر صرف لفافہ ہی کی ضرورت ہے تو مثل پادر اپنے کے چماروں کے خرچ کا ایسا کام چلا لیں
یعنی جیسا مرزا امام الدین تو چماروں کی بستی میں نام مہدی بن جیتے ہیں [illegible]
[illegible] احمد چماروں کے تعلیمی [illegible] خطاب حاصل کریں چونکہ مسائل [illegible]
[illegible] میں تقلید
[illegible] عربی زبان میں ہر [illegible] کو [illegible]
[illegible] الانعام جو مرزا کی [illegible] کے اعتراض [illegible] کے
یعنی انشا پردازی کے جو اس قوم کی [illegible] لیاقت نہیں [illegible]
سے تو بالکل نابلد ہے ورنہ اپنی کتاب براہین احمدیہ کو [illegible] میں لا لائق
ہیچ شے معدوم کے [illegible] جو تمام تحریر میں مفقود ہیں [illegible] ہرگز درست
نہیں پس جو شخص مرزا [illegible] کو مجدد یا عیسیٰ موعود اعتقاد کر لیتے ہیں پرلے درجے کے
نادان ہیں خدا تعالیٰ اس گروہ کو ورطۂ ضلالت سے نکال کر راہ ہدایت پر لائے یا آمین

کرتے ہیں کہ اُن لوگوں سے ہرگز ملاپ نہ رکھے رشتہ داری نہ رہو اب ہم مولوی محمد حسین لاہوری کو اپنے پاس کسطرح بُلاویں البتہ اگر غیر مقلدی سے تائب ہوکر آوے تو ہم اُسکی ملاقات کرسکتے ہیں خانصاحب بہرام خان نے کہا کہ پہلے مولوی محمد حسین قادیانی کا طرفدار تھا اب وہ اسکے برخلاف ہوکر اُسکو کافر کہنے میں آپکے موافق ہوگیا اگر آپ نرمی فرماویں تو شاید غیر مقلدی سے بھی رجوع کرکے بالکل مقلد ہوجاوے۔ میں نے جواب دیا کہ قادیانی کے برخلاف ہونا اُس کا ہماری نرمی سے نہیں ہوا بلکہ خدا تعالیٰ نے اُس کو اُس طرف سے برگشتہ کیا اسیطرح جب خدا تعالیٰ کو اسکی ہدایت منظور ہوگی غیر مقلدی سے بھی اُس کو برگشتہ کردیگا پھر خانصاحب موصوف نے کہا کہ اگر آپ اسکو بُلانا نہیں چاہتے تو اپنے معتقدین کو اُسکے پاس بھیجدیں کہ تا مضمون مواہیر کا اُن کے گوش زد ہوجاوے میں نے کہا اچھا آپ اُس کو یہہ کہدیں کہ باغ والی مسجد میں آکر مضمون تکفیر قادیانی کا بیان کرے ہم اپنے لوگوں کو کہدینگے کہ تم لوگ بھی اس جلسہ میں جاکر قدرت ایزدی کا معاینہ کرو کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے فتوی کی صداقت آپکی مولوی محمد حسین لاہوری کے ہاتھ سے کروائی جو اُس کا پہلے درجہ کا مددگار تھا اپنے رسالہ اشاعۃ میں بڑے زور شور سے اسکی تعریف لکھتا تھا اور ہمارے فتوی کی تردید چھاپتا تھا عباس علی صوفی و مولوی شاہدین و مولوی نور محمد وغیرہ نے بھی قادیانی کے خلاف پر اپنا عقیدہ برخلاف زمانہ ماضی کے ظاہر کیا لیکن عبد القادر مولوی ابتک اس فعل قبیح و کفر صریح سے باز نہیں آیا اگرچہ کلمات کفریہ اس کے بہت ایسے ہیں جنسے صراحتہ کفر ثابت ہوتا ہے جیسے یوسف نجار کا عیسی علیہ السلام کو بیٹا قرار دینا اور جو معجزات اُنکے قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں اُنکو مشرکانہ خیال بتانا اور پیغمبر کی نانیاں دادیاں کو فاحشہ بتلانا وغیرہ وغیرہ جو بالکل کفر صریح ہیں کوئی صاحب جواب قادیانی سے پہلو تہی کرنا ہمارا اگفتگو عیسی موعود میں خیال نہ کرے کیونکہ اگر

مخاطب کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ انہوں نے عیسی علیہ السلام کی زندگی میں
بحث کرنیکا ہم کو موقع مل سکتا ہے ایمان کی بحث کا نام بحکم المرا یوخذ باقرارہ زبان
پر نہیں لا سکتے لہذا اب اس سے بہتر کوئی مشورہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان مولویوں پر
کوئی الزام قائم کرکے گفتگو کرنے سے اعراض ظاہر کریں اگر آپ کی بحث مولوی محمد حسین
لاہوری سے مقرر ہو جو آپکے اسلام کا اقرار کر چکے ہیں تو نہایت مناسب ہے اس عاجز کو
تاریخ مقررہ سے چند روز پہلے اطلاع دیں کہ تا بخوبی انتظام کیا جاوے بنا برین قادیانی
نے ایک اشتہار یازدہم شوال سنہ ۱۳۰۳ میں بنام پادریان جاری کیا جس کا حاصل یہ تھا
کہ مسلمان ہمارے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے ہیں اسواسطے ہم پادریوں سے بحث کرنیکا
اشتہار دیتے ہیں سختی کے برتاؤ سے اطلاق کفر دجال وغیرہ جو ہمارے اشتہار مذکورہ الصدر
میں ہے مراد لیا ہے اکثر عوام بلکہ خاص بھی ایسے الفاظ کے استعمال کرنیکو خلاف تہذیب خیال
کرتے ہیں اگر بنظر غور خیال کریں تو ان الفاظ کا مہذب ہونا اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے
کیونکہ خنزیر کو خنزیر کہنا خلاف تہذیب نہیں البتہ جو شخص بکری کو خنزیر یا خنزیر کو بکری
قرار دے تو ضرور تہذیب سے خارج ہے بلکہ ہمارا اشتہار مذکورہ خلاف واقع نہیں بلکہ
واسطے خیر خواہی عوام کے قادیانی کا حال مثل کتب اسماء الرجال کی ظاہر کر دیا ہے تاکہ لوگ
گمراہ ہونے سے بچ رہیں آمین ثم آمین کچھ مدت بعد مولوی محمد حسین لاہوری نے اپنا ذرہ قادیانیکی
امداد سے بری کرنیکے واسطے بحث شروع کرکے فتویٰ کفر کا لگا کر علماء ہندوستان کی
مواہیر سے ثبت کروائیں جب بوقت واپسی اس شہر لودہانہ میں آیا تو مولوی مشتاق احمد صاحب
مدرس مدرسہ سرکاری وہ الف صاحب برادر خان افسر پولیس کو ہمارے پاس اس غرض سے
بھیجا کہ مولوی صاحبان اپنے مکان یا مدرسہ یا مسجد میں بلا کر جلسہ عام میں میرے
مضمون ان مواہیر کا جو قادیانی کی تکفیر پر علماء سے ثبت کروا لایا ہوں معلوم کریں ہم نے
جواب دیا کہ ہم اسکو ہرگز ہرگز اپنے پاس بلانا نہیں چاہتے کیونکہ ہم قدیم سے وعظ میں بیان

اور اُنکے فوت ہونیکا ثبوت آیات قرانیہ میں موجود ہے اگرچہ اِس کا جواب علماء اسلام نے دندان شکن اپنی اپنی تصانیفوں میں دے چکے ہیں لیکن ہماری طرف سے بھی اِس امر کا جواب دینا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے لہذا اِس عاجز نے اِس کا جواب لکھنا شروع کیا اور نام اس کا کشف الغطاء عن ابصار ضل وغوی رکھا حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم الکفیل اور ترتیب دیا گیا یہہ رسالہ و پر مقدمہ اور مقصد اور خاتمہ کے مقدمہ میں اصطلاحات علم اصول کی بیان کیجاتی ہیں جو واسطے استنباط احکام کے معلوم ہونا اُنکا نہایت ضروری ہے ظاہر اُس کلام کو کہتے ہیں جس کا مطلب الفاظ سے صاف صاف ظاہر ہو قال فی المنار الظاہر اسم لکلام ظہر المراد بہ للسامع بصیغتہ نص وہ جسکے واسطے کلام چلائی گئی ہو النص ما سیق الکلام لاجلہ کذا فی نور الانوار مثال ان دونوں کی یہہ آیت ہے احل اللہ البیع وحرم الربو یعنے حلال کیا اللہ تعالی نے بیع کو اور حرام کیا سود کو یہہ آیت بیع کے حلال اور سود کے حرام ہونے پر بطور ظاہر کے دلالت کرتی ہے بیع اور سود میں جو فرق اِس آیت سے شارع کو مقصود ہے اُس پر دلالت اسکی بطور نص کے ہے اور حکم ظاہر اور نص کا یہہ ہے کہ جو اِن دونوں سے ثابت ہو اُس پر عمل کرنا واجب ہے قال فی نور الانوار وحکمہما وجوب العمل بالذی ظہر منہما علی سبیل القطع والیقین۔ یعنے ان دونوں سے جو احکام ثابت ہوں وہ قطعی اور یقینی ہوتے ہیں مفسر وہ ہے جو اپنی مراد پر ایسا واضح ہو کہ کسی تاویل کی اسمیں گنجایش نہو قال فی المنار المفسر ما ازداد وضوحا علی النص علی وجہ لا یبقی معہ احتمال التاویل ببیان الشارع وحکمہ وجوب العمل بہ یعنے ظاہر و نص اگرچہ قطعی ہیں لیکن احتمال تاویل کو مانع نہیں یعنے اگر کوئی دلیل قطعی اس امر پر دلالت کرے کہ یہاں ظاہری معنے حقیقی مراد نہیں بلکہ مجازی مراد ہیں تو اُسوقت ظاہری معنے ظاہر

قادیانی اپنا ایمان قائم کرکے اس بارے میں گفتگو شروع کرتا تو فوراً اسکے جواب میں ہم یہ رسالہ پیش کرتے۔ حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر۔ وہو ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ محمد بن مولانا مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم لودیانوی بیچ خدمت اہل اسلام کے عرض کرتا ہے کہ غلام احمد قادیانی کی تکفیر بباعث کلمات کفریہ کے اول ۱۳۰۱ ہجری میں ہمارے ہی خاندان سے شروع ہوئی اُسوقت اکثر لوگ ہمارے مخالف رہے بعد میں رفتہ رفتہ کل اہل علم نے قادیانی کے ضال مضل ہونے پر اتفاق کیا حتیٰ کہ علماء حرمین شریفین نے بھی قادیانی پر دائرہ اسلام سے خارج ہونیکا فتویٰ تحریر کردیا جیسا کہ رسائل مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب میں تفصیلوار موجود ہے اگرچہ ان فتووں سے لوگوں کو بہت ہدایت ہوئی لیکن بعض بعض کور باطنوں کو اس آفتاب ہدایت مآب سے کچھ فائدہ حاصل نہوا شعر تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ÷ کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را ÷ یعنے جو کفریات اُسکے صاف صاف آیات قطعیات کے مخالف ہیں اُنپر اُنکے ایمان کی بنیاد ہے جیسا کہ رسالہ ازالۃ الاوہام میں عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو یوسف نجار کا بیٹا لکھا ہے اور جو خدا تعالیٰ جل شانہٗ نے اُنکے معجزے مثل احیاء اموات اور مادرزاد نابینوں کو بینا کرنا اور جانور مٹی سے بنا کر خدا کے حکم سے جاندار بنا دینا وغیرہ وغیرہ جنکا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے ان سب کو اس قادیانی نے مسمر کا خیال لکھکر منکر قرآن ہوکر اپنا الحاد طبیعیوں کے زمرہ ملحدین میں داخل ہوا اکثر مباحثات میں [illegible] کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں اور آنکے

ظاہر ہو جاوے قال فی نور الانوار والمشکل فہو الداخل فی اشکالہ وحکمہ اعتقاد الحقیۃ فیما ہو المراد ثم الاقبال علی الطلب والتامل فیہ الی ان یتبین المراد جیسا کہ آیت فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ میں لفظ انّی کا مشتبہ ہو گیا کیونکہ اس لفظ کے دو معنے ہیں ایک معنے اس کے من این یعنے کسی مکان سے اور دوسرے معنی اس کے کیف یعنے کسی طرح جب غور اور تامل کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس آیت میں کیف کے معنوں میں مستعمل ہے کیونکہ لفظ حرث جو زراعت کے معنوں میں ہے وہ اسی معنے کو معین کرتا ہے اور مجمل وہ ہے جس میں معانی کے ازدہام سے مراد اسکی ایسے مشتبہ ہو جاوے کہ اسکی عبارت میں فکر کرنے سے اشتباہ رفع نہو بلکہ اجمال کرنیوالے سے اسکی تفسیر معلوم کرنیکی حاجت پڑے اور حکم اس کا اسکی مراد کو برحق اعتقاد کرنا اور توقف کرنا یہانتک کہ ظاہر ہو ساتھ بیان کرنے اجمال کنندہ کے قال فی نور الانوار اما المجمل فما ازدحمت فیہ المعانی واشتبہ المراد بہ اشتباہاً لا یدرک بنفس العبارۃ بل بالرجوع الی الاستفسار ثم الطلب ثم التامل وحکمہ اعتقاد الحقیۃ فیما ہو المراد والتوقف فیہ الی ان یتبین ببیان المجمل کالصلوۃ والزکوۃ یعنے لفظ صلوۃ و زکوۃ کا آیت أَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَآتُوا الزَّكَوٰةَ میں مجمل تھا کیونکہ معنے صلوۃ کے لغت عرب میں دعا کے ہیں اور معلوم نہوا کہ کونسی دعا یہاں مراد ہے پس استفسار کرنے سے آنحضرت نے بیان کر دیا اور اسکو ادا کر کے ہمکو معلوم کرا دیا کہ یہاں قیام رکوع سجود والی دعا مراد ہے اسیطرح زکوۃ کے معنے لغت میں [illegible] یہاں یہہ مراد نہیں بعد استفسار کرنیکی آنحضرت نے بیان فرما دیا کہ اس سے چالیسواں حصہ مال کا بعد ایکسال کے ادا کرنا ہے اور **متشابہ** وہ ہے جسکی مراد کا معلوم ہونا قبل روز قیامت ممکن نہو اور حکم اس کا یہہ ہے کہ اپنے اعتقاد میں جو اس سے متکلم نے مراد رکھا ہے حق جاننا قبل معلوم ہونے اس مراد کے جیسا کہ

اور نص میں مُراد نہیں لیے جاوینگے اور مفسر میں ایسے احتمال کو گنجائش نہیں کیونکہ شارع
کے بیان کرنے سے اُسکی اصلی مراد معلوم ہوگئی جیسا کہ آیت فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَافَّةً
میں لفظ کافّۃ کا واسطے بیان کرنے اس امر کے زیادہ کیا گیا ہے کہ تا احتمال اس امر کا
باقی نرہے کہ شاید مشرکین سے بعض مشرک مراد ہوں کل مراد نہوں اور حکم مفسر کا
یہہ ہے کہ اُس پر عمل کرنا واجب ہے ساتھہ احتمال منسوخ ہوجانیکے یعنے اس کے منسوخ
کرنیکے واسطے شارع حکم لگا سکتا ہے قال فی نور الانوار وحکمہ وجوب العمل بہ علی احتمال
النسخ ای فی زمان النبی وفیما بعدہ فکل القرآن محکم لا یحتمل النسخ اور محکم اُس کا نام ہے
جس کا مفہوم قابل نسخ وتبدیل نہو قال فی المنار المحکم ما احکم المراد بہ عن احتمال النسخ والتبدیل
اور حکم اُس کا یہہ ہے کہ اُس پر عمل کرنا واجب ہے اور کسی احتمال کو اس میں گنجائش
نہیں قال فی المنار وحکمہ وجوب العمل بہ من غیر احتمال کقولہ تعالی ان اللہ بکل شیء علیم
یعنے تحقیق اللہ تعالی ہر شے کو جانتا ہے یہہ مضمون قابل نسخ وتبدیل نہیں اللہ تعالی کو
ہمیشہ ہر شے کا علم ہے خفی وہ ہے جسکی مراد بغیر غور کرنیکے معلوم نہو قال فی المنار الخفی
ما خفی مرادہ بعارض لا ینال الا بالطلب جیسا کہ آیت السارق والسارقۃ فاقطعوا
ایدیہما کی ظاہر ہے چور کے حق میں اور خفی ہے طرار یعنے کیسہ بر کے حق میں چور کا ہاتھہ
کاٹنے کا حکم اس آیت سے بلا غور کرنیکے فوراً معلوم ہوجاتا ہے لیکن طرار کے ہاتھہ
کاٹنے کا حکم اس آیت سے بعد غور کے مفہوم ہوتا ہے کہ طرار کی چوری معمولی چوری سے
بڑھکر ہے اسواسطے اس کا ہاتھہ ضرور کاٹنا چاہئے اور حکم اُس کا یہہ ہے کہ اُس میں
غور کرکے معلوم کرے کہ اس کے خفی ہونیکا کیا سبب ہے تاکہ اسکی مراد معلوم ہو
قال فی المنار وحکمہ النظر فیہ لیعلم ان اختفاءہ لمزیۃ او نقصان فیظہر المراد بہ اور مشکل اسکا
نام ہے جو اپنے جنسوں میں داخل ہوکر مشتبہ ہوجاوے حکم اُس کا یہہ ہے کہ اُسکی
مراد پر حق ہونیکا اعتقاد کرنا پھر متوجہ ہوکر غور اور تامل کرنا یہانتک کہ اسکی مراد

اور نہ سولی دی اُس کو لیکن شبہ ڈالا گیا واسطے اُنکے اور تحقیق جو لوگ کہ اختلاف
کیا اُنہوں نے بیچ اُس کے البتہ بیچ شک کے ہیں اُس سے نہیں واسطے اُنکے
ساتھہ اُسکے کچھہ علم مگر پیروی کرنا گمان کا اور نہ مارا اُسکو یقیناً بلکہ اُٹھا لیا اُس کو
اللہ نے طرف اپنی اور ہے اللہ غالب حکمت والا فائدہ یہود کہتے ہیں کہ ہم نے
مارا عیسیٰ کو اللہ نے فرمایا اُس کو ہرگز نہیں مارا خدا تعالیٰ نے اُسکی ایک صورت
اُنکو بنا دی اُس کو سولی چڑھایا پھر فرمایا کہ نصاریٰ بھی اوّل سے یہی کہتے ہیں
کہ مسیح کو مارا نہیں وہ زندہ ہے لیکن تحقیق نہیں سمجھتے کئی باتیں کہتے ہیں بعضی
کہتے ہیں کہ بدن کو مارا اُنکی روح اللہ پاس چڑھ گئی بعضے کہتے ہیں مارا تھا پھر
تین روز میں زندہ ہو کر بدن سے چڑھ گئے ہر طرح وہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ
اُس کو نہیں مارا سو یہہ خبر اللہ کو ہے اُس نے بتایا اُسکی صورت کو مارا اور
اُنکے پکڑتے وقت نصاریٰ سرک گئے تھے اور یہود ابھی نہ پہنچے تھے اُس دن کی
خبر نہ اِنکو نہ اُنکو تمام ہوئی عبارت موضح القرآن کی بقدر حاجت چونکہ اِس آیت
کا مطلب یہی ہے کہ جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو مقتول یا مصلوب گمان کرکے
اُنکا فوت ہونا قرار دیتے ہیں بالکل غلطی پر ہیں اگرچہ شروع اِس آیت کا
واسطے مضمون مذکورہ کے بموجب قاعدہ اصول نص قطعی الدلالۃ تھا لیکن تاکیداً
بار بار بیان کرنا شارع کا اِس مضمون کو اور اخیر میں آپکا اُٹھا لینا جتلا کر کُل احتمالات
کا سلسلہ یک لخت کاٹ ڈالا پس یہہ آیت بموجب قاعدہ اصول قسم مفسّر میں
داخل ہوئی البتہ لفظ بل رفعہ اللہ میں کسیقدر اجمال تھا سو احادیث میں
یہہ مضمون تفصیلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما کر اِس کا اجمال
دور کر دیا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو آسمان کی طرف اُٹھا لیا قیامت سے پہلے
آپ آسمان سے نزول فرماوینگے جیسا کہ صحیح بخاری اور اُسکی شرح وغیرہ

حروف مقطعات جو سورتوں کے اوائل میں ہیں مثل الم وغیرہ کے قال فی نور الانوار
المتشابہ فہو اسم لما انقطع رجاء معرفۃ المراد منہ ولا یرجی بدوہ اصلا کالمقطعات
فی اوائل السور مثل الم حم۔ ظہور کے مراتب میں محکم کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے مفسر کا
درجہ نص سے اور نص کا ظاہر سے اعلیٰ ہے پس سب سے محکم کا درجہ اعلیٰ اور ظاہر کا
سب سے ادنیٰ ہوا۔ اور خفا میں سب سے زیادہ خفی متشابہ ہے اور مجمل مشکل سے
اور مشکل خفی سے زیادہ ہے پس متشابہ کا درجہ خفا میں اعلیٰ ہوا اور خفی کا سب سے
ادنیٰ۔ بروقت تعارض جسکا مرتبہ ظہور میں اعلیٰ ہوگا اُس پر عمل کیا جاویگا اور جس کا
مرتبہ خفا میں کم ہوگا وہ اُس پر جسمیں خفا زیادہ ہے غالب ہوگا جیسا کہ تفصیل اسکی
نور الانوار وغیرہ کتب اصول میں مذکور ہے مقصد اس میں عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ
والسلام کی زندگی اور آخر زمانہ میں نازل ہونیکا بیان ہے دلائل شرعیہ قرآن
اور حدیث اور اجماع اور قیاس ہیں آیات قرآنیہ کا درجہ سب سے بڑھکر ہے بعد اسکے
حدیث ہے بعد ازاں اجماع ہے اگر تینوں میں سے کوئی موجود نہو تو قیاس مجتہد سے
دلیل پکڑی جاتی ہے چونکہ اس مقصد کے اثبات کے واسطے قرآن اور احادیث
اور اجماع موجود ہیں قیاسی دلائل سے ثابت کرنا ضرور نہیں لہذا ترتیب وار
دلائل ثلثہ کو واسطے اثبات اِس مقصد کے بیان کرتا ہوں حسبی اللہ نعم الوکیل
نعم المولیٰ ونعم النصیر قال اللہ تعالیٰ وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ
لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ
اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ترجمہ اِس کا بامحاورہ موضح القرآن سے مع بعض
فوائد کے نقل کیا جاتا ہے اور لعنت کی ہم نے اہل کتاب پر اور بسبب کہنے انکے
کہ تحقیق ہم نے مار ڈالا مسیح عیسیٰ بیٹے مریم کے کو پیغمبر اللہ کا تھا اور نہیں مارا اُس کو

ہوگیا کہ آپ آخری زمانہ میں ضرور نزول فرماوینگے یعنے جیسا کہ نماز کے واسطے آیۃ اقیموا الصلوٰۃ اور زکاۃ کے بارے میں وآتوا الزکوٰۃ وارد ہے اِن دونوں آیتوں میں حکم نماز اور زکوٰۃ کا اجمالاً مذکور ہے اوقات اور عدد رکعات وغیرہ جو نماز میں ضروری ہیں کسی ایک کا بھی ذکر نہیں اسیطرح جو زکوٰۃ واجب ہونیکی شرائط اور اسباب شرعاً ضروری ہیں اس آیت میں انمیں سے ایک بھی مذکور نہیں فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرنے سے سب حال معلوم ہوا اسیطرح اگرچہ اس آیت میں ایمان لانا اہل کتاب کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بیان ہے نزول وغیرہ امور کا حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرنے سے معلوم ہوا بس جیسا کہ آیت اقیموا الصلوٰۃ وآیۃ وآتوا الزکوٰۃ واسطے فرضیت نماز اور زکوٰۃ کے قطعیات سے ہے انکے انکار سے کفر لازم آتا ہے اسیطرح یہ آیت بھی عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی پر قطعی طور پر دلالت کررہی ہے فان قلت لاتستقیم ہذا الاستدلال الا ان یکون الضمیر راجعین الی عیسیٰ علیہ السلام لکن البیضاوی زیف ہذا الاحتمال ورجح توجیہ تنا الی اہل الکتاب موئدا بقرأۃ ابی ابن کعب قبل موتہم وتبعہ مصنف المظہری حیث قال قلت نزول عیسیٰ قبل یوم القیامۃ حق وان یہلک فی زمانہ الملل کلہا الا الاسلام حق ثابت بالصحاح من الاحادیث المرفوعۃ لکن کونہ مستفادا من ہذہ الآیۃ وتاویل الآیۃ بارجاع ضمیر الثانی الی عیسیٰ علیہ السلام ممنوع وکیف یصح ہذا التاویل مع ان کلمۃ ان من اہل الکتاب شامل للموجودین فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم البتۃ سواء کان ہذا الحکم خاصا بہم اولا فان حقیقۃ الکلام للحال ولا وجہ لان یراد بہ فریق من اہل الکتاب یوجدون حین نزول عیسیٰ علیہ السلام فالتاویل الصحیح ہو ارجاع الضمیر الثانی الی اہل الکتاب ویویدہ قرأۃ ابی بن کعب انتہی قلت قولہما باطل لکونہ مخالفا لما علیہ الجمہور من المحققین کصاحب المدارک والامام الرازی وشراح البخاری وغیرہم قال فی المدارک الضمیران

بجنسہٖ نقل کیا جاویگا۔ خلاصہ مطلب اِس کلام کا یہہ ہے کہ اِس آیت سے زندہ
اُٹھالینا آپکا اِسی جسم عنصری کے ساتھہ قطعی طور پر ثابت ہوا اور اس میں کسی
احتمال کو گنجائش نہیں پس یہہ آیت واسطے ثبوت مضمون مذکور کے آیت اَقِیْمُوا
الصَّلٰوۃَ سے جو واسطے فرضیت نماز کے وارد ہے یقینی ہونے میں زیادہ عالی ہے
کیونکہ یہہ آیت اصل میں مجمل تھی نماز کا ثبوت اِس سے قبل بیان کرنے آنحضرت
کے نہیں ہوسکتا تھا اور آیت وَمَا قَتَلُوْہُ آہ واسطے مضمون مذکور کے نص ہے مفسر ہے
خود بخود یہہ آیت واسطے ثبوت زندگی عیسیٰ علیہ السلام کے کافی اور وافی ہے
جو شخص نماز کی فرضیت سے انکار کرے اُس پر اہل اسلام کفر کا فتویٰ دیتے ہیں
پس جو شخص زندگی عیسیٰ علیہ السلام کا منکر ہو اُس پر فتویٰ کفر کا دینا نہایت ضروری
ہوا کیونکہ یہہ آیت نماز کی آیت سے یقینی ہونے میں بہت عالی مرتبہ پر ہے
کما مر غیر مرۃ پس جو شخص نماز کے منکر کو کافر قرار دے اور عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی
کے منکر کو باوجود اعتقاد کرے پرلے درجہ کا ضال اور مضل ہے جب خدا تعالیٰ نے
زندگی عیسیٰ علیہ السلام کی یقینی طور پر بیان فرمائی اب بعد میں آپکے انتقال
ہونیکا حال بیان فرمایا وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ
الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا۔ اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائیگا ساتھ
اُسکے پہلی موت اُسکی کے اور دن قیامت کے ہوگا اُس پر گواہ یعنے اہل کتاب
آپکو زندہ دیکھکر ایمان لائینگے اور آپکے کل شبہے رفع ہوجاوینگے بعد اُس کے
آپ انتقال فرماوینگے جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کیا ہے۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا
عَدْلًا واقرأوا ان شئتم وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ الآیہ رواہ الشیخان اگرچہ آیت میں
اجمالًا بیان تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرنے سے صاف ظاہر

لغته مع كونها مؤيدة باقوال الصحابة الذين شاهدوا الوحي وكانوا معصومين في تبليغ
الشرائع كما هو فيما نحن فيه فانتمسك بها واجبة وعلينا ان نذكر الوجوه التي تدل
على ان الضمير الثاني راجع الى عيسى عليه السلام الوجه الاول انه يلزم على تقدير
ارجاع الضمير الثاني الى اهل الكتاب الانتشار في الضمائر وهو قادح للبلاغة وخفية
في الكلام القديم قرينة بلا مرية ولذا لم يذهب اليه اكثرهم قال بدر الدين العيني في
شرح البخاري روى عن طريق ابي رجاء عن الحسن قال قبل موت عيسى عليه السلام
والله انه لحي ولكن اذا نزل آمنوا به اجمعون وذهب اليه اكثر اهل العلم انتهى والوجه
الثاني ان السياق والسباق كلاهما يرجحان ان الضمير الثاني راجع الى عيسى عليه السلام
لان الكلام لما انجر الى ان عيسى عليه السلام حي فمقتضى المقام ان يذكر موته وذلك يستقيم
الا بارجاع الضمير الثاني الى عيسى عليه السلام والوجه الثالث ان على هذا التقدير تكون
هذه الآية دليلا آخر على منكري حياته فان ايمان اهل الكتاب لما كان منوطا بحيوته
استحال ان يموت قبله والوجه الرابع انه اذا اريد من الضمير الثاني اهل الكتاب لا يكون
افادة بل اعادة لان قوله تعالى ليؤمنن دال على انهم وقت الايمان يكونون احياء
لان الحيوة من لوازم الايمان والشيء اذا ثبت ثبت بلوازمه فاثبات حيوتهم ثانيا بهذه الجملة
لا يكون الا اعادة بخلاف ما اذا اريد منه عيسى عليه السلام فانه حينئذ يكون افادة قطعا
لان مفاده وهو كون عيسى عليه السلام حيا في وقت ايمانهم به لم يكن معلوما من قبل
ومن المعلوم ان حمل الكلام البليغ سيما الكلام المعجز على الافادة اولى لا سيما الافادة التي
ازداد بها اعجاز القرآن لكونه دالا على نزوله من السماء لان الموت لا تكون الا في الارض
لقوله تعالى وفيها نعيدكم وذلك يستلزم نزوله من السماء يعني كما ان الآية السابقة
دلت على كونه مرفوعا الى السماء كذلك هذه الآية دلت على موته في الارض بعد نزوله وهو
من المغيبات الخارجة عن طوق البشر الدالة على اعجاز القرآن بابلغ وجه والوجه

لعیسی علیه السلام لیؤمنن بعیسی قبل الموت عیسی وهم اهل الکتاب الذین یکونون
فی زمان نزول عیسی روی انه ینزل من السماء فی آخر الزمان فلا یبقی احد من اهل الکتاب
الا لیؤمنن به حتی تکون الملة واحدة وهی ملة الاسلام ومثله فی التفسیر الکبیر وغیره من التفاسیر
وشروح البخاری وغیرها من کتب الحدیث وتمسکهما بقراءة ابی بن کعب او من نسخ الحنفیۃ
لان قراءة ابی بن کعب لیست بمتواترة ولا مستفاضة فالعمل علیهما واجب کما صرح الاصولیون
فی قوله تعالی حتی یطهرن بقرائتی التشدید والتخفیف بوجوب الغسل للحائض لجواز الوطی
ان قطع دمها فی مادون العشرة عملا بقراءة التشدید وعدم وجوبه ان قطع لتمام العشرة
عملا بقراءة التخفیف وههنا ایضاً کذلک فان ایمانهم قبل موت عیسی علیه السلام فی زمن
نزوله لا یمکن الا قبل موتهم لان ما بعد الموت لم یبق احد مکلفا بل لم یبق اهلا للایمان قبل الموت
وقت معاینة ملائکة العذاب کما بین فی موضعه واما قول صاحب المظهری لا وجه لان
یراد من لفظ اهل الکتاب فریق یوجدون آه فظاهر الفساد لان الاضافة واللام یکونان
للعهد ما لم تقم القرینة علی خلافه وههنا ایضاً للعهد للذین یوجدون فی زمن نزول عیسی
علیه السلام ولم تقم قرینة علی خلافه بل القرائن قائمة علی هذا العهد سنذکرها عن قریب
ان شاء الله تعالی الا تری ان ما ذکر فی المدارک من لفظ الحدیث فلا یبقی احد من
اهل الکتاب آه لا یمکن ان یراد به غیر الذین یوجدون فی زمانه نزوله علیه السلام وکذا ان
لفظ الخطاب الذی هو موضوع للحاضر ارید به الذین یوجدون فی آخر الزمان قطعا هو
قوله علیه الصلاة والسلام لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم الحدیث وبالجملة القول بعدم
کون نزول عیسی علیه السلام مستفادا من هذه الآیة بعد ادعاء حقیقة نزوله فی
آخر الزمان مستدلا بالاحادیث الصحاح کما مر من صاحب المظهری لیس علی ما ینبغی
لان الاحادیث کلها وحی من الله عز وجل لقوله تعالی وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی
یوحی فالواجب علینا ان نعتقد انها مطابقة للقرآن سیما اذا ظهر لنا بیانیة المطابقة

نہیں اسیطرح یہاں بھی دونوں قرأتوں پر عمل ہوسکتا ہے یعنے قبل موتہ زندگی عیسی علیہ السلام کی اور قبل موتہم سے اہل کتاب کا زندہ ہونا مراد لینا درست ہے یعنے جب عیسی علیہ السلام آسمان سے آخر زمانہ میں نزول فرماوینگے جو اس وقت اہل کتاب بقید حیات ہونگے آپ کو زندہ دیکھکر آپ پر ایمان لائینگے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے اس امر کا حق ہونا خود صاحب مظاہر نے بڑی شد و مد سے بیان کیا ہے پس اہل کتاب کا مراد لینا ضمیر ثانی سے بیچند [illegible] تب محل ہے وجہ اول یہ ہے کہ ضمیر بہ سے عیسی علیہ السلام کا اور ضمیر قبل موتہ سے اہل کتاب مراد لینے سے ضمیروں میں انتشار لازم آتا ہے اور یہ امر اہل بلاغت کے نزدیک مذموم و قبیح ہے پس کلام الہی میں ایسے احتمال کا جاری کرنا نہایت بیجا ہے وجہ دوم یہ ہے کہ جب آیت کا سباق اور سیاق آپکی زندگی و انتقال کے بیان میں ہے پس موت کا ذکر غیر کی طرف راجع کرنا خلاف عقل و نقل ہے وجہ سوم یہ ہے کہ عیسی علیہ السلام کے مراد لینے سے دوسری دلیل واسطے رد منکرین حیوۃ مسیح قایم ہوتی ہے یعنے جبتک کل اہل کتاب آپر ایمان نہیں لائینگے وہ فوت نہ ہونگے وجہ چہارم یہ ہے کہ ایمان لانیوالیکا زندہ ہونا امر لازمی ہے کیونکہ مرنے کے بعد تو کوئی شخص مکلف نہیں رہتا پس زندہ ہونا اہل کتاب کا وقت ایمان کے لفظ ایمان سے جو لیؤمنن میں مذکور ہے ثابت ہوگیا قبل موتہ کی ضمیر سے دوبارہ ثابت کرنا بیفائدہ ہے البتہ عیسی علیہ السلام پر ایمان لانے میں آپ کا زندہ ہونا واسطے ایمان لانیوالوں کے شرط نہیں یعنے جیسا اور انبیا پر ایمان لانے میں انکا زندہ ہونا ضرور نہیں اسیطرح آپ پر ایمان لانا بعد ممات کے بھی ہوسکتا تھا چونکہ یہ واقعہ وقت نزول عیسی علیہ السلام زمانہ آیندہ میں بقید حیات آپکے ہونیوالا تھا خدا تعالی نے بطور پیشین گوئی کے قرآن شریف میں بیان فرمادیا اور وعدہ بتا دیا ہے

الخامس انه يلزم على تقدير ارجاع الضمير الى اهل الكتاب ان [illegible] تصديقهم بعيسى
عليه السلام قبل موتهم وهو خلاف الظاهر والتاويل بان المراد انهم يؤمنون به حين معاينة
العذاب قبيل الموت وان لم يطلع عليه احد من جانبهم لانه لا طائل تحته لانه لا يقوم حجة عليهم
بل لهم ان يقولوا لو كان القرآن من كلام الله لم يتخلف لانه [illegible] الكذب في كلامه
تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا بخلاف ما اذا اريد بعيسى عليه السلام فان الآية حينئذ
تصير لنا اجد ما كانت حجة علينا قال العلامة بدر الدين العيني في شرحه للبخاري والنكتة في نزول
عيسى عليه السلام الرد على اهل الكتاب في زعمهم الباطل انهم قتلوه وصلبوه فبين الله
تعالى كذبهم انتهى۔ خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ اگر کوئی اعتراض کرے
کہ تفسیر بیضاوی اور تفسیر مظہری میں ضمیر قبل موتہ سے اہل کتاب کا مراد لینا
صحیح قرار دیا ہے اور اسکی تائید میں قرأۃ ابی بن کعب جو قبل موتہم کے لفظ سے
مروی ہے پیش کی ہے اور نیز صاحب مظہری نے لفظ اہل کتاب آخر میں [illegible] کے
یہود و نصاریٰ کا مراد لینا بوجہ ٹھہرایا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قول بالکل
بے اصل ہے اسیواسطے اکثر اہل علم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مراد لینا صحیح قرار
دیا ہے اور قرأۃ ابی بن کعب جو قبل موتہم کے لفظ سے مروی ہے قبل موتہ کے
مخالف نہیں ہے کتب اصول میں لکھا ہے جہاں دو قرأتیں باہم مخالف ہوں
دونوں پر عمل کرنا لازم ہے جیسا کہ لفظ یطہرن میں دو قرأتیں تخفیف اور تشدید کے
ساتھ مروی ہیں دونوں پر عمل کرکے علماء نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ تخفیف کی
قرأۃ سے وہ عورت مراد لیجاوے جس کا حیض بعد دس روز کے بند ہوا ہے اس سے
مجامعت کرنی شوہر کو اسیوقت درست ہے عورت کا غسل کرنا شرط نہیں ہے اور تشدید کی
قرأۃ سے وہ عورت مراد لی گئی ہے جو قبل گذرنے دس روز کے حیض اس کا بند
ہوگیا ہو تو ایسی عورت جبتک غسل نہ کرے اس سے مجامعت کرنی شوہر کو درست

في زمانه لا بعد سبق الحجة ولا يمكن ارتفاعه بالنسخ ولو حملنا التعارض بمعنى التخالف فنقول
لا تعارض لان كون التوفي بمعنى الموت او مساويا له لم يثبت بعد ودونه خرط القتاد
بل هو مشترك بين استيفاء الحق والقبض وهما من لوازمه العامة لان كون الاستيفاء
عاما ظاهر وكذا القبض لوجوده في النوم ايضا في قوله تعالى الله يتوفى الانفس حين
موتها والتي لم تمت في منامها فيمسك التي قضى عليها الموت ويرسل الاخرى
الى اجل مسمى وفي قوله تعالى وهو الذي يتوفكم بالليل ويعلم ما جرحتم
بالنهار ثم يبعثكم فيه ليقضى اجل مسمى فان التوفي استعمل في الاية الاولى للقبض
الذي يعقبه الموت او المنام وفي الثانية للنوم خاصة فثبت كون التوفي عاما من الموت وذلك
ما اردناه ولان آية القتل مفسر في اثبات الحياة كما مر وآية التوفي وان كان مشتركا
لكن قوله تعالى ورافعك الي وقوله عليه السلام ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم
الحديث كما مر يشير الى ان التوفي بمعنى القبض الذي لا يعقبه الموت كما لا يخفى
وكون التوفي مجازا للموت لا يجدي ايضا لان التوفي بسبب الاشتراك واحتمال كونه
يدخل في المشكل والمشكل لا يعارض المفسر الذي هو آية القتل لان المفسر مقدم على
المشترك بمراتب كما مر في المقدمة والتعارض لا يكون الا في الادلة المساوية
في الدرجة كما بين في موضعه فان قلت احتمال كون التوفي في آخر الزمان بعد الرفع
يبطله تقديم ذكره قبل الرفع قلت عطف الرفع على التوفي بالواو لا يدل على كونه متأخرا
في الوجود ايضا لان الواو ليست للترتيب كما في قوله تعالى واوحينا الى ابراهيم
واسمعيل واسحق ويعقوب والاسباط وعيسى وايوب ويونس وهارون و
سليمان الاية فان سليمان ذكر بعطف الواو بعد عيسى في مرتبة خامسة ومن المعلوم
ان سليمان مقدم عليه بزمان كثير ولهذا ذهب المفسرون الى ان في بعض الفاظ القرآن
تقديم وتاخير وعدوا لفظ التوفي والرفع المذكورين في هذه الاية منه كما صرح السيوطي

ضمیر ثانی طرف عیسی علیہ السلام نہیں بن سکتا اسیواسطے جمہور کا یہی مذہب ہے
کہ ضمیر ثانی سے مراد عیسی علیہ السلام ہیں جیسا گذرچکا بیان اس کا پہلے دراسے
یہہ بھی ثابت ہوگیا کہ عیسی علیہ السلام بموجب آیۃ بل رفعہ اللہ آسمان پر زندہ ہیں
پس انتقال کرنا آپ کا جو اس آیت دوسری سے ثابت ہوتا ہے بعد نزول کے ہوگا
کیونکہ مر کر دفن ہونا زمین ہی میں بموجب فرمانے پروردگار کے وفیہا نعیدکم بدون
نزول کے ممکن نہیں پس یہ دونوں آیتوں سے پورا واقعہ جو احادیث صحاح میں مذکور ہے
ثابت ہوا وجہ پنجم یہ ہے کہ بر تقدیر مراد لینے اہل کتاب کے یہ اعتراض پڑتا ہے کہ
اگر یہ اہل کتاب کا وقت مرنے کے ایمان لانا عیسی علیہ السلام پر پایا جاتا تو یہ امر نہایت
شہرت پکڑتا اُس کے جواب میں یہ کہنا کہ ہر اہل کتاب وقت مرنے کے خفیہ طور پر
ایمان لاتا ہے کسیکو اُسکے ایمان کی خبر تک نہیں ہوتی لاطائل اور خلاف ظاہر ہے
اور بر تقدیر مراد لینے عیسی علیہ السلام کے یہ آیت واسطے رد منکرین حیوۃ کے
دلیل قاطع ہے یعنے جب عیسی علیہ السلام آخری زمانہ میں اہل کتاب کو زندہ
معلوم ہونگے اُسوقت اُنکے سب شبہ رفع ہو جاوینگے یقینی طور اُنکو یہ امر ثابت
ہو جاویگا کہ جو حال عیسی علیہ السلام کا اہل اسلام بیان کرتے تھے وہی ٹھیک
نکلا ہمارا کہنا سراسر جھوٹ تھا **فان قلت** ان قولہ تعالی **انی متوفیک**
ورافعک الی یدل علی ان الرفع کان بعد موتہ معارضا لقولہ تعالی **وما قتلوہ**
آہ وقاعدۃ التساقط فی المعارضۃ مشہورۃ فانہدم استدلالکم بقولہ تعالی **وما قتلوہ**
آہ قلت اولا ان المعارضۃ لاتتصور[۱] فی کلام الشارع لانہا دلیل الجہل کما صرح بہ صاحب
التوضیح لکنہا توجد فی الاحکام بالنسبۃ الینا لجہلنا بالتاریخ فیحمل ذلک فی الحقیقۃ
علی النسخ کما بین فی الاصول واما فی الاخبار کما فیما نحن فیہ فلا یمکن ان یوجد فی کلام
احد فضلا عن کلام الشارع لان النسخ اللازم للمعارضۃ لا یتصور فی الاخبار او تحقق المحکی عنہ

[۱] ازالۃ التعارض بین الدلیلین ... [illegible]

فيصيبهم جوع شديد حتى ياكلوا اوتار قسيهم فبينا هم كذالك اذ سمعوا صوتا في الغلس فاذا عيسى عليه السلام
وتقام الصلوة فيرجع امام المسلمين فيقول عيسى عليه السلام تقدم فلك اقيمت الصلوة فيصلي
بهم ذلك الرجل تلك الصلوة ثم يكون عيسى الامام بعد وليس في ايامه امام ولا قاض ولا مفت
وقد قبض الله العلم وخلى الناس عنه فينزل وقد علم بامر الله في السماء ما يحتاج اليه من علم هذه الشريعة
للحكم بين الناس والعمل به وروى ابو نعيم في كتاب الفتن في مدة اقامته وعن ابي هريرة يقيم بها اربعين
سنة وروى احمد وابو داؤد باسناد صحيح من طريق عبد الرحمن بن آدم عن ابي هريرة مرفوعا مثله وعن كعب
يمكث اربعين سنة ثم يموت [illegible] المؤمنين [illegible] في الجنة وعن يزيد بن [illegible] يتزوج امراة
من الازد ليعلم الناس انه ليس باله وقيل يتزوج ويولد له ويمكث خمسا واربعين سنة
ويدفن مع النبي صلى الله عليه وسلم في قبره وقيل يدفن في الارض المقدسة ولما كان نزوله
من السماء امرا يقينيا عند اهل السنة ادخلوه في العقائد واجمعوا على انه ينزل لا محالة ترد
في العقائد النسفي وشرحه وما اخبر به النبي عليه الصلوة والسلام من اشراط الساعة
من خروج الدجال ودابة الارض وياجوج وماجوج ونزول عيسى عليه السلام من السماء
وطلوع الشمس من مغربها فهو حق لانها امور ممكنة اخبر بها الصادق قال حذيفة
بن اسيد الغفاري طلع النبي صلى الله عليه وسلم ونحن نتذاكر فقال ما تذكرون
قلنا نذكر الساعة قال انها لن تقوم حتى تروا قبلها عشر آيات فذكر الدخان والدجال
والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عيسى عليه السلام وياجوج وماجوج وثلثة خسوف
خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزيرة العرب وآخر ذلك نار تخرج من اليمن
تطرد الناس الى محشرهم والاحاديث الصحاح في هذه كثيرة جدا وقد روي في تفاصيلها وكيفياتها
فليطلب من كتب التفسير والسير والتواريخ انتهى۔ خلاصہ مطلب اِس عبارت کا یہ ہے
کہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ آیت اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ دلالت کرتی ہے
کہ اٹھانا خدا تعالیٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف بعد توفی کی جو بمعنے موت کے ہے

في الاتقان حيث قال واخرج عن قتادة … الي متوفيك ورافعك الي
قال هذا من المقدم والموخر اي رافعك الي ومتوفيك انتهى وبه يرتفع التدافع ويحصل
الموافقة بين الآيتين ولو فرض التعارض بينهما فيجب سبيل الا ترجيح الى الاحاديث
كما بين في الاصول والاحاديث تنادي بعلى … ان عيسى بن مريم عليه السلام حي
ينزل في آخر الزمان الى الارض ولنذكر بعضا منها ليشفي العليل ويروي الغليل روى
البخاري عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن
ان ينزل فيكم عيسى بن مريم حكما عدلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويفيض
المال حتى لا يقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خير من الدنيا وما فيها ثم يقول ابو هريرة
واقرأوا ان شئتم وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم
القيامة يكون عليهم شهيدا وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم رواه البخاري قال الطيبي اي يؤمكم عيسى حال كونه
في دينكم وقيل يحكم عليه قوله في حديث مسلم فيقال له صل لنا فيقول لا ان بعضكم على بعض
امراء تكرمة لهذه الامة قال ابن الجوزي لو تقدم عيسى عليه السلام اماما لوقع في النفس
اشكال ولقيل اتراه تقدم نائبا او مبتديا شرعا فصلى ماموما لئلا يتدنس بغبار الشبهة وجه قوله
صلى الله عليه وسلم لا نبي بعدي وذكر في كيفية نزوله انه ينزل وعليه ثوبان ممصران
رواه احمد عن ابي هريرة مرفوعا والممصر ما فيه صفرة خفيفة وفي كتاب الفتن لابي
نعيم ينزل عند القنطرة البيضاء على باب دمشق الشرقي تحمله غمامة واضعا يديه
على منكبي ملكين عليه ريطتان اذا اكب رأسه يقطر منه كالجمان فاتته اليهود فيقولون
نحن اصحابك فيقول كذبتم والنصارى كذلك انما اصحابي المهاجرون
بقية اصحاب الملحمة فيجد خليفتهم يصلي بهم فيتأخر فيقول له صل فقد رضي الله عنك
فاني بعثت وزيرا ولم ابعث اميرا وعن كعب يحاصر الدجال المؤمنين ببيت المقدس

گئے بالکل موافق ہو گئے یعنے میں تجھکو اپنے قبضے میں کرکے اپنی طرف اُٹھا لونگا
اگر بالفرض ان دونوں آیتوں میں تعارض صوری قرار دیا جاوے تو اسکے واسطے
احادیث کی طرف رجوع کرنا لازم آتا ہے یعنے جس آیت کو حدیث تائید دے
اُسی پر عمل کرنا لازم آتا ہے سو اس امر پر احادیث پکار پکار کر بیان کر رہی ہیں
کہ عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں آسمان سے نزول فرما کر انتقال فرماوینگے اس
مقام پر چند احادیث بطور اختصار کے بیان کیجاتی ہیں رَوَی البُخَارِیُّ
عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ
بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا
یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَۃَ وَیَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَایَقْبَلَہٗ
اَحَدٌ حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَۃُ الْوَاحِدَۃُ خَیْرًا مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْہَا ثُمَّ
یَقُوْلُ اَبُوْ ہُرَیْرَۃَ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ - وَاِنْ مِّنْ اَہْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا
لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ یعنے امام بخاری نے ابوہریرہ سے روایت کیہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جو جان میری
اُس کے ہاتھ میں ہے نزدیک ہے کہ نازل ہونگے تم میں عیسیٰ بیٹے مریم علیہا السلام
منصف عدل کرنیوالے توڑ دینگے صلیب نصاریٰ کی اور قتل کرینگے خنزیر کو اور اُنکے
زمانہ میں کافروں سے جزیہ لیکر اُنکو امان دینیکا حکم نہیں رہیگا بلکہ جو شخص ایمان
قبول نہیں کریگا اُسکو قتل کیا جاویگا یعنے کوئی کافر اُنکے زمانہ میں رعیت بنکر
زندہ نہیں رہ سکیگا اور مال اُسوقت بہت ہو جاویگا یہانتک کہ مال کو کوئی
قبول نہ کریگا ایک سجدہ اُسوقت میں سب جہان سے بہتر ہوگا پھر پڑھا ابوہریرہ
نے اس حدیث کی سند میں یہ آیت وان من اہل الکتاب اہ یعنے اگر تم کو
اس مضمون میں شک ہے تو اس آیت سے اپنے شک کو رفع کرو کیونکہ اس کا مضمون

پس ثابت ہوا اِس آیت سے برخلاف آیت وما قتلوہ اہ مذکورہ بالا کے فوت ہونا عیسی علیہ السلام کا تو اُس کا جواب یہ ہے کہ آیات قرآنی میں اصلی مخالفت نہیں ہے بلکہ ہماری سمجھ میں فرق ہونے سے مخالفت پیدا ہوتی ہے خصوصاً جو آیات کسی امر کی خبر دے رہی ہیں اُنمیں مخالفت کا ہونا ممکن نہیں کیونکہ اُس سے کلام الٰہی میں کذب لازم آتا ہے اہل علم پر لازم ہے کہ ایسے مقام میں سوچ سمجھکر وہ تاویل کرے جو کسی احکام قطعی کے برخلاف نہو اسیطرح اگر اِس مقام میں بنظر غور خیال کیا جائے تو بالکل مخالفت کا نام تک باقی نہیں رہتا کیونکہ بنا اِس مخالفت کی اِس امر پر ہے کہ معنی توفی کے ہر مقام میں موت کے ہیں حالانکہ یہ امر غلط ہے بلکہ معنی اسکے قبض اور استیفا حق کے ہیں جو بغیر موت پائے جاتے ہیں جیسا کہ آیت اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی اللہ قبض کرلیتا ہے جانوں کو نزدیک موت انکی کے اور جو نہیں موئے قبض کرتا ہے انکو بیچ نیند انکی کے پس بند کر رکھتا ہے جسکو کہ مقرر کی ہے اوپر اسکے موت اور بھیجدیتا ہے اوروں کو ایک وقت مقرر تک فائدہ اس آیت میں توفی بمعنی قبض کے مستعمل ہے خواہ وہ قبض موت کے واسطے ہو یا نیند کے واسطے اور دوسری آیت میں توفی صرف نیند کے بارے میں مستعمل ہے قال اللہ تعالی وھو الذی یتوفیکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنہار ثم یبعثکم فیہ لیقضی اجل مسمی اور وہ جو قبض کرتا ہے تمکو بیچ رات کے اور جانتا ہے جو کماتے ہو بیچ دن کے پھر اٹھاتا ہے تمکو بیچ اُس کے تو کہ پورا کیا جاوے وقت معین **فائدہ** ثابت ہوا ان دونوں آیتوں سے کہ توفی کے معنے موت کے نہیں ہیں بلکہ قبض کے ہیں پس اِس بنا پر آیت انی متوفیک اہ کے معنے آیت وما قتلوہ

دابۃ الارض اور طلوع آفتاب کا مغرب سے اور نزول فرمانا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے
اور یاجوج ماجوج کا آنا اور تین خسوف ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب اور تیسرا
جزیرے عرب میں اور نشانیوں کے بعد آگ نکلیگی یمن سے ہانکیگی لوگوں کو میدان
محشر کی طرف اس بیان میں احادیث صحیحہ کثرت سے ہیں بڑی بڑی کتابوں میں
بطور تفصیل بیان ہیں پس حسب موجب تحقیق بالا حیات اور نزول انکا آیات
اور احادیث اور اجماع سے ثابت ہوا منکر ان امور کا بیشک کافر ہوگا خاتمہ
غرض ہماری اس تقریر سے یہ نہیں کہ قادیانی مسئلہ مذکورہ کے منکر ہونیکے باعث
ہی کافر ہے بلکہ غرض ہماری تحقیق حق ہے اگر قادیانی میں اور کوئی وجہ ارتداد کی
نہوتی تو بھی اس مسئلہ کے انکار سے اس پر کفر عائد ہوسکتا ہے لیکن اس کا مرتد ہونا
اور کئی وجوہ سے ثابت ہے چند وجوہ بطور اختصار بیان کیجاتی ہیں ضمیمہ انجام آتھم
کے صفحہ ۷ میں اس مرتد نے لکھا ہے کہ تین دادیاں اور نانیاں آپکی زناکار تھیں
اور ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۰۳ میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے باپ یوسف
کے ساتھ نجاری کا کام کرتے رہے ہیں یہ سب کفر ہے خداتعالیٰ اپنے کلام
پاک میں بیان فرماتا ہے کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو بلا باپ پیدا کیا یہ مرتد
انکا باپ یوسف نجار بیان کرتا ہے۔ اور جو معجزے قرآن شریف میں خداتعالیٰ
نے عیسیٰ علیہ السلام کے بیان فرمائے ہیں انکو ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۳۰۲ میں
مرزا نے لکھا ہے کہ وہ شعبدہ بازی کے قسم سے ہیں اور در اصل بے سود اور عوام
کو فریفتہ کرنیوالے تھے۔ اس کلام کے کفر ہونے میں کوئی شبہ نہیں خداتعالیٰ نے
معجزات برخلاف عادت واسطے ایمان لانے لوگوں کے عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ
پر ظاہر کئے تھے انکو یہ مرتد عمل مسمریزم اور بے سود بتاتا ہے۔ ازالۃ الاوہام کے صفحات
۱۲۸ و ۱۲۹ میں لکھا ہے کہ آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ الزلزال کے

بھی اسی حدیث کے موافق ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام
نزول فرماوینگے نماز میں امام تمہارے میں سے ہوگا یعنے عیسیٰ علیہ السلام مقتدی ہو کر
نماز ادا کرینگے تاکہ کسیکو یہ گمان نہو کہ یہ اپنی نئی شریعت جاری کرینگے اور نزول آپکا
دمشق میں ہوگا تو مہدی ہو وے آپکے پاس آکر کہینگے کہ ہم آپ کے اصحاب ہیں آپ فرماوینگے
کہ تم جھوٹے ہو اور اسیطرح نصاریٰ کو کہا جاویگا فرماوینگے کہ اصحاب میرے
وہ ہیں جو ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ کے باقی رہے ہیں اب پاویگے انکے خلیفہ کو جو انکو نماز پڑھا
رہا ہوگا آپکو آگے کرینگے مگر وہ پیچھے ہٹ جاویگا آپ فرماوینگے تو ہی نماز پڑھا تحقیق خدا تعالیٰ
تیرے سے راضی ہے مجھکو خدا تعالیٰ نے وزیر کر کے بھیجا ہے نہ امیر کر کے اور ٹھہرنا آپکا
بعد نزول کے زمین پر بقید حیات چالیس برس تک روایت کیا گیا ہے اور
نکاح کرینگے تاکہ معلوم ہو لوگوں کو کہ یہ خدا نہیں ہیں اور اولاد بھی ہوگی اور دفن کئے جاوینگے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انکی قبر میں یہ سب عینی شرح بخاری میں مذکور ہے
چونکہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے یقیناً ثابت ہے اسیواسطے کتب عقائد
میں درج کیا گیا ہے تاکہ ہر شخص اپنے عقیدے میں اس امر کو یقینی خیال کر کے
ایمان لاوے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں آسمان سے نزول فرماوینگے
عقائد نسفی جو بڑی معتبر کتاب عقائد کی ہے لکھا ہے کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے قیامت کی نشانیاں بیان کی ہیں دجال کا آنا اور نزول
عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اور طلوع آفتاب مغرب کی طرف سے سب حق ہیں
کیونکہ مخبر صادق علیہ السلام نے انکی خبر دی ہے حذیفہ سے روایت ہے کہ
ایکروز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور ہم باتیں کر رہے تھے آپنے فرمایا
کیا باتیں کر رہے تھے ہم نے عرض کیا ہم قیامت کے آنیکا ذکر کر رہے ہیں آپنے فرمایا
قیامت ہرگز نہیں آویگی جبتک دس نشانیاں نہیں ہو لینگی پھر ذکر کیا دجال اور

صورت میں مفتی کو لازم ہے کہ بلا تحقیق اُس پر فتوی کفر کا جاری نہ کرے جیسا کہ
ایک شخص کو کسی نے نماز کے واسطے تاکید اً کہا اُس نے نماز سے انکار کیا تو انکار
اُس کا نماز کو بُرا جانکر یا نماز کے فرض ہونیکا منکر ہو کر یا نماز کا پڑھنا اُس کے نزدیک
حقیر لوگونکا کام ہے وغیرہ وغیرہ جنکا مرجع کفر کی طرف ہی تو بیشک وہ شخص کافر ہو
اگر غرض اسکی اِس انکار سے صرف یہی ہے کہ میں نماز کو تیرے کہنے سے نہیں
ادا کرونگا تو اس صورت میں یہ انکار کفر نہیں ہے ایسی صورتوں میں مفتی کو لازم
ہے کہ بلا تحقیق فتوی کفر کا نہ دے اور جو امر یقیناً کفر کا کسی میں پایا جاوے جیسا کہ
بتوں کو سجدہ کرنا پیغمبروں کی اہانت کرنی تو اُسکے کافر ہونے میں کسیکو کلام نہیں اگرچہ نماز
روزہ کا پابند ہو ملا علی قاری نے ان دونوں امروں کو شرح فقہ اکبر میں وضاحت
کے ساتھ لکھا ہے پہلے فتوی میں جو مولانا مولوی رشید احمد صاحب کے
جواب میں لکھا گیا ہے اُس میں ملا علی قاری صاحب کی عبارت درج ہے
ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالی اِس فرقہ کو راہ ہدایت پر لاوے ورنہ انکی شر سے
عوام اہل اسلام کو بچاوے۔ وما توفیقی الا باللہ اخر دعونا ان الحمد
للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی
الہ واصحابہ اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ سید احمد خاں
نیچری نے جو ایک جماعت ایسوسی ایشن قایم کی ہے اور لوگوں کو بذریعہ
اعلان مطبوعہ ۸۔ اگست ۱۸۸۸ء میں ترغیب دے رہا ہے کہ میری جماعت
میں بڑے بڑے ہندو ذی وجاہت مثل راجہ بنارس وغیرہ جو کانگریس کے برخلاف

معنے نہیں سمجھے - توضیح مرام میں اس نے لکھا ہے جبریل علیہ السلام کبھی زمین پر
نہیں آئے نہ آتے ہیں ملخصاً صفحہ ۶۸ -- ۰ -- ۸۵ لکھتا ہے انبیا علیہم السلام
جھوٹے ہوتے ہیں - ازالۃ الاوہام ۶۲۸ و ۶۲۹ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
وحی بھی غلط نکلی ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۸۸ - ۶۲۹ حضرت رسول اکرم کو ابن مریم
اور دجال - یاجوج ماجوج و دابۃ الارض کی خبر نہیں دی - ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۹۱
براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے - ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۳۳ - قرآن شریف میں
جو معجزے ہیں وہ مسمریزم ہیں - ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۲۷ تا ۳۵۷ قرآن شریف میں
انا انزلناہ قریباً من القادیان موجود ہے - ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۷ - مکہ مدینہ
قادیان تینوں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے ازالۃ الاوہام
صفحہ ۷۷ - حضرت رسول اکرم خاتم النبیین و المرسلین نہیں ہیں ازالۃ الاوہام
صفحہ ۲۱۴ - قیامت نہیں ہوگی تقدیر کوئی چیز نہیں ہے صفحہ دوم [illegible]
ازالۃ الاوہام - آفتاب مغرب سے نہیں نکلیگا - ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۱۵ - عذاب قبر
نہیں ہے - ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۴۴ تناسخ صحیح ہے صفحہ ۴۸ ست بچن - ایسے
ایسے آپکے کلمات بے شمار ہیں جنکا کفر ہونا علماء اسلام پر کیا بلکہ عوام پر بھی ظاہر ہے
اور جو شخص اعتراض کرے کہ قادیانی اہل قبلہ ہے اسکو کافر کہنا درست نہیں اور
جس شخص میں ایک کم سو وجہ کفر کی ہو اور ایک وجہ اسلام کی ہو اس کو بھی کافر کہنا
دینا شرعاً منع ہے تو اس کا جواب یہ ہے اہل قبلہ کو کافر کہنا اسوقت تک درست
نہیں جبتک اس میں کوئی وجہ کفر کی یقینی موجود نہو مثلاً اگر کوئی رافضی نماز روزہ
کا پابند ہو کر اصل پیغمبری حضرت علی کا حق گمان کرے تو اس کے کفر میں کسکو کلام ہے
اور سو وجہ کفر کے مسئلہ کے یہ معنے ہیں کہ اگر کسی شخص نے ایسا کلام کہا کہ جسکے ایک کم سو
معنے کفر کیطرف عائد ہوتے ہیں اور موجب ایک معنی کے وہ لفظ کفر کا نہیں ہے تو اسکو

مدکرنی پڑی اور عقائد اس کے بالکل شریعت کے خلاف ہیں اُس نے اپنی تفسیر میں روزہ
رمضان و حج بیت اللہ کی فرضیت سے انکار ظاہر کیا اور وجود ملائکہ حضور صاحب وحی
جبرائیل جنکے ذریعے سے کل کتب سماویہ انبیا علیہم السلام پر نازل ہوئی ہیں نہیں مانتا اور دوزخ بہشت
کا صاف منکر ہے۔ قبلہ رو ہوکر نماز پڑھنے کو بت پرستی کہتا ہے اور سود کا لینا دینا درست جانتا
ہے۔ وغیرہ وغیرہ جن کی تفصیل جواہر مضیہ فی رد نیچریہ مصنفہ مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب
قصوری مطبوعہ ۱۳۰۰ھ ہجری میں جس پر علماء لاہور وغیرہ کی مواہیر ثبت ہیں موجود ہے اور
نیز یہہ شخص معجزات انبیاء علیہم السلام اور کرامات اولیاء عظام کا سخت منکر ہے دیکھو عیسیٰ علیہ السلام
کو یہودون کی طرح بیٹا یوسف نجار کا معاذ اللہ بتاتا ہے حالانکہ خدا جل جلالہ نے مدلل طور پر
پایہ ثبوت پر پہنچا دیا ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بنے بلا باپ پیدا کیا ہے۔ قال اللہ تعالےٰ
ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون ٭ یعنے تحقیق مثال عیسیٰ کے
نزدیک خدا کی مانند مثال آدم کی ہے۔ پیدا کیا اُس کو مٹی سے پھر کہا اُس کو ہوجا بس ہوگیا۔
فائدہ۔ نصاریٰ اِس بات پر حضرت سے بہت جھگڑے کہ عیسیٰ علیہ السلام بندہ نہیں خدا کا
بیٹا ہی آخر کہنے لگے کہ اگر وہ خدا کا بیٹا نہیں تو تم بتاؤ کہ کس کا بیٹا ہے اِسکے جواب میں یہہ آیت
نازل ہوئی کہ آدم علیہ السلام کا نہ ماں نہ باپ۔ عیسیٰ علیہ السلام کو باپ نہو تو کیا عجب ہے۔ غرض
یہہ شخص بسبب تکذیب آیات قرآنی کے مرتد ہوکر ملعون ابدی ہوا۔ قال اللہ تعالیٰ۔ کیف یہدی اللہ
قوما کفروا بعد ایمانہم وشہدوا ان الرسول حق وجاءہم البینات واللہ لا یہدی القوم الظالمین۔
اولئک جزاؤہم ان علیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین خالدین فیہا لا یخفف عنہم العذاب
ولا ہم ینظرون ٭ یعنی کیونکر ہدایت کرے خدا اُس قوم کو کہ کافر ہوے پیچھے ایمان لانے کے اور
گواہی دی یہہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سچ ہے اور آئیں اُنکی پاس دلیلیں اور اللہ نہیں ہدایت
کرتا قوم ظالموں کو یہہ لوگ سزا اُن کی یہہ ہے کہ اوپر اُن کے لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی
اور لوگوں کی سب کی ہمیشہ رہنگے بیچ اُس کے نہ ہلکا کیا جاویگا اُن سے عذاب اور نہ

ہیں شامل ہیں ہر شخص جو انجمن کو پانچ پانچ روپیہ چندہ دے جو اری ہیں نام علیگڈہ
یا بہ رسر ایس راجہ صاحب کے نام روانہ کیا کرے وغیرہ وغیرہ اور اسکی مدد کے
واسطے بنا ہوا ایسوسی ایشن انجمن اسلامیہ کے نام سے لوگوں نے شہروں میں
قائم کی ہیں جو شخص انجمن سے اتفاق کرتے ہیں برخلاف علماء اہل سنت کے
ساتھ طرح طرح کا فساد اور فتنہ برپا کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں یا ایسی انجمنیں
... ہونی کا قائل ہونا اور ایسی مدد کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں اور ایسے لوگ بحکم
اسلام کیسے ہیں بینوا توجروا

جواب

اللھم ارنا الحق حقاً والباطل باطلاً۔ اس شخص کی اعانت کرنی اور اسکے
علاقہ اور رابطہ پیدا کرنا ہرگز درست نہیں اصل میں یہ شخص شاگرد مولوی نذیر حسین
وہابی بنگالی دہلوی غیر مقلد کا ہے اور بنیاد اس فرقہ کی محمد عبد الوہاب نجدی سے شروع
ہوئی ہے تخمیناً کچھ اوپر سو برس کا عرصہ ہوا کہ مستعین محمد عبد الوہاب نے سلطان سے
باغی ہو کر مکہ معظمہ و مدینہ مطہرہ پر بھی قبضہ کر لیا اور اکثر علماء اسلام کو قتل کر ڈالا آخر شاہ
لشکر ظفر پیکر سلطانی نے ۱۲۳۳ ہجری میں فتح پاکر انکے شہروں کو برباد اور تاراج کیا
یہ سب رد المحتار معروف بشامی شرح درمختار میں مذکور ہے ابتک یہ حال ہے
کہ جس شخص میں کوئی علامت وہابیت کی حکام حرمین شریفین پاتے ہیں فوراً
اسکو گرفتار کر لیتے ہیں مولوی نذیر حسین مذکور جب حج کو گئے اسی وجہ سے
حکام حرمین نے انکو قید کر دیا آخرش بہزار سفارش و منت تائب
ہو کر رہا ہوئے چونکہ اس ملک کے وہابی یعنے جو غیر مقلد اور کبھی موحد اور
کا ہے محمدی اور اہلحدیث کے نام سے اپنے آپکو نامزد کرتے ہیں مولوی نذیر حسین
کے مقلد اور تابعدار ہیں پس انکو نیچری سے جو ہم سبق انکا ہے ضرور بالضرور

ہنود کے بالفرض ممنوع قرار دیجائے تو جماعت نیچری کی جو ہنود سے متعصبین اور مرتدین وغیرہ
سے فراہم کیجاتی ہے بطریق اولی مآل کار اور انجام اُس کا مضر اسلام سمجھکر کفر قرار دینا بحکم
المرء یؤخذ باقرارہ مانگو پڑا۔ پس ای بھائیو دیدہ و دانستہ اپنے آپ کو قعر ضلالت میں نہ ڈالو
اور اپنے اسلام کو ہاتھ سے نہ دو۔ قال اللہ تعالیٰ۔ تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم
والعدوان۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہی مدد کرو اوپر نیکی اور پرہیزگاری کے اور نہ مدد کرو اوپر گناہ
اور ظلم کے۔ وما علینا الا البلاغ آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام
علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ خادم الطلباء محمد عفی عنہ لودہیانوی ٭
یہہ خلاصہ اُس تقریر کا ہی جو میں نے روز جمعہ روبرو تخمینا ایک ہزار آدمی جن میں وکلاء ضلع
بھی موجود تھے۔ علی محمد سنٹرل بمبئی کے سوالات کے جواب میں بیان کیا تھا مولوی محمد صاحب
اخویم مفتی لودہیانہ نے میری تقریر کو لباس فاخرانہ پہناکر یہہ استفتا و تحریر فرمایا۔ جزاہ اللہ
عنی وعن سائر المسلمین خیر الجزاء فی دار الفناء و البقاء و ہو خیر المحسنین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ
اجمعین۔ عبد العزیز عفی عنہ لودہیانوی۔ کل جو صحیح طور پر اخویم صاحب مدظلہ نے تحریر فرمایا ہے
اور تحریرات سید احمد خان سے صاف ظاہر ہے کہ منکر کتب الہامیہ کا صریح طور سے ہے اُس کے کافر
و مرتد ہونے میں کچھ شبہ نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن اللہ
لیغفر لہم ولا لیہدیہم سبیلا۔ نیچری اور ہم عقیدہ اُس کا دونو کافر اور مرتد ہیں اور اُنکا کوئی عمل
مقبول نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ۔ ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ وہو فی الآخرۃ لمن الخاسرین۔
جمیع انجمن ہائی اہل اسلام پر لازم ہی کہ اس نیچری کے کلمات اور اخبارات کا معاملات دینی و
دنیاوی میں ہرگز اعتبار نہ کریں۔ قال اللہ تعالیٰ لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا۔ درمختار
میں لکھا ہے کہ جس کا فتوی ملک عرب و عجم خصوصا حرمین شریفین میں جاری ہے۔ ویبطل من المرتد
اتفاقا ما یعتمد الملۃ وہی خمس النکاح والذبیحۃ والصید والشہادۃ والارث۔ اس مسکین کے خیال
میں ایک اور امر ضروری ہے۔ اگرچہ متعلق فتوی کے نہیں ہے وہ یہہ ہے چونکہ خدا تعالے

ڈھیل دئے جاوینگے۔ اب بنظر انصاف خیال کرنے سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو خدا تعالی نے ابدالآباد ملعون قرار دے تو اُس سے خط و کتابت تعظیمانہ الفاظ سے اور اس کو امور دنیاوی میں پیشوا قرار دینا ہرگز درست نہیں۔ دیکھو ہنود یہود و نصاری مجوس وغیرہ کافروں کا نکاح آپس میں بموجب دین اُن کے جو درست ہے شرعاً بھی اُسکو جائز قرار دیتے ہیں۔ قال فی الہدایۃ۔ اذا تزوج الکافر بغیر شہود و ذالک فی دینہم جائز ثم اسلما اقرا علیہ انتہی لیکن جو شخص مثل نیچریوں کے اپنے دین سے مرتد ہوجائے۔ تو اُس کا کسی عورت مسلمہ کافرہ مرتدہ سے نکاح درست نہیں پس اولاد اُنکی ہرگز ثابت نسب نہوگی۔ قال فی الہدایۃ لایجوز ان یتزوج المرتد مسلمۃ ولا کافرۃ ولا مرتدۃ وکذا لا یتزوج المرتدۃ مسلم ولا کافر انتہی ملخصاً۔ یعنی مرتد مرد کا کسی عورت سے اور مرتدہ عورت کا کسی مرد سے شرعاً نکاح درست نہیں غرض بلا قبول اسلام مرتد اسلامی عملداری میں بود و باش نہیں کرسکتا بخلاف کافر کے۔ قال فی الہدایۃ۔ توضع الجزیۃ علی اہل الکتاب و عبدۃ الاوثان ولا توضع علی المرتد لا یقبل منہم الا الاسلام انتہی۔ یعنی اہل کتاب اور ہنود وغیرہ جزیہ قبول کر کے بلا قبول اسلام رعایا ہو کر اسلامی عملداری میں رہ سکتے ہیں۔ لیکن مرتد جزیہ قبول کر کے بلا قبول اسلام رعیت ہو کر نہیں رہ سکتا مفسد و فتنہ پرداز دین اسلام میں قتل سے بڑھکر ہے۔ قال اللہ۔ والفتنۃ اشد من القتل۔ اگر کسی کو دوسرے خیالات کی نسبت کچھ کلام ہو تو تقریراً یا تحریراً تسلی حاصل ہوسکتی ہے۔ یا حکام کے ذریعہ سے اپنی داد رسی چاہے لیکن صرف سینہ زوری اور فتنہ پردازی پر قائم ہو کر امن خلائق میں خلل انداز ہونا شرعاً اور قانوناً سخت منع ہے خلاصہ اس جواب کا یہہ ہے کہ نیچریوں کی جماعت میں داخل ہونا اور اُن کی مدد کرنی اور اُن کی شاخیں شہر بہ شہر قائم کرنی اور فساد برپا کر کے لوگوں کو دھمکا کر نیچری بنانا اور نیچری کو اپنا مقتدا دینی یا دنیاوی امور میں ٹھہرانا ہرگز ہرگز درست نہیں جو فتوی نیچریوں نے علماء کو دھوکا دیکر یا خود تیار کر کے نیشنل کانگریس کا حرام یا کفر ہونا اُن سے ثابت کرتی ہیں انہیں پر عائد ہوتے ہیں کیونکہ نیچریوں کی ایسوسی ایشن میں بڑے بڑے متعصب ہندو مثل راجہ بنارس جو کامل دشمن اہل اسلام کا ہے داخل ہیں۔ پس اگر نیشنل کانگریس بسبب شمولیت

محمد شفیع رامپوری - یہہ تمام تقریر جناب مولوی صاحبان کی بموجب شریعت احمدی نہایت مدلل ہے - نظام الدین عفی عنہ لودیانوی حسب الفہم جوابات کو دریافت کیا بہت صحیح اور عمدہ موافق قرآن اور حدیث کے پائے - الراقم بندہ رکن الدین عفی عنہ ساکنہ لودیانہ - کل جوابکو بخوبی نظر غور سے دیکھا صحیح پایا الراقم بندہ محمد اسحاق لودیانوی +

خلاصۃ الاشتہار للامام المساجد **بسم اللہ الرحمن الرحیم** باخراج اہل الفتن والمفاسد

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص کسی مذہب کا مذاہب اربعہ سے مقلد ہو کر تقلید کو شرک وحرام جانکر ترک کرے اور آئمہ دین خصوصاً امام اعظمؒ کو مورد ان آیات کا قرار دے جو کفار کے حق میں وارد ہیں اور سیدنا امیر المومنین عمرؓ بن الخطاب کو بسبب بیس تراویح کے بدعتی کہے اور استقرار خدا جل جلالہ کا عرش پر ثابت کرے اور مطلقہ ثلثہ کو بدون حلالہ کرنے کے واسطے شوہر اول کے جواز نکاح کا فتویٰ دے اور واسطے جواز موا کلت و مشاربت اہل کتاب کے یہہ سند افترائی گذارے کہ جو قروط یا بیزش چربی خنزیر تیار کئے ہوئے اہل کتاب کے یمن سے آیا کرتے تھے معاذاللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو کھایا کرتے تھے جیسا کہ مولوی عطا محمد ہوشیارپوری نے رسالہ اظہار الحق میں لکھا ہے اور اس رسالہ پر مواہیر مولوی نذیر حسین اور مولوی محمد حسین لاہوری وغیرہ کی ثبت ہو کر لاہور میں چھپ کر پادریان لودیانہ کے پاس آیا اور اخبار نور افشاں میں دیرتک چھپتا رہا - آیا ایسا شخص زمرہ اہل حق و خارج ہے یا نہیں اور ایسے شخص کو بایں نیت کہ اس کے آنے سے عوام اہل اسلام کے عقائد بگڑ جاتے ہیں مساجد سے اخراج کرنیوالا داخل آیت - ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعی فی خرابھا میں داخل ہے یا نہیں - بینوا توجروا +

جواب - اللھم ارنا الحق حقا والباطل باطلا - ایسا شخص زمرہ اہل حق سے خارج ہے کیونکہ تقلید آئمہ دین کی جمیع ممالک اہل اسلام خصوصاً

کے فضل اور کرم سے سرکار دولت مدار ہمارے دینی امور میں حارج نہیں اس امر کا شکریہ ادا کریں حاکم وقت سے اس امر کی التجا کرنی چاہیئے کہ ایک ایک قاضی و مفتی شہروں میں اور ایک ایک نائب اُن کا قصبات میں مقرر کئے جاویں اور جمیع مقدمات دیوانی اہل اسلام کے سپرد ان کے کئے جاویں۔ امید قوی کرتا ہوں کہ اراکین نیشنل کانگرس بھی اس امر پر اتفاق کریں گے کیونکہ اُن کو فوائد عام خلائق کے مد نظر ہیں اور قانون مجریہ حال کے بھی مخالف نہیں وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین الراقم عبد اللہ لودیانوی عفی عنہ ٭

اگر ہندو مسلمان باہم شرکت بیع و شرا و تجارت میں کر لیویں اس طرح میں کہ کوئی نقصان دین میں یا خلاف شرع معاملہ کرنا اور سود اور بیع فاسد کا نقشہ پیش نہ آوے جائز ہے اور نیچریہ گروہ سید احمد سے تعلق رکھنا نہیں چاہیئے۔ اگرچہ وہ خیر خواہی قومی کا نام لیتا ہے یا واقع میں خیر خواہ ہو مگر اس کی شرکت قاتل کا اسلام مسلمان کو سم قاتل ہے ایسا میٹھا زہر پلاتا ہے کہ آدمی ہرگز نہیں بچتا۔ پس اس کے شریک مت ہونا اور ہنود سے شرکت معاملہ کر لینا اور اگر ہنود کی شرکت سے اور معاملہ سے بھی کوئی خلاف شرع امر لازم آتا ہو یا مسلمانوں کی ذلت یا اہانت یا ترقی ہنود ہوتی ہو وہ کام بھی حرام ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا اسی طرح پر ہے اور بس فقط بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ نیچری لوگ شریعت کی رو سے مرتد ہیں معاملہ دنیاوی اُن کے ساتھ کرنا شرعاً مسلمانوں کو حرام ہے دوستی کرنی اُن کی کسی امر میں ہرگز جائز نہیں بلکہ دوستی کرے گا اُن کا بھی اُن میں شمار کیا جاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ومن یتولہم منکم فانہ منہم۔ یعنے جو کوئی محبت کریگا تم میں سے ساتھ اُن کے پس تحقیق وہ انہیں میں سے ہے۔ اور ہنود سے معاملہ دنیاوی کرنا بشرط حفاظت دین اپنے کے منع نہیں۔ فقط اسمٰعیل عفی عنہ لودیانوی ٭ لاشک فی صحۃ الاجوبۃ عبد الواحد لودیانوی یہ سب تحریر میری نظر سے گذری اس میں کچھ شک و شبہ نہیں کہ نیچریوں سے ارتباط و اختلاط موجب مضرت دین ہے اور ہنود سے معاملہ بیع و شرا یا اور لین دین کا رکھنا بشرط عدم نقصان دین موافق جواب مذکور کے جائز ہے فقط ناصر الاسلام

اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید میں لکھا ہے کہ مطلقہ ثلثہ کو بدون حلالہ کے درست کہنے والے عالم کو روسیاہ کر کے نکالدینا لازم ہے۔ وہذہ عبارتہ فقیہہ یفتی بمذہب سعید بن المسیب ویزوج للزوج الاول بقیت مطلقۃ بثلث تطلیقات کما کانت ویسود وجہہ ویبعد انتہی۔ چونکہ تقلید شخصی کی وجوب اور عدم وجوب میں اگرچہ بعض متقدمین کو کلام ہے لیکن مستحسن ہونے اُس کے میں کسی اہل حق کو کلام نہیں کیف۔ وقد قال اللہ تعالیٰ واتبع سبیل من اناب الیّ ولا شک ان الائمۃ الاربعۃ من المنیبین الی اللہ۔ پس تقلید کو حرام اور مقلدین کو مشرک کہنے والا شرعاً کافر بلکہ مرتد ہوا۔ لان تحریم ما احل اللہ واکفار المسلم کفر والکفر بعد الاسلام ارتداد ولذا قال فی التفسیر الفیشاپوری اجمع العلماء لو ان مسلماً ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتداً۔ اور افترا اسند رجہ استفتا در باب اکل شروط مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کفر صریح اور ارتداد قبیح ہے وذکر صاحب تحفۃ الاغلاط بما حاصلہ قتل الساب والمفتری حدًّا وان ظہر التوبۃ منہ ولا یقبل عذرہ بالجہل لان معرفۃ ذات اللہ وصفاتہ وما یتعلق بانبیائہ فرض عین ولہذا افتی فقہاء الاندلس بقتل ابن خاتم باستخفافہ بحق النبی علیہ السلام ویجب علی العلماء انکارہ وبیان کفرہ لایجوز التہاون عنہا اذا سمعت ہذا فلا شک ان اخراجہم من المساجد من الواجبات المہمتہ + خلاصہ مطلب اس کلام کا یہہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کرنیوالا مرتد ہے اور حکام اہل اسلام کو لازم ہے کہ اُسکو قتل کریں اور عذرداری اُسکی باین وجہ کہ مجھکو اس کا علم نہیں تھا شرعاً قابل پذیرائی نہیں بلکہ بعد توبہ کے بھی اُسکو مارنا لازم ہے۔ یعنی اگرچہ توبہ کرنے سے مسلمان ہوجاتا ہے۔ لیکن ایسی شخص کے واسطے شرعاً یہی سزا ہے کہ اُسکو حکام اہل اسلام قتل کر ڈالیں یعنی جیسے حد زنا توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی اسی طرح یہہ حد بھی تائب ہونے سے دور نہیں ہوتی اور علماء اور مفتیان وقت پر لازم ہے کہ بمجرد مسموع ہونے ایسے امر کے اُسکے کفر اور ارتداد کے فتویٰ دینے میں تردد نہ کریں ورنہ زمرہ مرتدین میں یہہ بھی داخل ہونگے کیونکہ صیانت شریعۃ

حرمین شریفین و اولیاء کرام و سلاطین عظام میں قدیم الزمان سے جاری ہے اور منکرین پر تعزیر لگائی جاتی ہے اور اُن لوگوں کے حق ہونے پر آیات اور احادیث ناطق ہیں یعنے وراثت زمین بطور غلبہ اور امن اور اقامت جہاد وغیرہ جو امت محمدیہ کے حق میں منابع سے مخصوص ہیں سب اُن میں موجود ہیں - قال اللہ تعالی وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا فرمایا الرحمن جل شانہ نے وعدہ کیا اللہ نے اُن لوگوں سے کہ ایمان لائے تم میں سے اور کام کئے اچھے البتہ خلیفہ کریگا اُنکو بیچ زمین کے جیسا خلیفہ کیا تھا اُن لوگوں کو کہ پہلے اُن سے تھے اور البتہ ثابت کریگا واسطے اُن کے دین اُنکا جو پسند ہے واسطے اُنکے اور البتہ بدل دیگا اُن کو پیچھے ڈر اُن کے کے امن شاہ عبد العزیز صاحب نے واسطے حقیت سنت جماعت ابطال مذہب رفض انہیں آیات کو تحفہ اثنا عشریہ میں دلیل پکڑا ہے - قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجہاد ماض منذ بعثنی اللہ الی ان یقاتل آخر ہذہ الامۃ الدجال - یعنے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جہاد ہمیشہ قائم رہیگا جب سے پیغمبری عطا ہوئی ہے مجھ کو یہانتک کہ مار ڈالیگا آخر اس امت کا دجال کو (فائدہ - پس اگر تقلید امامان دین کی مرضیات حق نہ ہوتی تو ہرگز ممالک اہل اسلام میں بموجب) قولہ تعالی ولیمکنن لہم دینہم جو آیت مذکورہ بالا خدا جل شانہ بطور دین جاری نہ ہونے دیتا اسی طرح مردود ہے اماماں دین خصوصا حضرت عمر کو بدعتی کہنے والا جن کی شان میں آیات واحادیث وارد ہیں بلکہ چند آیات حضرت عمر کی رائے کے موافق نازل ہوئیں اور حضرت صلعم نے اُن کے حق میں فرمایا و عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ - یعنے مقرر اللہ نے پیدا کیا حق بات عمر کی زبان اور دل پر اور اسی طرح عرش پر مستقر جاننے والا خدا جل شانہ کو مردود ہے - قال الرازی تحت قولہ تعالی ثم استوی علی العرش ان القول بانہ تعالی مستقر علی العرش او جالس علی العرش او بجہۃ فوق وطرف علو باطل مردود بوجوہ عقلیۃ ونقلیۃ

باسمہ سبحانہ - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی
شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا قبل وطی کرنے اور خلوت صحیحہ کے وہ عورت
خانہ شوہر سے چلی گئی وہ عورت مستحق کل مہر لینے کی ہے یا نہیں - **جواب** - اللھم ارنا
الحق حقا والباطل باطلا - بلا وطی اور خلوت صحیحہ کے کل مہر ذمہ شوہر کے واجب نہیں
ہوتا - البتہ اگر [illegible] شوہر نے طلاق دیدیا ہے تو نصف مہر کا دعوی کرسکتی ہے جیسا
کہ درمختار میں لکھا ہے - ویجب نصفہ بطلاق قبل وطی وخلوۃ - یعنے واجب ہوتا ہے نصف مہر
اگر طلاق قبل [illegible] فی ما [illegible] شوہر نے زوجہ کو دیدی ہو - واللہ اعلم وعلمہ اتم راقم خادم الطلبا
محمد بن مولانا مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لودیانوی - باسمہ سبحانہ - کیا فرماتے ہیں علماء
دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو تین طلاق دیدے
تو اس شخص کا پھر دعوی اپنی زوجہ پر باقی رہتا ہے یا نہیں اور اس عورت کو نان نفقہ
شوہر سے ملنا چاہئے یا نہیں - بینوا توجروا فقط - **جواب** - اللھم ارنا الحق حقا والباطل
باطلا - بعد تین طلاق دینے کے شوہر کا دعوی بالکل ساقط ہو جاتا ہے بعد گذرنے
عدت کے عورت کو اختیار ہے - سوائے شوہر اول کے جس سے چاہے نکاح کرلے -
اور ایام عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے - قال فی الدر المختار وتجب النفقۃ للمطلقۃ الرجعی
والبائن واللہ اعلم وعلمہ اتم راقم خادم الطلبا محمد - **باسمہ سبحانہ** - کیا فرماتے ہیں علماء
دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دیدیں
بعد دو ماہ کے اس عورت نے کسی اور شخص سے نکاح کرلیا - اس عرصہ میں اس کو تین
حیض آچکے تھے - شوہر ثانی نے وطی کرکے اس کو طلاق دیدی - اور عدت بھی گذر گئی
آیا اب اس عورت کا شوہر اول سے نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں - بینوا توجروا فقط
جواب - اللھم ارنا الحق حقا والباطل باطلا - شوہر اول پر وہ عورت شرعاً جائز ہے
کیونکہ مطلقہ کی عدت تین حیض ہیں مہینوں کی قید اس میں نہیں - پس جب اس عورت

کی طعن اور نقص سے ہر فردِ مکلف پر بہ لحاظ ضروریات دین ثابت ہے۔ سیوا سطے علماء شہر اندلس نے ابن حاتم کو جو ذی علم اور ہم جلیس مفتی وقت کا تھا بجرد اطلاق کرنے لفظ یتیم کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حکام وقت سے قتل کروا ڈالا اور عوام اہل اسلام پر لازم ہے کہ بمجرد وقوع ایسے مفسدہ کے مدعی اور گواہ ہو کر حکام سے سزا پانی اُس کے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں اور اُس کے نزدیک جانے سے لوگوں کو باز رکھیں یعنی ملاقات اور صحبت اُس کے کو زہر قاتل سے بدتر تصور کریں ورنہ بموجب آیت ومن یتولہم منکم فانہ منہم اور آیت تریٰ کثیراً منہم یتولون الذین کفروا الیٰ قولہ ما اتخذوہم اولیاء الآیہ۔ زمرۂ مرتدین میں داخل ہوگا۔ اور آیۃ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ الآیہ۔ جو سوال میں درج ہے اُس سے یہہ مراد نہیں کہ کسی کو مسجد سے نکالنا درست نہیں دیکھو خود پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ پیاز وغیرہ بودار چیز کھانیوالا ہماری مسجد میں نہ آوے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مجذوم عورت کو طواف کعبہ سے بسبب ایذا کے منع کر دیا یہہ دونوں مسئلے مشکوٰۃ شریف اور موطا امام محمد میں موجود ہیں اور تفسیر عزیزی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے ایک واعظ کو جو ناسخ منسوخ کا علم نہیں رکھتا تھا مسجد سے نکالدیا۔ اور کتاب اشباہ نظائر میں ہے کہ جو شخص لوگوں کو زبان سے ایذا پہنچاوے اُسکو مسجد سے نکال دینا چاہیئے۔ پس جبکہ روکنا مسجد سے بہ سبب بوئی پیاز اور طواف سے بہ سبب علت جذام اور نکالنا واعظ کا بہ سبب عدم امتیاز ناسخ و منسوخ اور زبانی ایذا دینے والیکا نکالنا شرعاً درست ہوا تو غیر مقلدوں کو جو جامع امور مذکورہ کے ہیں نکالنا بطریق اولیٰ درست ہوا۔ اور نیز بہ سبب لحوق اُس مرض باطنی کے جو جذام سے بڑھکر ہے اور مساجد میں اُنکے آنے سے فتنہ اور فساد برپا ہوتا ہے خدا تعالیٰ مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ واللہ لا یحب المفسدین۔ یعنے خدا تعالیٰ جل شانہٗ اپنی کلام پاک میں فرماتا ہے کہ اللہ نہیں دوست رکھتا فساد کرنے والوں کو۔ پس اس فرقہ فسادی کا مساجد سے نکالنا بموجب آیات اور احادیث اور روایات فقہیہ کے درست ہوا + راقم محمد لودیانوی

وان حلف ولو اصطلحا ان المدعی لو حلف فالخصم ضامن وحلف لم یضمن والیمین لا ترد علی المدعی انتہی ملخصا والله اعلم وعلمہ اتم الراقم محمد لودیانوی - باسمہ سبحانہ - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص نے عدت کے اندر نکاح کر لیا۔ اور اس کے حرام ہونے کا اس کو علم نہیں تھا۔ اس واسطے اس کو حلال جانکر اس کا مرتکب ہوا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہہ نکاح شرعاً حرام ہے آیا ایسے شخصوں کا جو اس نکاح میں معاون تھے کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا فقط - **جواب** - اللهم ارنا الحق حقا والباطل باطلا۔ چونکہ نکاح عدت کے اندر حرام قطعی ہے اور حرام قطعی کے حلال جاننے سے کفر عاید ہوتا ہے وفی الفقہ الاکبر ولا نکفر مسلما بذنب من الذنوب وان کانت کبیرۃ ما لم یستحلہا انتہی قال العلی القاری فی شرحہ لمای لکن - اذا لم یعتقد حلیتہا الا ان من احل معصیۃ قد ثبتت حرمتہا بدلیل قطعی فہو کافر - انتہی - جہل یعنے اس کی حرمت کا علم نہ ہونا اگرچہ بعض کے نزدیک عذر ہے لیکن اکثر کے نزدیک جہل عذر نہیں۔ قال القاری ایضا - ولا العذر بالجہل ونا عند عامۃ العلماء خلافا للبعض - انتہی - لہذا احتیاط اسی میں ہے کہ جو جو لوگ اس امر میں شامل تھے سب کے سب اپنا اپنا نکاح دوبارہ کراویں۔ اور اس امر سے بر سر اعلان توبہ کریں اور حسب مقدور ہر شخص حسب نکاح کے - ایک ایک نا کھلا دیں۔ اول سب سے قاضی اپنا نکاح دوبارہ کراوے اور سب سے زیادہ جرم قاضی کا ہے کیونکہ یہہ مسئلہ قاضیوں کو اکثر معلوم ہوتا ہے۔ اس کا عذر پکڑنا کہ میں جانتا نہیں تھا کہ عدت میں نکاح حرام ہوتا ہے بالکل مقبول نہیں والله اعلم وعلمہ اتم الراقم خادم الطلباء محمد عبد الله لودیانوی۔ باسمہ سبحانہ - ما قول العلماء الحقانیۃ والفضلاء الربانیۃ ان النکاح فی العدۃ فاسد او باطل - بینوا توجروا - فقط - **جواب** - اللهم ارنا الحق حقا والباطل باطلا - النکاح المذکور فاسد والفرق بین الفاسد والباطل ثابت لا کما زعم البعض بناء ورہ فان النسب یثبت بالنکاح الفاسد بخلاف الباطل کما ہو مصرح فی الفقہ والحد یسقط فی الفاسد ... واحد ... فانہ ... الاقدام والله اعلم وعلمہ اتم الراقم محمد لودیانوی

نے بعد تین حیض گذرنے کے نکاح دوسرے شخص سے کرلیا اور اُس نے بعد وطی کرنے کے طلاق دیدی اور عدت بھی گذر گئی اب یہہ عورت شوہر اوّل کو بالکل حلال ہے کذا فی کتب الفقہ واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم محمد لودیانوی۔ **باسمہ سبحانہ**۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین۔ اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو اس شرط پر طلاق دی کہ سوائے موضع راہوں وکراہہ و کھاچوں جس جگہ چاہے نکاح کرے۔ مگر مقامات مذکورہ میں نکاح نہ کرے آیا شرعاً یہہ شرط باطل ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ فقط

جواب۔ اللھم ارنا الحق حقا والباطل باطلا۔ شرط مذکور باطل ہے یعنے طلاق اس عورت پر پڑ گئی۔ اور جو شرط اُس کے شوہر نے لگائی ہے وہ باطل ہے جیسا کہ درمختار میں لکھا ہے۔ ومالیصح ولا تبطل بالشرط الفاسد القرض الی قولہ والطلاق والخلع۔ انتہی۔ وفی شامی کطلقتک علی ان لا تتزوجی غیری۔ انتہی یعنے طلاق میں اگر کوئی شرط لگا دے کہ نکاح تو کسی سے نہ کرنا۔ تو یہہ شرط باطل ہے اور طلاق صحیح ہے۔ لیعنے جن تین مقامات سے شوہر نے منع کیا تھا۔ اگر ان مقامات جاکر نکاح کرے تب بھی درست ہے شرعاً منع نہیں واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم محمد لودیانوی۔ **باسمہ سبحانہ**۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے اپنے شوہر پر دعویٰ طلاق کا کیا اور شوہر نے انکار ظاہر کیا جانبین سے بالمقابل شہادت عدالت میں پیش ہوئی۔ آیا اس صورت میں گواہان مدعیہ سے طلاق ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ فقط۔ **جواب**۔ اللھم ارنا الحق حقا والباطل باطلا۔ بشہادت مدعیہ طلاق شرعاً ثابت ہوسکتی ہے صرف مدعیہ کے گواہوں کا اعتبار ہے مدعی علیہ یعنے شوہر کو یہہ رتبہ نہیں کہ اپنی طرف سے شہادت پیش کرکے طلاق سے بریت ظاہر کرے۔ البتہ اگر مدعیہ کے پاس شہادت طلاق کی کافی نہ ہوتی تو مدعی علیہ یعنے شوہر اپنے انکار پر عدالت میں حلف کرتا تو ضرور طلاق سے بری ہوجاتا۔ قال فی الدرالمختار ویسال القاضی المدعی علیہ بعد صحۃ الدعوی فان اقر او انکر فبرھن المدعی قضی علیہ

کما قال فی الدر المختار وحرم اصل مزنیتہ وفرعہا - انتہی - ملخصا - یعنے حرام ہے نکاح کرنا مزنیہ کی
مادر سے اور مزنیہ کی دختر سے وفیہ ایضا - وہو عقد یفید ملک المتعۃ من امرأۃ لم یمنع من نکاحہا
مانع شرعی [illegible] انتہی ملخصا - یعنے نکاح وہ عقد ہے جس سے فائدہ اٹھانا عورت
سے درست ہو پس جو عورتیں شرعا حرام ہیں مثل دختر مزنیہ وغیرہ کے نکاح اُن سے نہیں ہو سکتا
جب وہ نکاح درست نہوا تو اُس شخص کو اُس عورت سے جو اُس کی منکوحہ کی مادر ہے اور
اُس کے زنا سے وہ حاملہ ہے نکاح کرنا شرعا درست ہے جو حمل زنا سے ہو اُس کیواسطے
عدت امر نہیں نکاح درست ہے - البتہ اگر زنا کرنے والے کا حمل ہے تو اُس کو بعد نکاح کے
وطی کرنا بھی درست ہے - اور اگر کسی اور شخص نے اُس حاملہ سے نکاح کر لیا تو نکاح درست ہے
لیکن جب تک حمل اُس کا باہر نہ آوے وطی اُس سے نہ کرے - قال فی الدر المختار وشرحہ
فلا عدۃ لزان بل یجوز تزوج المزنی بہا وان کانت حاملا لکن یمنع عن الوطی حتی یضع - انتہی
والله اعلم وعلمہ اتم (الراقم محمد [illegible]) - باسمہ سبحانہ - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع
متین اس مسئلہ میں کہ ایک بیوہ نے اپنی دختر کا نکاح کرا دیا اور اُس دختر کو اُس اثنا میں
حیض آ چکا تھا - بعد میں اُس کے چچے نے دعوی کیا کہ اُس کا ولی میں ہوں - میری موجودگی
میں والدہ کو اُس کے نکاح کرنے کا اختیار نہیں ہے اس واسطے اسکا نکاح شرعا نہیں
ہوا - بینوا توجروا - فقط - جواب - اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا - نکاح مذکور شرعا
درست [illegible] بسبب حیض آنے کے شرعا بالغہ ہو گئی اور بالغہ کے واسطے شرعا
ولی کا ہونا ضرور نہیں وہ خود مختار ہے جب اُس کی والدہ نے نکاح کرا دیا اور بعد اُس کے
[illegible] نکاح سے انکار نہیں کیا [illegible] اُس کے واسطے نکاح
کے ثابت ہونے کو کافی ہے - کذا فی کتب الفقہ - والله اعلم وعلمہ اتم - الراقم محمد [illegible] - باسمہ سبحانہ - کیا
فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ [illegible] کے نکاح درست ہے
یا نہیں - فقط - بینوا توجروا - جواب - اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا - [illegible]

باسمہ سبحانہ - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص نے
کہا کہ میں نے اپنی عورت کو تین برس سے طلاق دی ہوئی ہے اگر یہ بیان اس کا واقع
نہ ہو تو اس عورت کا شرعاً کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔ فقط - **جواب** - اللهم ارنا الحق حقاً
والباطل باطلاً اس عورت پر فی الحال طلاق پڑ گئی - لیکن آج پہلے سے طلاق دینا [illegible]
کہنے [illegible] قرار دیا جاتا ہے - تو وہ عورت اس بیان کرنے کے وقت سے شرعاً مطلقہ قرار
دیجائیگی جیسا کہ درمختار میں لکھا ہے - لو قال انت طالق امس وقد نکحها الیوم یقع الآن
لان الانشاء فی الماضی انشاء فی الحال انتهی ملخصاً والله اعلم وعلمه اتم [illegible] محمد [illegible]

باسمہ سبحانہ - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر اہل مسجد
کسی وجہ سے دوسری جگہ میں مسجد تعمیر کرلیں اور مسجد اول کو بالکل چھوڑ دیں یعنی اس میں نماز
نماز پڑھنی ترک کردیں اور اس کا اسباب نو تعمیر مسجد میں خرچ کریں شرعاً درست ہے یا نہ
جواب - اللهم ارنا الحق حقاً والباطل باطلاً - ایک مسجد کا اسباب دوسری مسجد کا
مسجد اس کے توقف میں دوسری جگہ صرف [illegible] تمام ہے [illegible]
ناقلاً عن جامع الفتاوی [illegible] المسجد الی مکان آخر [illegible]
[illegible] الی مسجد آخر انتهی - والله اعلم وعلمه اتم [illegible]

باسمہ سبحانہ - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ [illegible] ایک [illegible]
سے زنا کرتا رہا بعد ازاں اس نے اس کی دختر نابالغہ سے نکاح کرنا چاہا [illegible]
اس دختر کی والدہ بھی اسی شخص سے زنا کا حمل ہو گیا آیا اس شخص کا نکاح [illegible]
کیا شرعاً درست ہے یا نہیں اگر درست نہیں تو اس شخص کا نکاح اس دختر کی والدہ سے
سے جائز ہے شرعاً درست ہے یا نہیں اور اس شخص نے اس دختر سے [illegible]
وہ ابتک حد بلوغ پہنچی ہے - بینوا توجروا - فقط - **جواب** - اللهم ارنا الحق [illegible]
نکاح کرنا اس شخص کا اس عورت کی دختر سے شرعاً درست نہیں کیونکہ وہ [illegible]

اس پسر کا اپنی نانی سے نکاح کو مانع نہیں کیونکہ اسوقت عمر پسر مذکور کی تین سال سے زائد تھی اور دودھ پینے سے رضاعت شرعی تب ثابت ہوتی ہے اگر ڈہائی سال کے اندر ہو جیسا کہ درمختار میں لکھا ہے۔ ہو مص من ثدی آدمیۃ فی وقت مخصوص ہو حولان ونصف عندہ۔ انتہی۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم محمد لودہانوی۔ باسمہ سبحانہ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی ہشت سالہ کا نکاح ایک شخص سے ہوا۔ اور اس شخص نے اس منکوحہ سے وطی نہیں کی اور نہ وہ اس کے پاس ایک مکان علیحدہ میں رہی بعد اس کے شوہر نے طلاق دیدی آیا اس مطلقہ کا نکاح دوسرے شخص سے کرنے میں عدت ضروری ہے یا نہیں۔ بینوا وتوجروا۔ فقط۔ **جواب**۔ اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا۔ مطلقہ مذکورہ پر عدت شرعا نہیں ہے۔ کما قال فی الدرالمختار وسبب وجوبہا عقد النکاح المتاکد بالتسلیم وما جری مجراہ۔ انتہی۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم محمد لودیانوی۔

باسمہ سبحانہ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص نے اپنی لڑکی کا رشتہ بطریق ایجاب قبول شرعی کے اس طور کیا کہ میں اس شخص کے فرزند کو اپنی لڑکی دیدی۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے اپنے فرزند کے واسطے تیری دختر قبول کی بعد میں معلوم ہوا کہ اس شخص کا کوئی فرزند نہیں اب شرعا اس کا کیا حکم ہے۔ یعنے شرعا یہ نکاح ہوا یا نہیں۔ اگر نہیں ہوا تو اس شخص کی دختر کا نکاح دوسرے شخص سے شرعا درست ہے یا نہیں۔ بینوا وتوجروا۔ فقط۔ **جواب**۔ اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا۔ ایجاب وقبول مذکورۃ العقد سے نکاح منعقد نہیں ہوا۔ قال فی الدرالمختار غلط وکیلہا بالنکاح فی اسم ابیہا بغیر حضورہا لم یصح وفی الشامی ما ذکرہ فی المراۃ یجری مثلہ فی الرجل ان کان الزوج حاضرا مشارا الیہ جاز ولو غائبا فلا ما لم یذکر اسمہ واسم ابیہ وجدہ انتہی ملخصا۔ یعنے اگر عورت یا مرد کے نام ساتھ غلطی سے اس کے والد کا نام نہیں لیا۔ بلکہ کسی دوسرے کا نام لے لیا تو ایسی صورت میں نکاح شرعا نہیں ہوتا۔ پس دختر مذکورۃ الصدر کا نکاح اور شخص سے کرنا شرعا درست ہے۔ واللہ اعلم

ملک ہند کے کل اہل رفض شیعہ ہیں یعنے اصحاب ثلثہ و عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کو بدی سے یاد کرتے ہیں اور یہہ امر موجب کفر ہے دو وجہ سے۔ وجہ اول یہہ ہے کہ سب اصحاب کبار حرام قطعی ہے اور حرام قطعی کو جو حلال سمجھے وہ شرعًا کافر ہے چونکہ یہہ لوگ سب اصحاب کبار کو حلال بلکہ عبادت جانکر اس کا ارتکاب کرتے ہیں پس اُن کے کفر میں کیا شک ہے وجہ دوسری یہہ ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی بزرگی اور حضرت عائشہؓ صدیقہ رضی اللہ عنہما کی پاکی قرآن شریف میں صراحۃً بیان ہے۔ اور یہہ لوگ اُن کی بزرگی سے بالکل انکاری ہیں اور جو شخص قرآن شریف کی نصوص قطعیہ سے منکر ہو وہ سب علماء کے نزدیک کافر ہے لہذا مابین سنی اور رافضی کے نکاح نہیں ہوسکتا کیونکہ نکاح کیواسطے ایماندار ہونا یعنی جانبین کا یا زوجہ کا کتابیہ ہونا شرط ہے۔ بدون اس کے نکاح درست نہیں۔ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے فتاوی عزیزی میں لکھا ہے کہ نکاح مابین شیعہ و سنی کے مذہب حنفی میں درست نہیں۔ عبارت اُن کی بجنسہ نقل کیجاتی ہے۔ نکاح کردن درمیان مرد سنی و زن شیعہ مبنی بر تکفیر و عدم تکفیر این فرقہ است در مذہب حنفی موجب روایات مفتی بہا حکم فرقہ شیعہ حکم مرتد است چنانچہ در فتاوی عالمگیری مرقوم است پس نکاح کردن با زن کہ درین فرقہ باشد درست نیست والله اعلم و علمہ اتم الراقم محمد لودیانوی۔

باسمہ سبحانہ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے لڑکا پیدا ہوا بعد تین سال کے لڑکی پیدا ہوئی اور والد پسر مذکور کا قبل ولادت لڑکی کے انتقال کر گیا اور لڑکی بھی ایک ماہ تک زندہ رہکر انتقال کرگئی بعد وفات لڑکی مذکور کے اُس کی والدہ چھہ ماہ حیات رہکر انتقال کرگئی اور لڑکا ایام ولادت سے تا وفات والدہ تک بدستور شیر میتا رہا بعد والدہ پسر مذکور کے اُس کی جدہ یعنے نانی نے جو کہ عرصہ سے بیوہ تھی اپنی پہاتی سے لگایا اور پسر مذکور کو بعرصہ مدار شیر پلایا اب پسر مذکور کا دختر خالہ پسر مذکور سے نکاح عند الشرع جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ فقط

جواب۔ اللہم ارنا الحق حقا و الباطل باطلا۔ نکاح اُس کا دختر خالہ سے درست ہو اور شیر پینا

واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم **محمد** لودیانوی + **باسمہ سبحانہ** - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص فوت ہوگیا اور بروقت تندرستی کے اپنی دختر کو کچھ مال دیدیا تھا اور کچھ اپنے بھائی کو دیگیا تھا بعد مرنے اس کے اس کا برادر زادہ بحیثیت متبنی وروراثت شرعیہ کے دختر پر بابت مال مذکور دعوی کرتا ہے آیا شرعاً یہہ دعوی درست ہے یا نہیں - بینوا وتوجروا - فقط + **جواب** - اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلاً - جو متوفی نے اپنی جائداد بروقت تندرستی اپنی کے دیدی ہو اس پر دعوی کسی کا نہیں ہوسکتا - اگر بالفرض قبل فوت ہونے کے نہ دیجاتا تو اس پر وارثوں کا دعوی ہوسکتا تھا - برادر زادہ بموجودگی برادر شرعاً ورثا میں داخل نہیں اور متبنی کرنا شرعاً بالکل درست نہیں خدا تعالی نے متبنی سے منع کرنیکے واسطے قرآن شریف میں یہہ آیت نازل فرمائی - ما کان محمداً ابا احد من رجالکم - الآیہ

واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم **محمد** لودیانوی - **باسمہ سبحانہ** - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص فوت ہوگیا بعد اس کے ایک ہمشیرہ پدری اور ایک چچا زاد بھائی باقی رہے شرعاً ترکہ متوفی کا کس طرح تقسیم ہونا چاہیئے - بینوا وتوجروا - فقط - **جواب** اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا - ترکہ متوفی مذکور کا شرعاً دونوں کو نصف نصف ملیگا یعنی کل مال متوفی سے اول قرضہ ادا کرکے باقی ماندہ میں سے نصف ہمشیرہ پدری اور باقی دوسرا نصف چچا زاد بھائی کو شرعاً ملیگا - کذا فی السراجی واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم **محمد** لودیانوی فقط

باسمہ سبحانہ - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت مسمات خوشنون نے انتقال کیا اس کا ایک مکان تھا جس میں اس کے رضاعی بھائی کی اولاد سکونت پذیر اور قابض ہے - اس مکان کا ایک شخص مسمی حسینی نے دعوی عدالت میں دائر کیا کہ یہہ مکان میرے ماموں کی زوجہ کا ہے یعنی متوفی مذکورہ میرے ماموں کی زوجہ تھی اسواسطے وہ مکان مجھہ کو ملنا چاہیئے - آیا یہہ دعوی مدعی مذکور کا شرعاً قابل سماعت ہے یا نہیں بینوا توجروا

جواب - اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلاً - چونکہ مدعی شرعاً متوفیہ مذکورہ کے ورثا میں سے

وعلمہ اتم الراقم **محمد** لودیانوی۔ **باسمہ سبحانہ**۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین
اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی دختر نابالغہ کا شرع جواب کر دیا۔ یعنے ایجاب قبول شرعی طور پر
مابین فریقین کے واقع ہوا۔ اب شادی کی تاریخ مقررہ پر والد دختر نے شوہر اول سے انکار
کر کے اُس کے خورد برادر کے ساتھ نکاح کر دیا۔ آیا یہ نکاح ثانی شرعاً درست ہے یا نہیں۔ جس
شخص اس نکاح کا مددگار ہوا اُس کا کیا حکم ہے۔ **جواب**۔ اللھم ارنا الحق حقا والباطل باطلا
نکاح ثانی شرعاً درست نہیں کیونکہ ایجاب قبول جب شوہر اول کے ساتھ ہو چکا ہے تو وہی
امر شرعاً شوہر ہو گیا۔ شادی عرفی کے وقت دوبارہ ایجاب قبول ہونا ضروری نہیں۔ قال
فی الدر المختار وینعقد بایجاب وقبول انتہی۔ یعنے ایجاب قبول کے ساتھ نکاح ہو جاتا ہے اور
جو لوگ نکاح ثانی میں مددگار تھے۔ اگر ان کو علم تھا کہ شوہر اول سے شرع جواب ہو چکا تھا تو
اس علم کے دوسری جگہ خوش ہو کر نکاح کر دیا تو ان سب لوگوں کا نکاح فسخ ہو گیا ...
پر نکاح غیر کا کرنا حرام قطعی ہے حرام کو حلال جاننا کفر ہے۔ قال فی التاتارخانیہ من استحل
المعصیۃ القطعیۃ صغیرۃ کانت او کبیرۃ کفر واللہ اعلم۔ حررہ الراقم **محمد** لودیانوی۔ **باسمہ سبحانہ**
کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی سوتیلی دختر
نابالغہ کا نکاح غیر کفو سے کر دیا۔ اب وہ دختر بالغہ ہو کر دعویٰ کرتی ہے کہ میرا نکاح ...
سوتیلے والد نے کرا دیا تھا نہیں ہوا کیونکہ اُس کو شرعاً میرا نکاح کرانے کا ... ثابت نہیں
پہنچتا اور تو حوی ہو۔ **جواب**۔ اللھم ارنا الحق حقا والباطل باطلا۔ نکاح مذکور نہیں ہوا۔ کیونکہ
سوتیلا باپ شرعاً ولی نہیں ہو جاتا اور نیز سوائے باپ دادا کے اور کسی ولی کو بھی غیر کفو میں
نکاح کرانے کا اختیار نہیں اور نیز اگر کوئی ولی سوائے باپ دادا کے کفو میں نکاح کرا دے
تب بھی نابالغہ کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ کرا دینے نکاح کا شرعاً ہے جیسا کہ درمختار میں لکھا ہے
لزم النکاح ولو بغبن فاحش او بغیر کفو ان کان الولی ابا او جدا وان کان المزوج غیرھما لا یصح
من غیر کفو وبغبن فاحش اصلا وان کان من کفو وبمھر المثل صح ولھما اختیار الفسخ بالبلوغ والعلم بالنکاح

اس زیور پر اب بھی وہی شخص اس پر دعویٰ کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔ صرف اس گمان
سے کہ زیادہ زیور شوہر نے اپنا بنا کر بطور امانت یا عاریۃً اپنی زوجہ کے سپرد کیا ہوگا۔ دعویٰ
کرنا وارثوں کا بالکل باطل ہے۔ جیسا کہ کتاب خزانۃ العلوم میں لکھا ہے۔ الدعوی بالظن
والسماع لا تقبل۔ غرض بلا دلیل مال غیر پر دعوی شرعاً قائم نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ الراقم
محمد لودیانوی۔ باسمہ سبحانہ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ضاد اور ظا میں
فرق کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اگر ضاد کی جگہ ظا یا ذال یا شبیہ ضاد پڑھے تو نماز ہوتی ہے یا نہیں۔
بینوا توجروا۔ فقط۔ جواب۔ اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ
فرق کرنا ضاد اور ظا میں واجب ہے اور فرق نہ کرنے سے نماز نہیں ہوتی۔ قال فی المنیۃ اما اذا
قرا مکان الذال ظاء او مکان الضاد ظاء او علی القلب تفسد صلوتہ علیہ اکثر الائمۃ۔ انتہی
وذکر صاحب العینی شارح البخاری تحت قولہ تعالی وما ہو علی الغیب بضنین۔ بعد بیان ان عند
بعض القراء بالضاد وعند البعض بالظاء نقلا عن النسفی حیث قال وقال النسفی فی تفسیرہ
واتقان الفصل بین الضاد والظاء واجب ومعرفۃ مخرجیہما لابد للقاری فان اکثر العجم لا یفرقون
بین الحرفین۔ انتہی۔ ما فی العینی اور جو بعض روایات میں مکان ضاد کے ظا پڑھنے سے
نماز درست لکھی ہے وہ بعض متاخرین کا مذہب ہے لیکن وہ بھی علی الاطلاق نہیں بلکہ
اس [illegible] ہے جہاں ظا سے معنی میں خرابی نہ پڑے ورنہ نماز بالاتفاق فاسد
[illegible] ذال [illegible]۔ قال صاحب الکبیری شرح المنیۃ ناقلا عن واغنیہا ان
[illegible] تفسد بالدال المہملۃ مکان
الضاد [illegible] المغضوب والمغضوب بالظاء المعجمۃ والذال
المعجمۃ [illegible] بالظاء [illegible] والدال المہملۃ لا تفسد لوجود تقصیہما
فی القرآن [illegible] ان [illegible] صورۃ تبدیل
الضاد ظاء [illegible] ان کان بعد التبدیل لہ معنی قریب التفسیر

نہیں یعنی کسی طرح کی قرابت جس سے شرعاً وارث ہو سکے تو نہیہ مذکور سے نہیں رکھتا۔ ہذا دعویٰ مدعی شرعاً ہرگز لائق سماعت نہیں۔ کذا یفہم من کتب معتبرہ واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم **محمد** لودیانوی

باسمہ سبحانہ - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ بنت برادر حقیقی میں جو ماں باپ ایک سے ہو اُس بھائی پر جو ایک باپ سے ہو لیکن والدہ اُس کی اور سے فوقیت رکھتا ہے یا نہیں یعنے موجودگی برادر حقیقی غیر حقیقی کو جو دوسری والدہ سے ہو ورثہ شرعاً پہنچتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ فقط **جواب** - اللہم ارنا الحق حقاً والباطل باطلاً برادر حقیقی کے ہوتے برادر غیر حقیقی کو جو دوسری والدہ سے ہو شرعاً ورثہ نہیں ملتا۔ قال فی الدر

ثم یرجحون بقوۃ القرابۃ اعنی بہ ان ذوالقرابتین اولی من ذی قرابۃ واحدۃ لقولہ علیہ السلام ان اعیان بنی الام یتوارثون دون بنی العلات کالاخ لاب وام اقدم من الاخ لاب انتہی ملخصاً

خلاصہ ترجمہ اس عبارت کا یہ ہے کہ برادر حقیقی کے ہوتے برادر علاتی کو ورثہ نہیں ملتا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم **محمد** لودیانوی

باسمہ سبحانہ - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص فوت ہو گیا۔ اُس کی دو زوجہ اور ایک بھائی باقی رہا شرعاً اُس کا مال کس طرح تقسیم ہونا چاہئے اور ایک زوجہ کا زیور مندرجہ نکاحنامہ سے زائد ہے ایسی صورت میں زیادتی کو اصل مال متروکہ میں شامل کرنا چاہئے۔ یا اُس عورت کے مال میں شمار کرنا لازم ہے بینوا توجروا **جواب** - اللہم ارنا الحق حقاً والباطل باطلاً صورت مذکورہ میں بعد ادائے مہر ووصیت وقرضہ وغیرہ چوتھائی مال کی دونوں عورتوں کو اور باقی تین حصے بھائی کو شرعاً ملنے چاہئیں اور جو زیور زائد مندرجہ نکاحنامہ سے جس عورت کا موجود ہے وہ اُسی کا مال ہے اُس کو ترکہ میں داخل کرنا نہ چاہئے۔ فقہ کی کتاب مسمی کافی میں لکھا ہے الظاہر دلیل الملک یعنی جو چیز جس کے قبضہ میں ہے وہ چیز اُسی کی ہے جب تک کوئی دلیل شرعی اُس کے برخلاف نہ پائی جائے

کتاب جامع الفصولین میں لکھا ہے۔ ذو الید لانہ المستعمل المتصرف فیدل علی انہ المالک ہو احق بالدعویٰ - یعنے جو چیز جس کے ہاتھ میں ہے اور اُس کے استعمال میں آتی ہے

الیہم صبر وانہی تحرج الیہم لکان خیرا لہم ۔ انتہی ۔ جامع التفاسیر میں لکھا ہے کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ۔ انا عبدُ من علمنی حرفا ۔ میں غلام ہوں اُس کا جس نے تعلیم کیا مجھ کو ایک حرف اور استاد کے نافرمان کو جنت کی بو نہیں پہنچیگی ۔ اور باران انواع میں مولوی عبد اللہ صاحب نے کہا ہے
ماں باپ کے عاق کی توبہ درست ہے اور جو استاد کا عاق ہو اُس کا قاضی اور مفتی اور حاکم ہونا درست نہیں اور کوئی عبادت اُس کی قبول نہیں ہوتی اور اُس کو آخر عمر میں محتاجگی لایق ہوتی ہے اور بدوں رضامندی استاد کے اُس کی توبہ اور ایمان قبول نہیں ۔ بابت انواع کے یہہ ہیں ۔

ماں پیو دا حق فرض ہے مسعودی فرماد ۔ اِس غالب استاد خزانی تحفة الفقہا
بک افضل پچھے کوئی پاس کسی تے اُس ہونداُستاد ۔ ایہہ وچہ خلاصی حضرت کہیا منکر دین فساد
ماپیو دا کوئی عاق ہووے نس کراہیت طاعت ۔ توبہ اُس قبول ہے اندر خبر نجات
جے عاق ہووے اُستاد دا اسدا ایہہ مذکور ۔ رب الآبا خالقا کر توں حق ظہور
عاق قضا نہ حاکمی نہ فتوے سلطان ۔ حج زکوٰة صلوة نہ کلمہ صدقہ نہ رمضان
نس آخر عمر فقیری آوسے برکت علم نہ کجھ ۔ نس ایمان توبہ ردکہن پچھ وچ کتاباں مجھ
ماں پیو کسی سدنیدا ایہی جو ایہہ نقل کریئی ۔ ایتے نقل نہ پہنے پہنے جو استاد سدیئی

حکایت مشہور ہے کہ ایک خاکروب جب امام اعظم رحمة اللہ علیہ کے پاس سے گذرتا تو آپ اُسیوقت کھڑے ہو جاتے ۔ حاضرین نے سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ یہہ میرا استاد ہے اِس امر کا کہ کتا جب لات اٹھا کر پیشاب کرتا ہے اُسوقت بالغ ہوتا ہے ۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم محمد لودیانوی ۔ شاہ عبد القادر صاحب نے موضح القرآن کے فوائد میں بیان کیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے حق اُستاد کا نہ فرمایا ماں باپ کا بیان کیا اسواسطے کہ اُستاد کا حق رسول کے حق میں آگیا کہ نائب رسول ہے ۔ انتہی ۔ بماحصلہ ۔ اور احادیث میں وارد ہے کہ العلماء ورثة الانبیاء لہذا ضرور حقوق اُستادی انبیاء کے حقوق میں شمار ہیں ایذا دینے والا نبیوں کا ملعون ابدی ہوتا ہے ۔ چنانچہ آیات میں جا بجا مذکور ہے ۔ حکم ایذا دینے والے کا بغیر موجب شرعی کے

والاقتداء عندہم ایضاً۔ فمحصل کلامہم ایضاً ان لفظ المسجد لا تقوم مقام ۔ الشاذ مطلقا بل اذا کان له معنی مناسب والدال المہملة کذا لکسد تقوم مقام الشاذ الا اذا کان له معنی مناسب فاحفظه واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم محمد لودیانوی ۔ **باسمہ سبحانہ** ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو مسجد قبرستان میں یا ایسی زمین پر تعمیر کیگئی ہو جو قبروں سے خالی تھی لیکن گرداگرد اُس کے قبریں ہوں اور اُس مسجد کی چار دیواری موجود ہو تو ایسی مسجد میں نماز پڑھنے کا شرعاً کیا حکم ہے ۔ بینوا توجروا ۔ فقط ۔ **جواب** ۔ اللہم ارنا الحق حقا و الباطل باطلا ۔ قبروں کے اندر نماز کا ادا کرنا فقہا نے مکروہ تحریر کیا ہے ۔ لیکن اگر کوئی مکان نماز کیواسطے طیار کیا گیا ہو اور اُس میں کوئی قبر نہ ہو تو ایسے مکان میں نماز کا ادا کرنا اس میں داخل ہے نماز مکروہ نہیں ہوتی ۔ قال فی الشامی اذا کان فی المقبرة موضع اعد للصلوة ولا قبر ولا نجاسة فلا باس کما فی الخانیة وفی القہستانی لا تکرہ الصلوٰة فی جہة قبر الا اذا کان بین یدیہ بحیث لو صلوٰة الخاشعین وقع بصرہ علیہ انتہی ۔ قال القسطلانی ۔ اما من اتخذ مسجدا فی جوار صالح و قصد التبرک بالقرب منه لا التعظیم له ولا للتوجه الیه فلا یدخل فی الوعید المذکور انتہی ۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم محمد لودیانوی ۔ **باسمہ سبحانہ** ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص شاگرد ہو کر استاد کو ایذا دے تو آیا وہ شخص عاق ہوتا ہے یا نہیں اور جو والدین کے ایذا دینے سے عقوق ہوتا ہے عاق اُستاد کا اُس سے شرعاً کم ہے یا زیادہ ۔ بینوا توجروا ۔ فقط ۔ **جواب** ۔ اللہم ارنا الحق حقا و الباطل باطلا ۔ حقوق اُستاد کے شاگرد پر والدین کے حقوق سے زیادہ ہیں ۔ جیسا کہ عین العلم میں لکھا ہے ۔ حیث قال حق المعلم زائد علی حقہما ۔ یعنے حق اُستاد کا والدین کے حق سے زیادہ ہے اُس کی شرح میں لکھا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر باپوں کا وہ شخص ہے جو علم سکھاوے اور نیز عین العلم میں ہے کہ نہ ڈھوکے دروازہ استاد کا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اس مضمون کا حکم آیت میں وارد ہے ۔ حیث قال ولا تقرع باب داره قرأ ولو

فلابد من قطع احد ہما عند الکل واذا لم یبق شیئ من العقدۃ مما یلی الراس لم یجعل قطع احد
منہا فلا یوکل بالاجماع ٥ دررہ محشیہ الشلبی والحموی وقال المقدسی قولہ لم یجعل قطع واحد
منہا ممنوع بل خلاف الواقع لان المراد بقطعہ فصلہا عن الراس او عن الاتصال بالجنب
انتہی ۔ وقال الرملی لا یلزم منہ عدم شق المری اذ یمکن ان یقطع الحلقوم بواسطۃ اللسان و
ینزل علی المری فیقطعہ فیحصل قطع الثلاثۃ انتہی ۔ اقول والتحریر فی المقام ان یقال ان کان
بالذبح فوق العقدۃ حصل قطع الثلاثۃ من الحروف فالحق قول ... شراح الہدایہ تبعا للرستغفنی
والا فالحق خلافہ اذ لم یوجد شرط الحل بالاتفاق اہل المذہب ویظہر ذلک بالمشاہدۃ او سوال
اہل الخبرۃ فاغتنم ہذا المقال ودع عنک الجدال انتہی ما فی الشامی ۔ حاصل اس عبارت کا یہ ہے
کہ اس مسئلہ میں علما مختلف ہیں ... ...
ذبح کرنے کے عقدہ یعنی گھنڈی ... ... اگر
جاویں تو درست ورنہ کہا ... اس کا ... نہ ہوگا ۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم محمد ... ۔

باسمہ سبحانہ کیا حکم ہے اس مسئلہ میں کہ ایک شخص بوقت ... بیعت یہ کہتا ہے کہ مسلمان
کتنے لمبے چوڑے ہیں اور کیا چیز ہے اور میں رسول کو نہیں جانتا کہ کون تھا جو کوئی مجھ کو
شراب و بھنگ وچرس و ... زنا وغیرہ سے منع کرے جب تو اس کو سور کھلاؤں گا اور
خود بھی کھاؤں گا ۔ اور بعض اشخاص اس شخص کے معاون ہوں تو اب بموجب شریعت وہ اور اس کے
معاون کون ہوئے اور ان کی کیا سزا اور تعزیر ہو ۔ نیز یہ شخص اور اس کے معاون توبہ سے
بھی منکر ہیں اور ان سے ملنا جلنا کیسا ہے اس کا جواب مفصل معہ سند تحریر فرماویں
بیوہ ... ۲ ... ہے **جواب** ۔ اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا ۔ ایسے شخص کے مرتد ہونے
میں شک نہیں کیونکہ انکار کرنا حضرت کا جو بانی مبانی شریعت اسلام کے ہیں اشد کفر ہے
اور جو شخص اس کی اعانت کرتے ہیں اور اس کو اچھا جانتے ہیں وہ بھی دائرہ اسلام سے
خارج ہیں مسلمانوں کو لازم ہے کہ ان مرتدوں سے اپنے آپ کو بچاویں اور ان کے ساتھ کوئی

اُستادوں کو تشنیع اس پر ہے لائق ملامت و استغفار و دیگر حسنات دینی و دنیاوی کے
شریک بھی ہوگا۔ اگر حکومت اسلام ہو تو تحت تادیب ہوں مسلمانوں کو اس قدر لازم ہے
کہ ایسے شخص سے [illegible] ۔ واللہ اعلم ۔ الراقم اسمٰعیل عفی عنہ ۔ **باسمہ سبحانہ** ۔ کیا فرماتے
ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص فوت ہوگیا بعد اس کے دو پسر اور ایک
دختر اور ایک زوجہ باقی رہی ۔ تو ترکہ اس کا کس طرح تقسیم ہونا چاہئے ۔ بینوا توجروا ۔ فقط
جواب ۔ اللہم ہدایۃ الحق والصواب ۔ صورت مسئولہ میں اول اس کے مال سے دین اور مہر ادا کیا جاوے
بعد ازاں کل مال باقی کے چالیس حصے کیا جاوے اس میں سے پانچ حصے زوجہ کو اور سات حصے
دختر کو اور چودہ چودہ حصے ہر ایک پسر کو تقسیم کر دیے جاویں ۔ ہکذا فی السراجی ۔ مستند
ابن ابن بنت زوجہ
وکذا فی السراجی واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم **محمد** لودیانوی ۔ **باسمہ سبحانہ** ۔ کیا فرماتے ہیں
علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر ذبح کرتے وقت عقدہ یعنے گھنڈی نیچے
کی طرف رہ جاوے تو اس ذبیحہ کا گوشت درست ہے یا نہیں ۔ بینوا توجروا ۔ فقط **جواب**
اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا ۔ ذبیحہ ہذا اگرچہ مختلف فیہ ہے لیکن اکثر علماء محققین کے نزدیک
گوشت اس کا درست ہے ۔ قال ابن عابدین فی تنقیح الحامدیۃ [illegible] الامام الرستغفنی عن ذبح
وبقیت العقدۃ الحلقوم مما یلی الصدر اتوکل ام لا قال [illegible] واجمعوا
سواء بقیت العقدۃ مما یلی الرأس او مما یلی الصدر لان المعتبر عندنا قطع [illegible] فی النہایۃ
وہذا صحیح لانہ لا اعتبار بکون العقدۃ من فوق او من تحت الا ترى الى قول محمد فی الجامع الصغیر
لا باس بالذبح فی الحلق کلہ اسفلہ واوسطہ واعلاہ فاذا ذبح فی [illegible]
العقدۃ من تحت ولم یلتفت الى العقدۃ [illegible] کلام [illegible]
والتحسین بالحدیث انتہی ۔ [illegible] شرح الملتقى عن البزازیۃ [illegible] صاحب الہدایۃ
لکن جزم فی النقایۃ والمواہب بانہ لا بد ان تکون العقدۃ مما یلی [illegible] الزیلعی
ما قال الرستغفنی مشکل فانہ لم یوجد فیہ قطع الحلقوم ولا المری واصحابنا وان اشترطوا قطع [illegible]

نہیں سکتا اُس کے ہر دو عمُوں کو ولی قرار دیا جاوے ۔ قال فی الدر المختار و ینعقد بایجاب
من احدہما و قبول من الاخر الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث و الحجب بشرط
حریۃ و تکلیف و صواب الولی شرط صحۃ نکاح صغیرۃ و مجنونۃ فینفذ نکاح مکلفۃ بلا رضاء ولی
انتہی ملتقطا من مواضع شتی ۔ واللہ اعلم و علمہ اتم الراقم خادم الطلبا **محمد** لودیانوی ۔

باسمہ سبحانہ ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک امام ولا الضالین
کے ضاد کو ارادۃً بصورت ظا ادا کرتا ہے ۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں
بینوا بالدلائل الفقہیۃ جزاکم اللہ سبحانہ ۔ **جواب** ۔ اللہم ارنا الحق حقا و الباطل باطلا
ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی ہرگز درست نہیں ۔ و فی الشامی ما حاصلہ و ان لم یمکن التمییز بینہما
الا بمشقۃ کالظاء مع الضاد و المعجمتین و الصاد مع السین المہملتین قال اکثرہم لا تفسد و فی خزانۃ الاکمل
ان تعمد ذالک تفسد و ان جری علی لسانہ و لا یعرف التمییز لا تفسد و ہو المختار و فی البزازیۃ و ہو اعدل
الاقاویل و ہو المختار انتہی ۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح جزری میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ
علماء مصر سے یہی مسئلہ دریافت کیا گیا ۔ انہوں نے فتویٰ کفر کا دیا اور لکھا کہ آیۃ ۔ وجوہ
یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ ۔ میں ناضرہ کے معنی بھی ناظرۃ ہو جاوینگے ۔ واللہ اعلم و علمہ اتم الراقم
خادم الطلباء **محمد** لودیانوی ۔ **باسمہ سبحانہ** ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس
مسئلہ میں کہ ایک شخص نے درحالت صحت قبل از وفات دو سال اپنی جائداد کو مابین ورثا کی حسب
حصص شرعی اُن کے تقسیم کر دیا ۔ اور اس شخص نے اُن کو وصیت کی کہ میری وفات کے بعد اسی تقسیم
پر بلا تنازع فساد برپا نہ کرنا ۔ چنانچہ بعد انتقال اُس کے عرصہ انیس سال سے اُسی تقسیم کے موجب
سب ورثا برضاء و رغبت قابض ہیں ۔ لیکن اب بعض ورثا موجودہ کی اولاد کا ایسا منشا ظاہر پایا
جاتا ہے کہ اُس تقسیم کو وصیت ناجائز میں داخل کر کے فسخ کرایا جاوے اور از سر نو تقسیم جائداد
کرائی جاوے ۔ آیا شرعاً ایسا ہو سکتا ہے ۔ بینوا توجروا + **جواب** ۔ اللہم ارنا الحق حقا
و الباطل باطلا ۔ اگر شخص متوفی نے کل جائداد تقسیم کر کے ورثا کا قبضہ اپنی صحت میں کرا دیا تو یہ

معاملہ نکرے دینی ہو یا دنیاوی اسی واسطے شارع نے ایسے لوگوں سے سوائے اسلام قبول
کرنے کے اور کوئی طریق تو بقبول کرنے کا حکم صادر نہیں فرمایا - یعنے کافر ذمی کو بسبب بنا کر
حاکم اہل اسلام حکومت اسلامی میں رکھ سکتا ہے اور مرتد کو بدون قبول کرنے اسلام کے
رہنے کسی طرح نہیں دے سکتا - قال فی الہدایۃ توضع الجزیۃ علی اہل الکتاب وعبدۃ الاوثان

ولا توضع علی المرتدین لا یقبل منہم الا الاسلام انتہی - واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم **محمد** لودیانوی

باسمہ سبحانہ - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ظہر کا ادا کرنا
بعد جمعہ کے لازم ہے یا نہیں اور تراویح میں بیس رکعت ہیں یا آٹھ - بینوا توجروا - فقط
جواب - اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا - اس ملک ہند میں بسبب نہ پائے جانے حکومت
اسلام کے جمعہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک فرض نہیں ہوتا - اسیواسطے ظہر کا پڑھنا لازم ہے
اور تراویح چاروں اماموں کے نزدیک بیس رکعتیں ہیں - جو شخص ظہر بعد جمعہ کے ادا کرنے سے
مانع ہو اور تراویح کو آٹھ رکعتیں قرار دے وہ شخص لامذہب ہے - ایسے شخص کو جماعت میں امام
نہونے دے - یہہ دونوں مسئلے کتب فقہ میں مثل عینی و فتح القدیر وغیرہ میں بسط کے ساتھ مذکور
ہیں - واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم **محمد** لودیانوی - **باسمہ سبحانہ** - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان
شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنی دختر کا شرعی جواب دیکر فوت ہوگیا اب وہ لڑکی چودہ
سال کی ہے اور اُس کا ایک بھائی سولاں برس کا ہے - اور دو عم ہیں اور والدہ ہے اب
اُس کے نکاح کیواسطے شرعًا ولی کس کو قرار دیا جاوے - بینوا توجروا - فقط - **جواب**

اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا - اگر ایجاب قبول جانبین سے بروقت شرعی جواب پوری
طور پر وقوع میں آیا ہو تو نکاح اُسی وقت کا قائم ہے اور نکاح کرنے کی اور ولایت کسی
کی درکار نہیں - اگر ایجاب قبول وقوع میں نہیں آیا - پس اگر وہ دختر متوفی کی اس وقت
بالغہ ہے - تب بھی ولایت کی حاجت نہیں خود وہی مختار ہے اور اگر بالغہ نہیں تو بھائی اسکا
اگر بالغ اور عاقل ہے تو اُس کو نکاح کروا دینے کی شرعًا ولایت ہے اور اگر وہ بالغ و عاقل

ولا نغتسل فقال او کان تغتسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا لا فقال عمر ابعث

الی عائشہ رضی اللہ عنہا فسألہا فقالت فعلت ذالک مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

واغتسلنا فقال عمر لئن عدت الی ہذا لاوجعنک انتہی۔ خلاصہ مطلب اس عبارت

کا یہہ ہے کہ اس مسئلہ کا تذکرہ حضرت عمرؓ کے وقت میں ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

نے غسل کا واجب ہونا ثابت کرکے سب کو اسی پر عمل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا جو

اس کے خلاف فتویٰ دیگا اسکی میں گوشمالی کروں گا۔ یعنے اسکو درے لگاؤنگا۔ واللہ

علم وعلمہ اتم۔ الراقم خادم الطلبا محمود دیانوی + باسمہ سبحانہ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین

ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو کوئی خلافت خلیفہ اول کی برحق قرار نہ دے اور کہے

کہ حق خلافت کا حضرت علیؓ کو تھا خلیفہ اول نے زبردستی سے یہہ عہدہ لیکر ترکہ دبالیا

سنت جماعت کے پاس اس باب میں سوائے اجماع کے کوئی دلیل نہیں اور اس اجماع کو

باطل اور ناحق قرار دیتا ہے ایسا شخص شرعاً کافر ہے یا ضال۔ بینوا توجروا۔ فقط۔

جواب۔ اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا۔ ایسے شخص کے گمراہ ہونے میں شک

نہیں۔ بلکہ خوف کفر کا ہے کیونکہ اجماع خلیفہ اول کی خلافت پر قطعی الثبوت ہے اور ایسے اجماع

کا منکر شرعاً کافر ہے۔ جیساکہ کتب اصول مثل تلویح وغیرہ میں موجود ہے اور نیز ثبوت خلافت

خلفاء اربعہ کا قرآن سے بھی علماء اہل سنت نے مثل آفتاب کے ثابت کردیا ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے کہ جس طرح پر خلفاء ثلثہ کی خلافت

واقع ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی یہی طریقہ پسندیدہ اور حق تھا اور اس امر کے

دلائل آیات قرآنی اور احادیث نبوی اور اجماع امت اور اقوال عترت موجود ہیں جیسا

کتاب ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء میں ہزاراں دلائل قرآن اور حدیث اور اجماع اور

اقوال عترت مدلل طور سے موجود ہیں۔ میں ان میں سے بطور مختصر کچھہ نقل کرتا ہوں۔

قال اللہ تعالیٰ۔ وعد اللہ الذین آمنو منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین

تقسیم قبلیہ وصیت سے نہیں۔ پس بعد میں کوئی وارث فسخ نہیں کرا سکتا۔ اگر یہ تقسیم بطور
وصیت کے کی تھی کہ بسبب انتقال کے سمجھا ہیں اس طور پر اپنی اپنی تقسیم کر لینا اور بعد
میں ورثائی بموجب وصیت کے برضا و رغبت عمل در آمد کرکے قابض ہو گئی۔ تو البتہ یہ
تقسیم داخل وصیت ہے۔ لیکن یہ وصیت شرعاً جائز نہیں کیونکہ جو وصیت وارثوں کو
کیجاوے اور کل وارث اُس پر رضامند ہو جاویں تو وہ شرعاً صحیح ہے۔ لما قال فی الدر المختار
ولا لوارثہ الا باجازۃ ورثتہ انتہی۔ ملخصاً جب تقسیم مذکورہ شرعاً صحیح ہو گئی تو اس کو اولاد
بعض ورثہ کی کیا بلکہ خود وارث اس کو فسخ کرا نہیں سکتے۔ کذا فی کتب الفقہ واللہ اعلم
وعلمہ اتم الراقم خادم الطلباء محمد لودیانوی۔ باسمہ سبحانہ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان
شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے دخول کیا اور بغیر انزال ہونے کے
اپنے عضو مخصوص کو فرج عورت سے نکال لیا تو ایسی صورت میں اُن دونوں پر غسل شرعاً
واجب ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ فقط۔ **جواب**۔ اللہم ارنا الحق حقاً والباطل باطلاً۔ صورت
مذکورہ میں غسل مرد و عورت دونوں پر شرعاً واجب ہے۔ قال فی الہدایۃ والمعانی الموجبۃ للغسل
انزال المنی الی قولہ والتقاء الختانین من غیر انزال لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا التقی الختانان
وغابت الحشفۃ وجب الغسل انزل اولم ینزل انتہی وفی الکفایۃ عن المبسوط واذا
التقی الختانان وغابت الحشفۃ وجب الغسل انزل اولم ینزل وہو قول المہاجرین کعمر و
علی وابن مسعود رضی اللہ عنہم واما الانصار کابی بن کعب وحذیفۃ وزید بن ثابت رضی اللہ
عنہم قالوا لا یجب الاغتسال بالاکسال مالم ینزل وبہ اخذ سلیمان الاعمش بظاہر قولہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام الماء من الماء ولنا ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قال اذا التقی الختانان وجب الغسل
انزل اولم ینزل والاصح ان عمر رضی اللہ عنہ لم یسوغ للانصار ہذا الاجتہاد حتی قال لزید
ای عدو نفسہ ماہذہ الفتوی التی بلغنی عنک فقال سمعت عمومتی من الانصار یقولون
کذا فجمعہم عمر رضی اللہ عنہ فسألہم فقالوا کنا نفعل علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ومن يرتد منكم عن دينه فسوف يأتي الله بقوم يحبهم ويحبونه اذلة على المؤمنين اعزة على الكافرين يجاهدون في سبيل الله

ولا يخافون لومة لائم ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم - اس آیت میں

اُن لوگوں کی تعریف ہے جو کمالات مذکورہ سے موصوف ہوا۔ جو غایت درجہ کے کمالات ہیں

اول خدا تعالیٰ کا قرب جو لفظ یحبہم ویحبونہ میں مذکور ہے۔ دوسرا معاملہ اُنکا ساتھ مومنوں کے

تیسرا معاملہ اُن کا ساتھ کافروں کے۔ چوتھا معاملہ اُنکا ساتھ منافقوں کے اور ضعیف ایمان

والوں کے اور خدا کی راہ میں یہ معاملہ یا خدا سے ہے یا خلقت سے اور خلقت یا مومن ہے

یا کافر یا منافق یا ضعیف الایمان جب ان معاملوں میں امام سے بہتر ہوا تو اس کا امام

برحق ہونا ثابت ہوا۔ اسی واسطے خدا تعالیٰ نے آخر ان اوصاف کے فرمایا۔ ذالک

فضل الله يؤتيه من يشاء والله واسع عليم اور جہاد بالاتفاق خدا نے اس کے ساتھ

مرتدین سے کیا ہے۔ کیونکہ حضرت کے آخر وقت میں تین فرقے مرتد ہو گئے تھے حضرت

ابوبکرؓ نے اُن سے جہاد کیا یہ تینوں آیات نص صریح الصدر حقیت خلافت و امامت خلفاء ثلثہ

کی ایسی طور سے شاہد ہیں کہ ان میں کسی غیر کا احتمال بالکل باقی نہیں رہتا۔ البتہ جن کو خدا تعالیٰ

نے گمراہ کیا ہے اُنکو احتمالات باطلہ کا خیال ہے۔ تمام ہوا ترجمہ کلام مولانا شاہ عبد العزیز

صاحب دہلوی کا بطور کمال اختصار کے۔ والله اعلم وعلمہ اتم۔ الراقم خادم الطلباء محمد ... ... نوی

باسمہ سبحانہ - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص فوت

ہو گیا۔ اس کی زوجہ والد شوہر سے بطور ترکہ حصہ طلب کرتی ہے۔ آیا شرعاً زوجہ مذکور کو

مال والد شوہر سے جو اس نے خود پیدا کیا ہے یا جدی جائداد اس کی ملک میں ہے حصہ ورثہ

مل سکتا ہے یا نہیں۔ **جواب** - اللهم ارنا الحق حقا والباطل باطلا - زوجہ مذکورہ کو ...

والد متوفی کے مال سے شرعاً کچھ نہیں مل سکتا کیونکہ زوجہ پسر ورثا میں داخل نہیں البتہ جو جائداد

مہر کی شرعاً ثابت ہو اُس میں سے زوجہ کو بعد منہا کرنے مہر کے چوتھا حصہ شرعاً ملے گا

الی الشرع الله اعلم وعلمہ اتم - **باسمہ سبحانہ** - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان

من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا يعبدونني لا يشركون بي شيئا ومن كفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون - حاصل ترجمہ اس آیت کا یہ ہے کہ ایک جماعت کو ان میں سے زمین پر مسلط کریگا جیسا کہ پہلے لوگوں کو زمین پر خلیفہ کیا تھا - مثل حضرت داؤد کی جیسا کہ ان کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے - یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض - اور نیز وعدہ فرمایا کہ دین انکا جو پسند ہے پروردگار کو ثابت زمین پر انکو تمکین دیگا - یعنے خدا تعالیٰ ان کے دین کو مضبوط کریگا اور نیز یہ وعدہ فرمایا کہ جیسا تم کو اب کافروں کا ڈر اور خوف ہے اس کو بدل کر امن عطا فرمائیگا - غور کرنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اگر خلافت خلفائے ثلثہ کی ظلم اور باطل معاذ اللہ قرار دیجاوے - تو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ معاذ اللہ کذب ٹھہرتا ہے - کیونکہ خلافت موعودہ اور کسی زمانے میں پائی نہ گئی پس انکار خلافت خلفاء کا حقیقت میں انکار قرآن کا ہے اور کلام الٰہی کو کاذب ٹھہرا دینا ہے - نعوذ باللہ منہ اور اس آیت مذکورہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعریف میں بیان کیا ہے - کما نقل فی نہج البلاغۃ الذی ہو من مشاہیر کتب الشیع قال اللہ قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونہم او یسلمون فان تطیعوا یؤتکم اللہ اجرا حسنا وان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذابا الیما - اس آیت سے مراد وہ قبائل اعراب ہیں جنہوں نے سفر حدیبیہ میں حضرت کا ساتھ نہیں دیا - مثل قبیلہ اسلم و جہینہ وغیرہ اور ان سے جہاد بموجب اجماع مورخین فریقین حضرت کی حیاتی میں نہیں ہوا - بلکہ حضرت ابوبکر کی خلافت میں ہوا - پس اس آیت سے حضرت ابوبکر صدیق اکبر کی خلافت کا حق ہونا قطعی طور سے ثابت ہوا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں اطاعت کرنے والوں کو وعدہ اجر کا کیا اور اعراض کرنے والوں کو عذاب الیم کا مستحق قرار دیا اگر خلیفہ اول کی خلافت حق نہ ہوتی تو ان کی اطاعت معاذ اللہ موجب عذاب ہوتی نہ موجب اجر - قال اللہ تعالیٰ - یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن

در حدیث صحیح در قیام رمضان از عائشه آمده که جهد میکرد در رمضان آنقدر که نمی کرد در غیر رمضان و
در عشر آخر آن قدر که نمیکرد در غیر عشر و در مسلم از انس آمده بود که آنحضرت قیام میکرد در رمضان
پس آمدم پس ایستادم به پهلوی آن حضرت و آمد مرد دیگر پس ایستاد تا آنکه جماعت
شدیم پس معلوم کرد آنحضرت که ما پس ایستادیم گشت که سبک بگذارد نماز پس تر در آمد منزل
خود را پس گذارد نمازی که نمیگذارد آن را نزد ما الحدیث و این ظاهر است که قیام رمضان
زائد بود بر معتاد تهجد بیرون میگذارد. و حدیث ابی ذر در سنن ابوداود و ترمذی و نسائی که روزه
داشتیم با آن حضرت رمضان را پس قیام نکرد با ما تا آنکه باقی ماند هفت شب از ماه پس قیام کرد
با ما تا آنکه گذشت ثلث شب پس تر قیام نکرد با ما در ششم شب باقی پس تر قیام کرد با ما در پنجم باقی تا آنکه
گذشت نصف شب پس گفتیم یا رسول الله اگر باقی شب هم نفل کنانیدی ما را بهتر باشد فرمود کسیکه
قیام کند با امام تا آنکه برگردد نوشته میشود قیام تمام شب او پس تر قیام نکرد با ما تا آنکه باقی ماند سه شب
از ماه پس نماز گذارد با ما در سوم شب باقی و خواند اهل خود را و زنان خود را پس قیام کرد با ما
تا آنکه ترسیدیم فلاح را یعنی سحور را دلالت دارد بر اشتهار امر قیام رمضان بجماعت و ثبوت عمل آنحضرت
بدان در اول شب و آخر شب بجماعت قصداً بخلاف تهجد که جز در نصف آخر ثابت نشده و جماعت
در آن و گذاردن آن میان مردم در مسجد تهجد و نگذاشت و چون آنحضرت بعد گذاردن چند شب
عذر ذکر فرمودند لاجرم گذاردن آن بدین وجه سنت مقتدیٰ بود یعنی اگر خوف نمی بود
مواظبت میکردند بدانکه عدد رکعات درین قیام که قرار یافت چه بود. در موطا از یزید بن
رومان آمده که قیام میکردند مردم در زمان عمر به بست و سه رکعت و بیهقی در معرفت از سائب
بن یزید آورده که قیام میکردیم در زمان عمر به بست رکعت و وتر. نووی در خلاصه گفته اسناد آن
صحیح است و مالک در موطا نیز از سائب مانند آن ذکر کرده و محمد بن نصر از طریق عطا آورده
دریافتم ایشان را در رمضان که نماز میکردند به بست رکعت و سه رکعت وتر و در روایت موطا از
سائب یازده رکعت نسبت کرده اند آن را بوهم و نزد اختلاف در طریق سائب رجوع

شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے ایک مسجد تعمیر کی اور اُس کی موجودگی میں امام اہل
محلہ نے مقرر کیا اور بانی مسجد نے نمازیان محلہ کو کاربار مسجد کا مختار بنایا۔ اب بعد مرنے
عورت مذکورہ کے غیر شخص لوگ جو قوم بانی مسجد کے کہلاتے ہیں ارادہ کرتے ہیں کہ امام قدیم
کو معزول کرکے اور امام حرام خور کو مقرر کریں آیا یہ معزول کرنا شرعاً اُن کے اختیار میں ہے یا نہیں

جواب ۔ اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا۔ امام قدیم کا معزول کرنا اُن کے اختیار میں نہیں
بلکہ نمازیان محلہ کا اختیار امام کے مقرر کرنے کے بارے میں بانی مسجد سے بھی زیادہ فوقیت رکھتا
ہے بشرطیکہ جس امام کو نمازیان مسجد مقرر کرنا چاہتے ہوں افضل واصلح ہو اُس شخص سے جسکو
بانی مسجد امام بنانا چاہتا ہو۔ قال فی الدر المختار والباقی للمسجد اولی من القوم بنصب الامام والمؤذن
الا اذا عین القوم اصلح ممن عینہ البانی۔ انتہی۔ واللہ اعلم واتم ۔ **باسمہ سبحانہ** ۔ ما
قول العلماء الربانیۃ والفضلاء الحقانیۃ فی ان قیام رمضان الذی یعبرون عنہ بالتراویح مروی
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ام لا وعلی الاول الکمیۃ رکعاتہ مروی ام لا۔ بینوا توجروا۔ فقط **جواب**

اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا۔ اعلم ان قیام رمضان وصلوۃ التہجد کلاہما مرویان عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم والفرق بینہما ان صلوۃ التہجد کانت فی النصف الاخیر من اللیل لم تکن بجماعۃ فی المسجد
المعہود بخلاف قیام رمضان فانہ ثابت منہ صلی اللہ علیہ وسلم من اول اللیل بجماعۃ فی المسجد
رواہ الترمذی عن ابی ذر قال صمنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یصل بنا حتی بقی سبع من الشہر
فقام بنا حتی ذہب ثلث اللیل ثم لم یقم بنا فی السادسۃ وقام بنا فی الخامسۃ حتی ذہب شطر اللیل
الحدیث وکذا عدد الرکعات مروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لحدیث ابن عباس ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم صلی عشرین رکعۃ سوی الوتر رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ والطبرانی فی معجمہ والبیہقی
فی سننہ لا یقال انہ ضعیف فلا یستقیم حجۃ لانا نقول ان تعیین عشرین رکعۃ فی زمان عمر مع عمل
سائر الصحابۃ علیہ دلیل قاطع فی کونہ توقیفیا ومسموعا من الشارع لانہ من باب التشریع وشبہہ
داخل فی المرفوع کما بین فی موضعہ ہذا خلاصۃ ما ذکر شیخ الاسلام فی شرح البخاری حیث قال ثبت

لا ینبغی المصلی ان یشد رحالہ الی مسجد یبتغی فیہ الصلوٰۃ غیر المسجد الحرام والاقصیٰ ومسجدی ہذا القول ابن تیمیۃ
حیث منع من زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہو من ابشع المسائل المنقولۃ عنہ انتہی۔
ملخصاً واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ **باسمہ سبحانہ**۔ چہ میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں
مسئلہ کہ اگر خبر رویت ہلال از بلدان بعیدہ بذریعہ خطوط یا بزبانی آیندہ کسان چنان معلوم شود
کہ در فلاں فلاں شہر بروز فلاں روزہ داشتہ اند۔ بمقتضائے ایں عمل کردن لازم است
یانہ۔ بینوا توجروا فقط۔ **جواب**۔ اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا۔ اگر خبر مذکور بحد
تحقیق رسد بمقتضائے آں عمل کردن لازم است۔ بلکہ دریں خبر شہادت ہم شرط نیست لما فی الدر المختار
واستفاض الخبر فی البلدۃ الاخریٰ لزمہم علی الصحیح من المذہب مجتبی وغیرہ۔ انتہی۔ وفی رد المحتار
وفی الذخیرۃ قال شمس الائمۃ الحلوانی الصحیح من مذہب اصحابنا ان الخبر اذا استفاض وتحقق
فی ما بین اہل البلدۃ الاخریٰ یلزمہم حکم ہذہ البلدۃ ومثلہ فی الشرنبلالیۃ عن المغنی قلت وو
جہ الاستدراک ان ہذہ الاستفاضۃ لیس فیہا شہادۃ علی قضاء قاض ولا علی شہادۃ لکن
لما کانت بمنزلۃ الخبر المتواتر وقد ثبت بہا ان اہل تلک البلدۃ صاموا یوم کذا لزم العمل بہا لان
البلدۃ لا تخلو عن حاکم شرعی عادۃ فلا بد من ان یکون صومہم مبنیا علی حکم حاکمہم الشرعی فکانت تلک
الاستفاضۃ بمعنی نقل الحکم المذکور وہی اقوی من الشہادۃ بان اہل تلک البلدۃ راوا الہلال و
صاموا لانہا لا تفید الیقین فلہذا لم تقبل الا اذا کانت علی الحکم او علی شہادۃ غیرہم لتکون
شہادۃ معتبرۃ والا فہی مجرد اخبار بخلاف الاستفاضۃ فانہا تفید الیقین فلا ینافی ما قبلہ ہذا ما ظہر
لی فتامل۔ انتہی۔ باید دانست اگرچہ از خطوط شہادت ثابت نمیشود لیکن استفاضہ خبر وتحقق آن
بذریعہ خطوط دریں زمان بسبب ڈاک از خبرہائے زبانی در اعتبار وتحقق فوقیت تمام جستہ بلکہ در معاملا
ت ورنہ از خبر زبانی اعتبار ندارد دیدنے تا وقتیکہ تحریری سندی نمی باشد اعتبار نمی کنند پس آنانکہ خبر خطوط
دریں باب از پایۂ اعتبار ساقط گمان کردہ اند بلکہ مے گویند کہ خط را در احکام شرعیہ اعتبارے
نیست۔ بے خبر اند از کتب قوم قال فی الدر المختار۔ بخلاف کتاب الامان فی دار الحرب حیث

باید کرد بطریق دیگر ثابت شد از طریق رومان و عطا بست رکعت پس اعتماد برآن
احتمال دارد که یازده در اول امر بود چنانچه مشہور ست بدان لفظ روایت کرام کرد
کعب و تمیم داری را که قیام کنند در رمضان یازده رکعت لحدث بعد از ان قرار یافت
بست رکعت سوا ء وتر و از ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز روایت ابن عباس در
بست رکعت آمده سوائے وتر در مصنف ابن ابی شیبہ و معجم طبرانی و سنن بیہقی و
کہ ضعیف است بسبب ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان و ظاہر آنست کہ تقدیر رکعت بنا
در زمان عمر رضی اللہ تعالی عنہ بر توقیف و سماع از ان حضرت رسالت پناہ چنانچہ گفتہ
کہ امثال این چیزہا حکم مرفوع دارد و غالباً از ابن عباس یا از طریق دیگر حدیث ۔ سید
امیر المؤمنین یازده رکعت به بست و سہ رکعت با وتر و سکوت کردند ۔ سائر صحابہ و عمل کرد
بدان گویا واقع شد اجماع بران و مدار اعمال اصحاب حجت است ہمچون مرفوع خصوصاً کہ با جمع ا
انتہی ملخصا و بعد اللتیا و اللتی ان فرض ان التراویح و کمیتہا لم یرد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بل ما حدث با مر عمر رضی اللہ تعالی عنہ فلنا ان نثبت الامر بالقرآن بمنا ا وجہ قال اللہ تعالی
ما آتاکم الرسول فخذوه و قال علیہ الصلوۃ والسلام لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من
ابی بکر و عمر رواہ الترمذی عن حذیفۃ ولیکن ہذا آخر تحریرنا والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام
علی سید المرسلین و علی آلہ والصحابۃ والائمۃ اجمعین ۔ الی یوم الدین ۞ **باسمہ سبحانہ ۔**
ما قول العلماء والفضلاء فیمن قال ان شد الرحال لزیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز لقولہ
علیہ الصلوۃ والسلام لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد ۔ بینوا توجروا ۞ **جواب ۔** اللہم ارنا
الحق حقا والباطل باطلا ۔ قول ذالک الشخص مردود و بعید کان مقصوده ۔ ترویج قول ابن
تیمیۃ الذی ہو امام الفرقۃ الضالۃ التی سمیت فی دیار الہند بغیر المقلدین فانہ ذہب الی منع
زیارۃ قبر النبی کما نقل القسطلانی و رد مذہبہ باکمل وجہ حیث قال و قد بطل با مرین التقدیر بلا
تشد الرحال الی مسجد للصلوۃ فیما المعتقد بحدیث ابی سعید المروی فی مسند احمد باسناد حسن مرفوعا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي اغلب اهل الحق على من لبس
الباطل بالحق والصلوة على النبي الذي
اختص بفصل الخطاب والسلام على الرسول
الذي اختير من بين الاحباب وعلى آله واصحابه
الذين خربوا بنيان الكفر والبدعة وازالوا
واسسوا قواعد الاسلام والشريعة وجميع المسلمين
الا المبتدعين الذين خسروا في الدنيا والآخرة
ودعوا عن دركات الدلالة الفاهرة اياكم والبدعة
الخبيثة وعليكم بالسنة السنية العالية فلما التمس
مني بعض خلاني وخلص اخواني ان تدون رسالة
على طريق السنة الجزيلة مزيلة لمفاسد اهل
البدعة الرزيلة فلم ار النجح الا بانجاح مرامهم
واسعاف مسئولهم وسميتها بالفيوض المحمدية ردا
لمفاسد الردية فها انا اشرع في المقصود مستفيضا
بذي الفيض والجود ورتبته على خمسة فيوض الفيض
الاول في الصدقة والفيض الثاني في الدعاء
للاموات والفيض الثالث في وصول الثواب
للميت والفيض الرابع في البدعة والفيض الخامس

سب تعریف اللہ کو جس نے غالب کیا اہل حق
کو اوپر اہل ضلال کے درود و سلام ہو اوپر رسول
خدا کے جو مختص ہیں ساتھ جدا کر دینے حق
کو باطل سے اور وہ پیغمبر خدا ہیں جو چنے
گئے دوستوں میں سے اور اوپر آل و
اصحاب پر جنہوں نے الکفر کی بنیاد اہل
کفر اور بدعت کو اور بنیاد دین کے جنہوں نے قواعد
اسلام کی بنیاد ڈالی اور سب مسلمانوں پر سوا اہل بدعت کے
جنہوں نے دنیا اور آخرت میں نقصان اٹھایا
اور نابینے ہو گئے دولت دین کے بچانے
سے بچاؤ اپنے آپ کو بدعت سے اور لازم پکڑو سنت کو کہا گیا
خواہش کی میرے بعض دوستوں نے اس کی کہ ایک رسالہ
موافق سنت کے تحریر کیا جاوے تاکہ بدعت کی بخوبی تردید ہو جاوے
پس میں نے اس امر کو قبول کر کے یہ رسالہ مسمی بفیوض محمدیہ تحریر کیا
میں اس رسالہ کو ساتھ توفیق ایزدی کے شروع کرتا ہوں مرتب کیا
میں نے اسکو اوپر پانچ فیضوں کے فیض اول صدقہ میں
فیض ثانی دعاء اموات میں فیض سوم میت کو ثواب
پہنچانے میں فیض چہارم بدعت میں۔ فیض پنجم

لایحتاج الی بینة لانه یبس بلزم و فی الاشباه لا یعمل بالخط الا فی مسئلة کتاب الامان و یلحق به

البراءات و دفتر بیاع و صراف و سمسار و جوزه محمد للراوی و القاضی و الشاهد ان تیقن به قیل و یفتی

انتهی و فی رد المحتار و کذا منشور القاضی و الوالی و عامة اوامر السلطانیه مع جریان العرف

والعادة بقبول ذالک بمجرد کتاب و امکان تزویرها علی السلطان لا یدفع ذالک لانه ان وقع

فهو امر نادر قلما یقع و هو اندر من امکان تزویر الشهود - انتهی والله اعلم و علمه اتم الراقم محمد [illegible]

باسمه سبحانه - ما قولکم رحمکم الله تعالی اندرین مسئله که تابوت یا چارپائی یا جنازه زن مرده اجنبی

یا شوهر را برداشتن جائز است یا نیست و در میان برداشتن ولی و شوهر و اجنبی چه فرق است

بینوا توجروا - فقط - **جواب** - اللهم ارنا الحق حقا و الباطل باطلا - برداشتن جنازه مخدره

روا است محرم و غیر محرم شوهر و اجنبی درین امر برابر اند - زیرا که فقها درین امر جنازه زن را

از جنازه مرد جدا نساخته اند - قال فی الشامی تداولها الناس بالحمل علی ایدیهم مجرا انتهی

قال فی المستخلص لان حملها عبادة فینبغی ان یتبادر الیه کل واحد کذا فی الکفایة - یعنی برداشتن

جنازه عبادت است هر شخص را درین امر مبادرت باید کرد - محرم و غیر محرم درین امر برابر اند زیرا که

آنحضرت صلی الله علیه وسلم وقت دفن کردن ام کلثوم دختر خود ابو طلحه را فرمود که لاش او را در

قبر فرو برده نهد - روی البخاری عن انس بن مالک قال شهدنا دفن بنت رسول الله صلی الله علیه

وسلم و رسول الله صلی الله علیه وسلم جالس فرأیت عینیه تدمعان و قال هل فیکم من احد لم یقارف اللیلة

فقال ابو طلحة انا قال انزل فی قبرها قال فنزل فی قبرها - گفت انس حاضر شدیم دفن ام کلثوم

دختر پیغمبر صلی الله علیه وسلم حالانکه آنحضرت صلی الله علیه وسلم نشسته بودند بر لب قبر پس دیدم دو

چشم او را که اشک میریخت - پس گفت آیا در شما از کسی است که جماع نکرده باشد امشب پس گفت ابو طلحه

منم که جماع نکرده ام فرمود پس فرود آ درین قبر گفت انس پس فرود آمد ابو طلحه در قبر او و درین دلالت

است بر آنکه در نیاید قبر را مگر مردان اگرچه میت زن باشد نیز که تجویز نکرد آنحضرت صلی الله علیه وسلم

در آمدن زنان را درین هنگام انتهی مترجم شیخ الاسلام والله اعلم و علمه اتم الراقم محمد [illegible] بانوی ۔

فالقول بجوازه مخالف للمعقول والمنقول بعيد
جدا واما ایراد الاستدلال بالاحادیث الواردة
فی فضائل الایام الجمعة والعیدین وشهر الصیام
لیس بشیء اذ الکلام فی التعیین لا التفضیل وبین
هذا من ذلک علی ان التعیین فیها من الشارع
وفی تلک المسئلة من عندکم علی ان التعیین حکم شرعی
مخالف للقیاس فیقتصر علی مورده الفیض الثانی
فی الدعاء والدعاء مؤثر عند اهل السنة خلافا للمعتزلة
قال الله تعالی ادعونی استجب لکم الآیة۔ قال رسول الله
صلعم الدعاء مخ العبادة الا ان تخصیصه قبل اکل الطعام
لم یثبت بعد واما التمسک بحدیث ابی هریرة یوم غزوة
تبوک حیث دعا النبی صلعم علی فضل ازواد الصحابة
سخیف جدا اذ منطوق الحدیث دعاء النبی صلعم
للزیادة لا لایصال الثواب ولا اظنک شاکا فی کونه
معجزة فتنبه ولا تکن من الخاسرین واما قراءة القرآن
علی الطعام فلم یثبت مطلقا والقیاس علی الدعاء
مع عدم ثبوته قبل الاکل مع الفارق لجوازه للجنب
والنفساء بخلافها وعدم جواز الصلوٰة الا بها
نقل عن بعض المحققین فی تعلیقاتهم علی عین العلم
ان رسول الله صلعم ما انتظر ادامًا قط یعنی ان
رسول الله صلعم لم ینتظر للادام بعد حضور الطعام

پس جائز قرار دینا بالکل عقل اور نقل کے مخالف
ہے۔ اور جو لوگ ان احادیث کو جو فضائل جمعہ
اور عیدین اور ماہ رمضان میں وارد ہیں
دلیل پکڑتے ہیں لائق اعتبار نہیں کیونکہ کلام
تعیین میں ہے نہ فضیلت میں اور نیز تعیین
ان میں خود شریعت نے کر دی ہے ہم نے اپنے
پاس سے نہیں کری ہے فیض ثانی دعا
میں ہے۔ دعا تاثیر کرتی ہے سنت جماعت کے
نزدیک۔ البتہ فرقہ معتزلہ دعا کو مؤثر نہیں
جانتے۔ خدا جل شانہ فرماتا ہے دعا مانگو رب اپنے
سے فرمایا رسول خدا صلعم نے دعا مغز عبادت کا ہے لیکن
کھانے سے پہلے خاص کر مقرر کرنا دعا کا ثابت نہیں اور
حدیث ابو ہریرہ کے ساتھ دلیل پکڑنے جو آنحضرت صلعم
نے اصحابوں کے کھجوریں وغیرہ پر جو سبب کم ہو جانے زاد کے
دعا فرمائی تھی بالکل پوچ ہے کیونکہ اسمیں دعا واسطے
زیادہ ہو جانے زاد کے تھی نہ کہ واسطے ایصال ثواب کے
اور نیز وہ معجزہ تھا اور اسیطرح قرآن کا پڑھنا طعام پر جسکو ختم کہتے ہیں
بالکل ثابت نہیں اور دعا پر قیاس کرنا قرآن کا مع الفارق ہے کیونکہ
دعا جنبی اور حائضہ کو بھی درست ہے قرآن پڑھنا انکو درست نہیں اور
عین العلم کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ حضرت صلعم نے بعد حاضر ہونے
طعام کے نان خورش کا کبھی انتظار نہیں کیا۔

[illegible]

في بيان ما اهل بغير الله الغيض الاول في الصدقة
الصدقة ثابتة بالآيات والاحاديث قال الله
تعالى وما انفقتم من خير الآية قال النبي صلى الله
عليه وسلم اذا مات الانسان انقطع عمله الا من
ثلث صدقة جارية الحديث الا ان التعيين
الذي اخترعه اهل البدعة يوم الثالث والعاشر
وغير ذالك لم يوجد في كتب المعتبرة لا امر فضلا
ان يكون في الاحاديث اثر بل الروايات الفقهية
تابى عنه كل الاباء واما ترى انهم يكرهون تعيين
سورة من السور للصلوة بل يكرهون ادامة الاوساط
والطوال والقصار في اوقاتها مع ورود السنة
بقرءتها وايضا تخصيص الايام عادة الهنود وكيف
وقال النبي صلعم من تشبه بقوم فهو منهم فروايته
مجموعة الروايات التي تمسك بها مردودة على صاحبها
وما فيها ان الصدقة كلى طبعي علا وجود لها الا في جزئ
الا ان افراد الصدقة المعينة والمشخصة بالزمان
والمكان فرد له مدفوع بوجهين الاول ان الزمان
والمكان ليسا من المشخصات والا يلزم ان ينعدم
الا شخص من تعاقب الآنات وتبدل المكانات
الثاني ان تعيين زمان دون زمان مع كونه زيادة
بلا مرجح بل ترجيح للمرجوح تامل فانه دقيق

بیچ بیان اس جانور کے جو غیر خدا کیواسطے ذبح کیا جاوے
فیض اول صدقہ میں صدقہ ثابت ہی آیات اور احادیث سے
فرمایا الله تعالی نے جو مال نیک کام میں خرچ کروگے اُس
کا عوض خدا تعالی تم کو دیگا۔ فرمایا آنحضرت نے جب آدمی
انتقال کر جاتا ہی اُسکا عمل بھی منقطع ہوجاتا ہی مگر جو شخص
مثلاً مسجد تعمیر کر کے یا علم دین پھیلا کر یا اولاد نیک چھوڑ کر
انتقال کر گیا ہو تو اسکو بعد وفات کے بھی ثواب پہنچتا ہی
لیکن مقرر کرنا تیسرے اور دسویں دن وغیرہ کا کتب معتبرہ سے
ثابت نہیں بلکہ روایات فقہیہ اس کے خلاف پر ہیں
دیکھو مقرر کرنا ایک سورۃ کا نماز کیواسطے علماء نے مکروہ
لکھا ہی اور نیز مقرر کرنا اُن ایام کا ہنود کی عادت سے ہے
پس کس طرح درست ہوگا حالانکہ حضرت صلی الله علیہ وسلم
کا فرمان ہی کہ جو شخص جن لوگوں کے ساتھ مشابہت
کریگا قیامت میں اُنہی کے ساتھ مبعوث ہوگا۔ پس جو لوگ
واسطے تعیین ان ایام کے کتاب مجموع الروایات
کو سند پکڑتے ہیں بالکل باطل ہیں اور جو کلی قرار دیکر
اس کو اس کی جزئی بنا کر استدلال پکڑتے
ہیں۔ بالکل نادان ہیں۔ کیونکہ جزئی ہونے
میں ہر وقت برابر ہے کسی وقت
معین کو دوسرے وقت پر ترجیح
دینی بلا دلیل ہے۔

سورة للتبرك ومن جوز كتبها مع الفاتحة قبل كل سورة
للتبرك بعده زنديقا اذ لم ينقل من السلف والجمع
بين العبادات ان كان ماثورا من السلف كان
جائزا والا فبدعة اما ترى ان الجماع مع الزوجة
وقراءة القرآن واطعام المساكين عند حضوره
والصيام كل واحد واحد جائز مع ان الجمع حرام

الفيض الرابع — في البدعة

اعلم ان مذهب اهل التحقيق عدم انقسام البدعة الى الحسنة
فكل ما احدث في امر الدين بعد القرون الثلثة
بدعة قال رسول الله صلعم كل بدعة ضلالة وكل
ضلالة في النار وعند البعض انقسامها قالوا
ان ارتفع بها سنة او واجب او فرض فسيئة و
الا فحسنة فقراءة القرآن على الطعام بدعة سيئة
اتفاقا لانه يميت السنة المؤكدة التي هي اكل الطعام
بعد التسمية من غير تاخير وايضا يجب حضور القلب
عند القراءة للقاري والسامع مع ان الامر بالعكس
ولذا جاء في الحديث اذا حضر العشاء والعشاء فابدؤا
بالعشاء قبل العشاء وايضا جاء من جعل القراءة
وسيلة للطعام جاء يوم القيامة لوجهه لحم عليه
سوى العظام نقل عن امام الغزالي رحمه الله عليه
ان السوال بالرباب احب الي من قراءة القرآن

سورة کیواسطے تبرک کے ہی اور جو شخص اسپر قیاس کرکے
بسم اللہ کیساتھ سورہ فاتحہ کو بھی ہر سورہ کے پہلے لکھنا
تبرک کیواسطے درست کہے اُسکو زندیق یعنی بیدین کہنا چاہیے
کیونکہ یہ متقدمین سے منقول نہیں ہی حاصل کلام کا جمع
کرنا عبادات کا متقدمین سے منقول ہو وہ جائز ہی ورنہ
بدعت ہی۔ آیا نہیں خیال کرتا تو کہ جماع کرنا بی بی زوجہ سے
اور تلاوت قرآن کے اور مسکینوں کو اپنے پاس بٹھا کر کھانا
کھلانا اور روزہ رکھنا ہر یک جداگانہ عبادت ہی لیکن
جمع کرنا انکا درست نہیں **فیض چوتھا بدعت میں**
محققین کے نزدیک بدعت طرف حسنہ کے منقسم نہیں
ہوتی جیسا کہ تصریح کی ہی ساتھ اُسکے مجدد صاحب نے اپنی
مکتوبات میں پس جو چیز قرون ثلثہ کے بعد امر دین میں نو ایجاد
کیگئی وہ بدعت ہی رسول خدا صلعم نے فرمایا ہی کہ جو بدعت ہی
وہ گمراہی ہی اور جو گمراہی ہی وہ دوزخ میں ہی اور بعض نے بدعت
حسنہ کہا ہی اسکو جسکے کرنے سے کوئی فرض واجب سنت ترک نہووے
پس قرآن مجید کا پڑھنا بطور ختم اتفاقاً بدعت سیئہ ہی کیونکہ اسکے پڑھنے
سے سنت نبوی دور ہوجاتی ہی اور نیز قرآن مجید کی تلاوت میں پڑھنیوالے
کا اور سامع کا دل حاضر ہونا چاہیے باوجودیکہ کھانیکے وقت
دل طرف طعام کی رجوع ہوتا ہی اسیواسطے حدیث میں آیا ہی کہ جب طعام
اور جماعت عشا حاضر ہوں تو پہلے طعام کو کھا کر بعد میں نماز عشا
ادا کرنی چاہیے اور حدیث میں وارد ہی کہ جسنے وسیلہ بنایا

بل كان يشرع في الاكل بالتسمية بعد حضوره و
قراءة القرآن بعدها قبله عند حضوره زيادة على
السنة والزيادة نسخ كما بين في موضعه فقراءة القرآن
عليه نسخ لسنته صلعم والعمل الرافع للسنة مكروه
فالقراءة عليه مكروه وفي فتاوى البزازية يكره قراءة
عند اتخاذ الطعام نقله في الصغيري والكبيري فالقول
بعدم كراهة قراءة القرآن على الطعام مخالف للرواية
والدراية ۔ **الفيض الثالث** ۔ في وصول
الثواب اختلف الائمة والاكثر ان على وصوله
والكتب مشحونة بذكره يعني ان ثواب الدعاء وقراءة
القرآن يصل الى الميت على وجه السنة السنية اذا
كان الكل منفردا واما الجمع فبدعة اذ لم يثبت
من السلف والقياس على جواز كل واحد ممنوع لان
حكم المجموع قد يكون غير الافراد كقولنا كل رجل يشبعه
هذا الرغيف فاحفظه فانه يعصمك عن شكوك المغفلين
وترى ان المبتدعين لا يقال ان التسمية آية من آيات
القرآن وسنية قراءتها بالاتفاق فلم لا يجوز ان تزاد
عليها سورة اخرى لانا نقول البعض يعلم كونها آية انها
نسخ كما مر وايضا القياس مع الفارق لجوازها
للجنب والنفساء بخلاف باقي الآيات وذكر العلامة
في التلويح بما حاصله ان كتابة التسمية قبل كل

بلکہ بسم اللہ کہکر کھانا شروع کردیتے تھے اور قرآن مجید کا پڑھنا
بعد بسم اللہ کے قبل کھانے کے زیادتی ہے سنت نبوی پر اور
زیادتی نسخ ہے جیسا کہ علم اصول فقہ میں کو رہے پس پڑھنا
قرآن مجید کا بطور ختم سنت کا منسوخ کرنا ہے اور جو چیز
سنت کو منسوخ کرے وہ مکروہ ہوتی ہے پس قرآن کا ختم
کا پڑھنا طعام پر مکروہ ہوا۔ فتاوی بزازیہ میں ہے۔ مکروہ
ہے پڑھنا قرآن مجید کا طعام پر پس جو شخص اس فعل کو جائز
جانتا ہے قول اسکا روایت اور درایت دونوں کے خلاف ہے
فیض تیسرا۔ ثواب کے پہنچنے میں۔ ثواب میت کو اکثر
اماموں کے نزدیک پہنچتا ہے یعنے دعا کا کرنا اور قرآن کا پڑھکر
بخشنا ثابت ہے لیکن طعام اور قرآن دونوں کو جمع کرکے
ثواب پہنچانا ثابت نہیں اگر کوئی اعتراض کرے کہ بسم اللہ
ایک آیت ہے قرآن مجید کی اور اسکا سنت ہونا معلوم
ثابت ہے۔ پس کیوں نہیں جائز کہ اس پر اور کوئی
سورہ زیادہ کیجاوے۔ تو اس کا جواب یہ ہے
کہ فقط بسم اللہ کا پڑھنا مسنون ہے۔ اس
پر زیادہ کرنے سے نسخ لازم آتی ہے۔
اور نیز بسم اللہ کا پڑھنا ناپاک کو
درست ہے۔ باقی قرآن شریف
کا پڑھنا درست نہیں علامہ نے تلویح میں کہا
ہے کہ لکھنا بسم اللہ کا پہلے ہر

والالي تصيده من تحذفا بالنية كان خطب
في الفاقان قلت اذا كان منطوق الاية نحو
لو تخصون في مسئلة المسافر وغيره فكان لا تكل
فقولك لانها لاحتنا ولها الاية اذ معنى غير الله
التقرب للغير كما يشهد به العقل والنقل قال الله
تعالى لن ينال الله لحومها ولا دماؤها ولكن يناله
التقوى منكم اى ليس شانى الله بوجه شيئ سوى التقوى
فاذا قرع سمعك هذا فظ فلنك شاكا في عدم دخول
مسئلة المسافر تحت الاية اذ التقرب فيها ليس لغير الله
فتكفر فانه من مزل الاقدام وقد تحيرت فيها الافهام وهذا
آخر ما تيسر لي في هذا المقام والحمد لله الذي خصني
بالالهام والصلوة على افضل من بين الانام
تمت الرسالة المسماة بفيوض المحمدية ردا لصفا
الردية تعوات ذلك لعلام ولا يخفى حسن تقريره
على ذوي الافهام • تمت الرسالة

باسمه سبحانه - ما قول العلماء الحنفية في
ان ما افتى الفاضل الگنگوهي بفرضية العشر على الاراضي
الخراجية التي في يدي المسلمين من القديم ان لم
يتحقق كونها خراجية في الابتداء ففي عشرية تعلي
ذا الجانب عشرية وتقول بعشريتها اعاشر البريلوي
ايضا مع كمال دعاءه في تحقيق الامائل متفيها حلم

ذکر نہ کرے اور قربانی کرے تو اس کے ذبح کرکے کھانے کو
حرام نہیں کہتے۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ وہاں صرف
گوشت کا کھانا غرض ہوتا ہے تقرب غیر اللہ کا مقصود
نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں پہنچتا
خدا تعالیٰ کو گوشت قربانیوں کا اور نہ خون
لیکن پہنچتا ہے خدا تعالیٰ کو تقوی تمہاری
طرف سے یعنی نہیں ہمارا حصہ مگر تقرب۔
پس ثابت ہوا اس تحقیق سے کہ مسافر کا
مسئلہ اس میں داخل نہیں۔ کیونکہ اس
میں تقرب الی غیر اللہ مقصود نہیں
تمام ہوا رسالہ **فیوض محمدی**
ساتھ توفیق خداوند کریم کے •

کیا فرماتے ہیں فقہائے حنفی دین فتوی کی
بابت جو فاضل گنگوہی نے دیا ہے کہ ہندوستان کی
زمینیں جو قدیم سے مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں
اگر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ ابتداء سے خراجی ہیں تو وہ عشری
ہونگیں۔ دینے اسکی پیداوار میں اگر بارانی ہو تو
دسواں حصہ اور جو چاہی ہو تو بیسواں حصہ دینا فرض ہے
پس تمام املاک مسلمانان ہند کی عشری ہیں اور فاضل بریلوی
احمد رضا خان صاحب بھی عشریت کا دعوی کرکے
فتوی دیتا ہے۔ آیا یہ فتوی صحیح ہے یا نہیں بینوا توجروا

وسیلة للاكل لاهانا كرفع نجاسة النعل باللحية
فالقيل لم يجعلوا القراءة وسيلة حتى تكون قبيحة
بل يفعلون عبادة۔ قلنا فما وجه قراءة الفاتحة و
سورة الاخلاص على الطعام الاقل ثلثا وقراءة يٰسين
والملك على الازيد ثلثا وهل هذا الا تهافت۔

الفيض الخامس۔ في بيان ما اهل به

لغير الله اعلم ان كل ما اهل لغير الله حرام عند العلماء
الربانية والفضلاء الحقانية لان لفظة
ما في ما اهل به لغير الله موصولة كانت او موصوفة
من الفاظ العموم وحكمه تناول الافراد قطعا
حتى يجوز نسخ الخاص به كما بين في موضعه فمعنى
الآية ان كل شيء اهل لغير الله اي تقرب لغير الله
حرم عليكم فتخصيصه بوقت الذبح نسخ اذ تخصيص
العام نسخ له كذا ذكر في علم الاصول وما وقع
في بعض التفاسير التقييد بوقت الذبح فمحمول على
بيان شان النزول يعني ان العرب كانوا
يذبحون باسم اللات والعزى فانزل الله
هذه الآية بيانا لحرمتها والعبرة لعموم اللفظ
لا لخصوص المورد والا لم يثبت الاحكام الا قليلا
وحديث انما الاعمال بالنيات دال على عدم
اعتداد التلفظ باسم الله اذا لم يطابق النية

قرآن مجید کو طعام کیواسطے اُس کے سبب
دن قیامت کے گوشت نہیں ہوگا فقط
ہڈی ہوگی اور امام غزالی سے منقول ہے
کہ سوال کرنا رباب کے ساتھ اچھا ہے میرے
نزدیک پڑھنے قرآن کے سے واسطے کھانے
کے کیونکہ یہہ ایسا ہے جیسا کہ جوتی کی نجاست
کو داڑھی کے ساتھ پونچھ کر دور کرنا۔ اگر کوئی
اعتراض کرے نہیں کرتے قرآن مجید کو وسیلہ
بلکہ بطور عبادت کے پڑھتے ہیں تو اُس کا
جواب یہہ ہے کہ دال روٹی پر قل ہو اللہ
اور پلاؤ پر یٰسین کیوں پڑھی جاتی ہے

فیض پانچواں غیر خدا کیواسطے ذبح کرنیکا

ذکر یہہ حرام ہے علماء و فضلاء حقانیوں کے نزدیک
کیونکہ لفظ ما سبکو شامل ہے جو غیر خدا کیواسطے
ذبح کیجاوے جس سے معنے آیت وما اہل بہ لغیر اللہ کے یہہ
ہیں کہ جو چیز واسطے تقرب غیر اللہ کے ذبح کیا جاوے
حرام ہے پس خاص کرنا اُسکا ساتھ وقت ذبح کے
غلط ہے یعنی بر وقت ذبح اگرچہ نام خدا
کا لیکر ذبح کرے لیکن غرض اُس کی تقرب غیر خدا
کا ہے تو وہ بیشک حرام ہے اور حدیث انما الاعمال بالنیة
بھی اسی امر پر دال ہے کہ قول بلا نیت کے معتبر نہیں

من التي انتصب مسلمي كافتنا بعد في البلاد التي
في ايدي الكفار من قبل الفتح الى يومنا هذا وكان
رؤساءهم يؤدون خراجا معلوما الى السلاطين
الاسلامية وادامت الحكومة الاسلامية باقية في
الهند فالاراضي التي في ايدي المسلمين من تلك البلاد
خراجية لا محالة واسلام اهلها لا يجعلها عشرية
لما قال العيني في شرح الهداية كل ارض فتحت عنوة
وقهرا وتركت على اهلها من عليهم الامام فوضع
الجزية على اعناقهم اذا لم يسلموا والخراج على اراضيهم
اسلموا او لم يسلموا انتهى - واما ان تكون من التي
افتتحت عنوة واقر اهلها عليها وتوارثون فيها
بينهم ثم اسلموا بعد ذلك كما نرى في البلاد التي
كان اهلها في بدء الاسلام كفارا ثم ظهر فيهم الاسلام
فهي ايضا خراجية لان الاسلام لا يجدي
كما مر من العيني واما الاراضي التي في ايدي
القريش وغيرهم الذين كانوا مسلمين من قبل
مجيئهم في الهند فيحتمل ان تكون عشرية ان ثبت
تقسيم الامام عليهم في بدء الفتح كما نظن في بادي النظر
لكن بعد التحقيق يظهر خلافه لان تلك الاراضي
في ايديهم ليست من بدء الفتح بل اكثرها من زمان
الاكبر كما يظهر من الاسانيد التي في ايديهم

تو ان دونوں صورتوں میں عشری ہے وہ جو زمین بطور
صلح خراج معلوم پر دیگئی یا اور زبردستی فتح کیگئی ہے اور
باشندوں کو اسی جگہ پر رکھا گیا سو وہ خراجی ہے تیسری قسم
وہ ہے جو زبردستی فتح کر کے بعد مسلمانوں پر وقف کر دیگئی ہے
پس یہ خراجی ہے اور عشری جبتک وقف رہے
کہا عینی نے شرح بخاری میں جس زمین کے باشندے خود بخود
اسلام سے آئے وہ عشری ہے اور جو زمین فتح کیگئی بطور
صلح خراج کے پس وہ خراجی ہے اور جو زمین زبردستی لیگئی
وہ امام کے اختیار میں ہے چاہے اسکو مسلمانوں پر تقسیم کردے
اور اگر چاہے مسلمانوں پر وقف کر دے انتہی ملخصا اور یہہ امر
معلوم ہے کہ ہندوستان کی زمینیں اس قسم کی نہیں جنکے باشندے
خود بخود اسلام سے آئے ہوں کیونکہ وہ ابتدا فتح میں کافر تھے
پس ظاہر ہوا یہ زمین اس قسم سے ہے جو بطور صلح فتح ہوئیں اور یہ
ظاہر ہے ان شہروں سے جو کفار کے قبضہ میں برابر ہیں انکے
رئیس شاہان اسلامیہ کو خراج ادا کرتے رہے ہیں جبتک شاہان اسلام
ہندوستان میں حکمران تھے پس جو زمینیں جو ہندوستان کفار کے
رئیسوں کے قبضہ میں ہیں خراجی ہیں کیونکہ ان زمینوں کے باشندوں
کا بعد فتح کے اسلام لانا کچھ نہیں کیونکہ علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں
کہا ہے جو زمین فتح کیگئی زبردستی اور وہاں کے باشندوں پر چھوڑ
دیگئی پس انپر جزیہ لگانا درست ہے اگر اسلام نہ لائیں اور انکی زمینوں
پر خراج لگیگا اسلام لائیں یا نہ لائیں - انتہی

عندکم رحمکم اللہ ۔ **جواب** ۔ اللہم ارنا الحق
حقا والباطل باطلا ۔ الافتاء المذکور باطل عقلا
ونقلا اما عقلا فلان عدم کونہا خراجیۃ غیر مستلزم
لکونہا عشریۃ لجواز ان تکون موقوفۃ علی المسلمین
لانہ مستعلم ان تقسیم الارض لیس کتقسیم العدد الی الزوج
والفرد بل کتقسیمہ الی الزائد والناقص والمساوی
فکما ان عدم کونہ زائدا لایستلزم کونہ ناقصا لجواز
ان یکون مساویا فکذا فیما نحن فیہ وعلی تقدیر
فرض الملازمۃ لایحصل انتاج التالی الا بعد ثبوت
وضع مقدمہا کما ہو دأب القیاسات الاستثنائیۃ
فالحکم من الفاضل الگنگوہی بانتاج تالی تلک الشرطیۃ
بلا ثبوت الملازمۃ والوضع المذکور دال علی انہ
لامسکۃ لہ فی العلوم الآلیۃ راسا واما نقلا فلان
الارض التی اسلم اہلہا علیہا تکون عشریۃ والتی
افتتحت صلحا علی خراج معلوم فہی خراجیۃ والتی
اخذت عنوۃ فہی فی اختیار الامام ان شاء
قسمہا بین المسلمین وان شاء جعلہا موقوفۃ علیہم
کذا ذکرہ العینی فی شرحہ للبخاری ومن المعلوم ان
الاراضی الہندیۃ لیست من التی اسلم اہلہا علیہا
لان اہلہا کانوا کفارا فی بدء الفتح کما ہو ظاہر
علی من طالع کتب التواریخ فما جزم ان تکون

جواب ۔ ای اللہ جو حق ہے وہ ہمیں حق
دکھلا اور اسکا اتباع نصیب کر اور باطل کو باطل
دکھلا اور اسکے پرہیز کی توفیق دے یہ فتوی فاضل
گنگوہی کا عقلا اور نقلا صحیح نہیں عقلا اسواسطے
صحیح نہیں کہ تقسیم زمین کی عشری اور خراجی کیطرف
ایسی نہیں ہے جیسی تقسیم عدد کی زوج اور فرد کیطرف
(کہ صرف عدد کی دو ہی قسمیں ہیں ایک زوج دوسرا فرد)
بلکہ یہ تقسیم ایسی ہے جیسے عدد منقسم ہو طرف زائد و ناقص
اور مساوی کے (دیکھئے اس اعتبار سے عدد کی تین قسمیں
ہیں) پس جس طرح عدد کے زائد نہ ہونے سے یہ لازم
نہیں آتا کہ وہ ناقص ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مساوی ہو
ایسا ہی زمین کے خراجی نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ
عشری ہو ممکن ہے کہ مسلمانوں کی اوقاف میں سے ہو جس کا
حال عنقریب معلوم ہوگا + اور اگر یہ ملازمت تسلیم بھی کیجائے
تو بدون وضع مقدم کے نتیجہ حاصل نہیں ہے کیونکہ قاعدہ
اسی طرح ہی ہے پس حکم مفتی کا سامنے نتیجہ دینے تالی شرطیہ
کے بدون ثبوت ملازمت کے اور بغیر وضع مقدم کے
ثابت کرتا ہے اس امر کو کہ مفتی علوم منطق سے غافل ہے
اور نقلا اسواسطے مفتی کا کلام غلط ہے کہ جو زمینیں ایسی
ہیں کہ ان کے باشندے اسلام لے آئے ہوں اس زمین پر وہ عشری
کو ابتداء فتح میں امام وقت نے مسلمانوں میں تقسیم کردیا

والسداد الدين النصيحة والله اعلم وعلمه اتم حرره
العبد محمد لودیانوی - باسمه سبحانه -
ما قول العلماء الحقانيين والفضلاء الربانيين
في ان الفاضل اللودیانوی افتى بعدم جواز
الصلوة في المسجد الذي بني في القصبة البرودي
على خلاف سمت القبلة بحيث مال الطرف
الشمالي من الخط الذي يصلون عليه المصلون في
ذلك المسجد عن القطب الشمالي بسبعة اذرع
الى المشرق مستدلا بكتب الفقه من شرح الهداية
للعيني وغيره وذهب الفاضل الگنگوہی الى
الجواز مستدلا بان الصلوة الى الكعبة لا يمكن
ولو كان انحراف طويلا من بناء الكعبة فايهما
على الحق عندكم رحمكم الله تعالى - **جواب**

اللهم ارنا الحق حقا والباطل باطلا - ما اجاب
به الفاضل اللودیانوی هو الحق وماذا بعد الحق
الا الضلال فان الصلوة في ذلك المسجد على السمت
التي بني عليها بعد العلم باختلافه لا محالة لان الخبر
بمعاينة الكعبة وان لم يلزم عليه اصابة عينها
لكن يجب اصابة جهتها بان يفرض من تلقاء
وجه المصلي خط الى الافق مارا على الكعبة وخط آخر
يقطعه على زاويتين قائمتين يمنة ويسرة وتلك المقابلة

تسبیح کا فتوی دیدیا باوجودیکہ پہلا فتوی بہ تقاضائے بشریت
دیدیا ہوے جواز تسبیح کا فتوی دیدیا اور بیچ
فتوی دیدیا کہ جو عمارات کعبہ شریف کے گرد بنائی گئی ہیں تو مصلی
کہتے ہیں بحث ہے اور بہی مسائل میں بعض محققین کا اشارہ
چھوڑ دیا ہے اور کمال افسوس ہے فاضل بریلوی پر کیونکہ استدلال
اسکا ساقط فتاوی عزیزیہ کے عبارت کی طرز سے ہے بتایا ہے لا تقربوا
الصلوة کو دلیل کرتا ہے و انتم سکاری باقی آیت کا نام نہ لینا
اسی طرح فاضل مذکور نے جو عبارات زمین کے خراجی ہونے کی ہیں تھی
اسکو چھوڑ دیا یعنی ورد دست زمینداران تک نقل کرکے باقی
عبارت یس ہر قطعہ کہ بادشاہ وقت آنرا کو خراجی بجوید بنا
ہر یہی تھی چھوڑ دیا پس لازم ہوا واجب ہے کہ ان دونوں عالموں کی
فتوی پر عمل کرنے سے جب تک تحقیق نہ کرلیں پرہیز رکھیں اور ہمارا
غرض اس کلام سے اہل اسلام کی خیر خواہی ہے جیسا کہ مصنفین
کتب اسماء رجال ہر ایک راوی کا اصل حال بتلا دیتے ہیں
کیونکہ یہہ امر واجب ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین
خیر خواہی ہے - واللہ اعلم وعلمہ اتم محمد لودیانوی ۔

کیا فرماتے ہیں علماء حقانی اور فضلاء ربانی بیچ اس
مسئلہ کے جو مولوی عبد العزیز صاحب اور حقیقی راقم نے
یہہ فتوی دیا کہ مسجد ٹھوڑی میں جسکی جانب شمال شمالی
قطب سے سات ہاتھ مشرق کیطرف کو مائل ہے نماز درست
نہیں جیسا کہ عینی شرح ہدایہ وغیرہ کتب میں موجود ہے کہ

اولا يكون القاديانى رجلا صالحا وثانيا بكونه
من اهل الهوا مع كونه قائلا بان عيسى بن مريم
على نبينا وعليه الصلوة والسلام كان ابن يوسف
النجار نعوذ بالله منه ثم افتى بامكان الكذب
لله تعالى وبمنع الظهر بعد الجمعة فى هذه البلاد
التى لم يوجد فيها شرط السلطان الذى وجوده
ضرورى عند الحنفية وافتى بجواز قول يا شيخ
عبد القادر جيلانى شيئا لله مع ان فتواه كان
اولا بكفر قائله وافتى بجواز تعمير المسجد بالكفار الى
غير ذالك من المسائل التى ترك فيها مسلك المحققين
واما سنة كل الستة على البرلوى فانه فى
اما استدلال بالنقل سلك الغافلين الذين
يتمسكون بترك الصلوة بقوله تعالى ولا تقربوا
الصلوة حيث نقل من الفتاوى العزيزية انه بنى
قوله على النصف او اقل منه وردت بنيانه
وترتيبا تيه بنى على كون الاراضى المملوكة للمسلمين
خراجية لكونه ارد الدعواه فالواجب على المسلمين
الاحتراز عن العمل بفتواها مالم يجدوه فى الكتب
ويحققوه من الذين اشتهروا بتحقيق الحق وغرضنا
من هذا الكلام الاكثر من مصنفى كتب اسماء الرجال
اعنى النصيحة للمسلمين اخرى واجبة لقوله عليه الصلوة

یہ ہے کہ تمام مزارعین کو وہ بطریق ہبہ کے ساتھ دیا اگر
وہ مقام مالکوں کے خراج اور زراعت حصہ کرے یا بقدر
خراج کے اجارہ پر دے جو حاصل ہوگا وہ حق امام ہے خراج
اور حق مزارعین میں حرمت ہوگا اسکا نام عشر اور خراج نہیں
ہوگا۔ انتہی۔ اور نیز قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے الامم
میں لکھا ہے کہ زمین ہندوستان کی عشری نہیں ہے جیسا کہ
ہوا کہ ہندوستان کی زمین مسلمانوں نے فتح نہیں کی مگر
نہیں کوئی عشری نہیں فقط ہو بالفتوی ہونی
کی اگر عشر ... ہو ... نہ ...
بلکہ ہی ہندوستان میں ... عادت ہے جس کے
میں حقیقت ... معلوم ہوتی ... ہی ... ستعد
وہ ہو لیکن اب منظر ہے کیونکہ پہلا فتوی یہ دیا تھا
کہ مرزا قادیانی مرد صالح ہے وہ مرزا جس نے یہ دعوی کیا ہے
کہ ... حکم خدا کیطرف سے ... ہوا ہے ... اسکو
کے قریب) اور پھر یہ فتوی دیا کہ مرزا اہل ہوا اور بدعت
ہے باوجود دیکہ مرزا حضرت عیسی علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہتا
نعوذ باللہ پھر تو ... یہ فتوی دیا کہ خدا جھوٹ
بول سکتا ہے اور یہ مخالف ہے قول اللہ تعالی ... زیادہ
کوئی سچا نہیں اور اس مفتی نے ہندوستان میں ظہر بعد جمعہ کو
منع کر دیا باوجود دیکہ ہندوستان میں شرط سلطان جو حنفیہ کے
نزدیک ضروری ہے نہیں پائی جاتی اور نیز جواز شیخ عبد القادر

كثير مناسب لما قلناه فوقه بين الشامين ... مسافة
ذراع مثلا تزول تلك المقابلة بالانتقال اصلا
يمينا بقدر ... واذا وقعت بقدر ميل و فرسخ
لا تزول ... ذراع ... بعد ...
عن ديارنا بعد ... لتحقق مقابلة يمانية
مواضع كثيرة في مسافة بعيدة فلو فرضنا خطا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
... في وقت ... والبحر
الزاوية ... خط ... المستقبل
... التحقيق في جنس البلاد وخط آخر
على ... والمتين من جانب يمين المستقبل
وشماله لا تزول تلك المقابلة بالانتقال الى اليمين
والشمال على ... الخط ... كثيرة ...
العلماء ... البلاد على سمت واحد
... فيه ... اقوى لا ...
القطب ... الواقف خلف اذنه اليمنى
كان مستقبل القبلة ان كان بناحية الكوفة وبغداد

کہ اگر خط نکالا جاوے نمازی کے روبرو سے
تو وہ گذرے کعبہ پر سے اور جب تک کچھ حصہ
منہ کا کعبہ کی طرف رہتا ہے تو نماز درست
ہے ... چاہئے کہ اگر ویسا قائم کر
جو کعبہ کے نزدیک ہے تو تھوڑے سے
داہنے یا بائیں ہونے سے رخ بدل جاتا ہے
اگر نمازی کعبہ سے بہت دور ہے تو جہت داہنے
بائیں ہونے سے بدلتی نہیں کیونکہ دور
... اگر کوئی شئے ایک گز کے
فاصلہ پر ہے اسکے روبرو ہے اس سے
ایک گز داہنے یا بائیں ہونے سے مقابلہ دور
ہو جاتا ہے اگر کوئی چیز اس سے تین چار
کوس پر ہے تو اگر نمازی اپنی جگہ سے کچھ کم سو
گز داہنے یا بائیں ہو جاوے تب بھی وہ
شئے اسی طرح اسکے روبرو معلوم ہوتی ہے
چونکہ ہمارے شہر سے کعبہ ہزارہا کوس دور ہے
پس اگر کسی شہر میں خط تحقیق کیساتھ
سمت قبلہ کیطرف نکالا جاوے اور دوسرا
خط مقاطع یمین اور شمال کیطرف کھینچا جاوے
اس خط ثانی پر ... انکو سمت ...
کرنے سے سمت قبلہ نہیں بدلتی اسیواسطے علماء

لا تزول فی البلاد البعیدة عن مکة بالانتقال
الی الیمین والشمال بفراسخ کثیرة فضلا عن البعض
الطویل من بناء الکعبة کما قاله الفاضل الگنگوہی
الذی لا خبرة له بکتب الفقه ولیتنفعک نبذا
من عباراتهم قال فی الدر المختار ولغیره ای غیر
معاینها اصابة جهتها بان یبقی شیئ من سطح الوجه
مسامتا للکعبة او لهوائها بان یفرض من تلقاء
وجه مستقبلها حقیقة فی بعض البلاد خط علی
زاویة قائمة الی الافق مارا علی الکعبة وخط آخر
یقطعه علی زاویتین قائمتین یمنة ویسرة انتهی
وفی شرحه المسمی برد المحتار المعروف بالشامی
اعلم انه ذکر فی المعراج عن شیخه ان جهة الکعبة
هی الجانب الذی اذا توجه الیه الانسان یکون
مسامتا للکعبة او لهوائها تحقیقا او تقریبا ومعنی
التحقیق انه لو فرض خط من تلقاء وجهه علی زاویة
قائمة الی الافق یکون مارا علی الکعبة او هوائها
ومعنی التقریب ان یکون منحرفا عنها او عن هوائها
بما لا تزول به المقابلة بالکلیة بان یبقی شیئ
من سطح الوجه مسامتا لها او لهوائها وبیانه ان المقابلة
فی مسافة قریبة تزول بانتقال قلیل من الیمین
والشمال مناسب لها وفی البعیدة لا تزول الا بانتقال

اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے برخلاف اسکے فتوی دیا
کیونکہ ٹھیک طرف نماز پڑھنی کی جنوب ہیں بہت ۔ ازیں ہر
دونوں میں سے کسکا فتوی حق پر ہے بینوا توجروا ۔

جواب ۔ اس مسئلہ میں حضرت گنگوہی کی رائے دیکھا
باطل سمجھا مسئلہ کو میں مولوی عبد العزیز صاحب
لودیانوی حق پر ہیں کیونکہ مسجد مذکور میں فرق سمت
اس کی کے تو نماز جائز نہیں ہے بسبب اس کے کہ دو درجہ
نماز میں سمت قبلہ کی طرف متوجہ ہونا امر ضروری ہے [illegible]
کہ ایک خط فرض کیا جاتا نمازی کے سامنے سے جو کعبہ پر
گذرے کہ افق کو جا ملے اور ایک دوسرا خط فرض کیا جائے
یمین و یسار نمازی کے جو خط اول کو ایسا قطع کرے کہ دو زاویے
قائمہ کا او دونوں طرف پیدا ہوں تو ساتھ حرکت کرنے تو تیس درجہ
تک ہونا معاف ہے اور زمین پر سمت قبلہ میں فرق کو
مفقود قرار دینا فاضل گنگوہی کا خلاف ہے در مختار
اور شامی میں لکھا ہے جس کو کعبہ نظر نہیں آتا اسکے واسطے
یہ امر فرض ہے کہ نمازی کے منہ کا حصہ ٹھیک جانب کعبہ
کی طرف رہے [illegible]
کی طرف ہو [illegible]
اور [illegible]
سے قبل کہا [illegible]
طرف متوجہ ہو تو خانہ کعبہ [illegible]

فی عشرۃ فہم تمت فی خمسۃ وہٰؤلاء ان نصب
فریضتہم العشرۃ وسألوا ان الابن کم یستحق من
العشرۃ فافتی بانہ یستحق خمسۃ والبنتہم فہم یسلم
ذلک فیستفتی ان یثبت آخر علیہ علم الحساب فافتی
بانہ یستحق درہمین ونصف درہم فسلم ذلک لہ
ذکر مولانا عبدالحلیم فی کاشف الظلام ان فیصل لو
ماکان عالما من ہذا العلم کما یترشح من فحواہ
فافتی بغیر علم حتی دخل فی وعید حدیث افتوا
بغیر علم ضلوا فاضلوا۔ تمت

مسجد مذکور کی یہ وجہ نازل ہوئی۔ فتویٰ کا دینے والا
کو علم حساب کی واقفی بھی ضروری ہے
ایک شخص نے وہ ورثہ چھوڑ کر کہ کھوٹے
کا ٹھیکا لیا اور کھوٹے نے پانچ پانچ کو لیا چھوڑا
پھر شائع سے پوچھا جو ریاضی سے ناواقف تھا
پانچ پانچ دینے کو حکم دیا اسکا فتویٰ نامنظور ہوا پھر
شخص نے ریاضی دان سے پوچھا نے دو ڈھائی درہم کہا یہ فتویٰ
مانا گیا جو کہ فاضل لکھنوی بھی ریاضی کی خبر سے ناواقف تھے
فتویٰ دیکر وعید حدیث فضلوا فاضلوا میں آ گئے

الحمد للہ الذی نجانا من ہذہ الورطۃ العمیا وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین
والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ واصحابہ واتباعہ الی یوم الدین۔ اجمعین
خادم الاطبا۔ محمد ۔ باسمہ سبحانہ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان
شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد قدیم سے آباد ہے اور نمازی اُس محلہ میں اسقدر نہیں جو مسجد
میں جمع ہو کر نماز ادا کر سکیں۔ آیا ایسی مسجد کو گرا کر ایک اور مکان میں مسجد دوسری تعمیر
کرنی درست ہے یا نہیں اور نیز اس مسجد کے گرد نواح زمین موجود ہے اور داخل مسجد ہو سکتی
ہے۔ بینوا توجروا۔ فقط ۔ **جواب** ۔ اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا۔ بلا ضرورت
مسجد کا گرا دوسرے آباد کرنا ہرگز ہرگز درست نہیں۔ قال فی التفسیر الاحمدی ناقلا عن
الحاوی سئل ابوالقاسم عمن اراد ان ینقض مسجدا ویبنیہ احکم من بنائہ قال لا سبیل لہ الی ذلک
الا ان یخاف ہدمہ۔ انتہی وایضا فیہ من جامع الفتاوی مسجد ضاق باہلہ ولا یمکنہم ان یزیدوا
فقال رجل اعطونی المسجد ادخل فی داری واعطی مکانا من داری فی الجانب الآخر بعکم وجہ
خیر لکم لا ینبغی ان یعطوہ حتی ہذا المسجد فیشتغلوا عن ہذا المسجد فحینئذ لا باس بہ انتہی۔ ملخصا

وہمدان ونجعلها من الحجر على حافة الايسر من
بالعرق على نقطة الايمن وبالايمن قبالة المستقبل
مما يلي حاجبه الايسر بالشام ورواه فى المختصر
وطريق معرفة سمت القبلة مذكور فى كتب الباب
قال صاحب المختصر الحلبي نعني بسمت القبلة
نقطة فى الافق اذا واجهها الانسان كان
مواجها للكعبة فاذا كان طول مكة وعرضها اقل
من طول البلد وعرضه عددنا من محيط الدائرة
الهندية المستخرجة فى ذلك البلد المنقسمة
بثلثمائة وستين جزءا سبعة منها من نقطة الجنوب
بمقدار فضل ما بين الطولين الى المغرب من نقطة
الشمال ثم وصلنا ما بين النهايتين بخط مستقيم
وعددنا من نقطة المغرب الى الجنوب بقدر
فضل ما بين العرضين ومن نقطة المشرق
مثله ووصلنا ما بين النهايتين بخط مستقيم فيتقاطع
الخطان لا محالة فنخرج من مركز الدائرة خطا
مستقيما الى نقطة تقاطعهما وذلك الخط هو
على سمت القبلة انتهى يعني اساس المحراب عليها
انتهى مختصرا - واعلم ان من فنون رياضية
الهندسة استخرج اليها ارباب السقيا من العقوبة
روى ان الجلال شاجر جانا لسمة الجنوب عشرة

سے چند شہروں کی ایک ہی سمت مقرر کرنا
ہے ۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر تو خود اور
بغداد و ہمدان میں ہو تو قطب شمالی کو
داہنے کان کے پیچھے رکھے ۔ اور
داہنے [illegible] نقطہ کو [illegible] عراق
میں داہنے شانہ پر اور یمن میں قطب کو اپنے
روبرو بائیں طرف مائل اور شام والے
اپنے پیچھے رکھیں اور طریق معلوم کرنے سمت
قبلہ دہلی اور قرب و جوار قصبہ جودی وغیرہ
کا یہ ہے کہ ایک دائرہ زمین پر کھینچا جاوے
اور ایک خط جنوب سے طرف قطب شمالی کے نکالا
جاوے چونکہ طول دہلی کا ایک سو بارہ ہے اور
عرض اٹھائیس اور مکہ معظمہ کا طول ساٹھ اور ستر
اور عرض اکیس ہے پس نقطہ شمال در جنوب کے پینتیس
پینتیس درجہ مغرب کی طرف شمار کر کے ایک خط نکالیں
اسی طرح سات سات درجہ مغرب اور مشرق کی طرف
جنوب کی طرف شمار کر کے دوسرا خط نکالیں جہاں پر ان دو
خطوں کا تقاطع ہو اس طرف ایک خط مرکز دائرہ سے
نکالکر اس نقطہ تقاطع سے ملا دیں اور اس خط
پر نمازیوں کو نماز ادا کرنی چاہئے ۔ اور ظاہر ہو کہ
طرف شمال میں قطب شمالی کی طرف مغرب کی بالکل

عاصی اور عزیز اور غفلہ اور شیطان کے نام کو بدل ڈالا شارحین نے لکھا ہے کہ عزیز کا
نام اسواسطے بدلا کہ یہہ نام ذات باری کا ہے حیث قال غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
العاص والعزیز والعتلہ والشیطان انتہی مافی المشکوٰۃ اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم
میں لکھا ہے کہ جو اسما خدا تعالی کیواسطے خاص ہیں غیر خدا پر ان کا اطلاق کرنا حرام ہے
حیث قال فی باب تحریم التسمیۃ بملک الاملاک ان التسمیۃ بہذا الاسم حرام وکذا التسمی باسماء الله
المختصۃ بہ کالرحمن والقدوس والمہیمن وخالق الخلق ونحوہا تو کشامرہ میں بھی یہہ لفظ غیر خدا
کیواسطے موضوع نہیں بلکہ عوام غلطی سے عبد الاحد کے نام کو احد جو کرکے پکارتے ہیں
جیسا کہ عبد الستار عبد الغفار عبد الرحمن وغیرہ کو لفظ ستار غفار رحمن سے پکارتے ہیں
لیکن ذی علم لوگ بروقت تحریر احد جو نہیں لکھتے بلکہ عبد الاحد تحریر کرتے ہیں ایک شخص
اس شہر لودیانہ میں ذی علم بنام احد جو مشہور تھا لیکن سجل اسکول میں جہاں مہر اس کی
ثبت ہے عبد الاحد کے لفظ سے مرقوم ہے یہہ شخص عبد الواحد قوال کا والد تھا اور خواجہ احسن شاہ
صاحب کا رشتہ دار تھا اگر کسی کو مزید تحقیق منظور ہو۔ خواجہ صاحب موصوف سے تحقیق کرے
خلاصہ کلام بالا کا یہی ہے کہ اس قسم کے نام رکھنے درست نہیں اسی واسطے علماء دیندار
گمراہ جانتے ہیں اس شخص کو جو کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احد بے میم ہیں یعنی احد ہیں
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اطلاق احد کا گمراہی ٹھہرا تو باقی اہل اسلام پر
اطلاق کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ لفظ احد کا صرف اگرچہ غیر اللہ پر اطلاق
نہیں ہو سکتا لیکن جب شاہ کا لفظ اس سے ملا دیا گیا تو کیونکر منع ہو سکتا ہے۔ تو جواب اسکا یہہ ہے
کہ لفظ شاہ اصل نام پر زائد ہوتا ہے جیسے محمود شاہ احسن شاہ اسی طرح احد شاہ کا حال ہے
یعنے جیسے لفظ خان قوم افغان کے نام پر اضافہ کیا جاتا ہے ایسا ہی بعض کشامرہ اپنے نام سے پہلے
لفظ شاہ یا قادریا یا دین وغیرہ الفاظ اضافہ کر لیتے ہیں اصل نام کی اصلاح کیواسطے
ان الفاظ کو کچھ دخل نہیں۔ ومن ادعی خلافہ فعلیہ البیان واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم محمد لودیانوی

واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم محمد لودیانوی • **باسمہ سبحانہ** - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اسماء الٰہی ہیں کسی نام کو بھی کسی شخص کا نام رکھنا جیساکہ اہل کشامرہ میں رحمان احمد عزیز وغیرہ ناموں سے نامزد ہوتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور چونکہ حضرت علیؓ کا نام بھی اسماء الٰہی سے ہے اس سے سند پکڑ کر رحمن واحد عزیز وغیرہ کو درست قرار دینا صحیح ہے یا نہیں - بینوا توجروا - فقط • **جواب** - اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا - اسماء الٰہی دو قسم ہیں ایک قسم وہ ہے کہ خدا تعالیٰ اور بندوں پر بولنا اُن کا درست ہے - جیساکہ اسم علیؓ اور رشید کا - قال فی الدر المختار جاز التسمیۃ بعلی ورشید وغیرہما من الاسماء المشترکۃ ویراد فی حقنا غیر ما یراد فی حق اللہ تعالیٰ لکن التسمیۃ بغیر ذلک فی زماننا اولی لان العوام یصغرونہا عند النداء انتہی - دوسرا قسم وہ ہے کہ اطلاق غیر ذات باری پر بالکل درست نہیں جیساکہ رحمن اور احد اور عزیز اس قسم کے نام سے کسی شخص کو نامزد کرنا منع ہے - تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ اسم احد کا خاص خدا تعالیٰ کیواسطے ہے - حیث قال قال الازہری لا یوصف شیئ بالاحدیۃ غیر اللہ تعالیٰ لا یقال رجل احد ولا درہم احد کما یقال رجل واحد ای فرد بل احد صفۃ من صفات اللہ تعالیٰ استاثر بہا فلا یشرکہ فیہا شیئ صفات اللہ تعالیٰ اما ان تکون اضافیۃ کقولنا عالم قادر واما ان تکون سلبیۃ کقولنا لیس بجسم ولا بجوہر وقولنا اللہ یدل علی مجامع الصفات الاضافیۃ وقولنا احد یدل علی مجامع الصفات السلبیۃ فکان قولنا اللہ احد تاما فی افادۃ العرفان الذی یلیق بالعقول البشریۃ انتہی مختصرا - قسطلانی و تیسیر القاری بخاری شریف کی شرحوں میں لکھا ہے کہ لفظ احد نہیں استعمال کیا جاتا - کلام مثبت میں غیر خدا پر حیث قال احد لا یستعمل فی الاثبات علی غیر اللہ تعالیٰ فیقال اللہ احد ولا یقال زید احد انتہی - ما فی القسطلانی - احد را استعمال نمیکنند در اثبات بر غیر اللہ تعالیٰ انتہی - ما فی تیسیر القاری - اور قاموس میں لکھا ہے کہ لفظ احد خاص خدا تعالیٰ ہی کے واسطے ہے - حیث قال والاحد لا یوصف بہ الا اللہ سبحانہ تعالیٰ لخلوص ہذا الاسم بہ تعالیٰ - انتہی ما فی القاموس - مشکوۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اقدام کرد و کسی خوشنود اکثر ہم باشد و مدح آنحضرت بثنا السبوحی خود متوجہ و انند مثل فقیر در قفس
است کہ ذبیحہ او مثل ذبیحہ مرتد ست **سید محمد یعسوب علی جعفری** المجیب مصیب **محمد مخدوم**
اصاب من اجاب **مشتاق احمد** **محمد فضل رحمن خان** رائی کولی اللہ در المجیب یا اخند مسکین
علاؤالدین کوم والہ **حکمت شاہ** ساکن لودیانہ **قاضی ثناء اللہ**
پانی پتی نے ترجمہ فارسی ارشاد الطالبین میں لکھا ہے مسئلہ جو اہل بیگویند کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی
شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی شیئاً للہ جائز نیست و اگر گویند یا الٰہی بحرمت
خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی حاجت من روا کن حضائقہ ندارد انتہی **قاضی حمید الدین**
ناگوری نے توشیح میں لکھا ہے۔ منہم الذین یدعون الانبیاء والاولیاء عند الحوائج والمصائب
باعتقاد ان ارواحہم حاضرة تسمع النداء وتعلم الحوائج وذلک شرک قبیح وجہل صریح قال اللہ تعالیٰ
ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ الآیہ۔ اس مضمون کی عبارات اکثر کتب معتبرہ میں بہت
ہیں اور ایک فتویٰ منع جواز یا شیخ میں علماء حال نے دیا ہے اور اسکو حاجی اسمٰعیل صاحب
بنگلوری نے مرتب کروا کر مطبوع کروا دیا ہے یا انشاء اللہ عنقریب کروا دینگے۔ اس میں مسئلہ
النیر اہ تفصیلاً لکھا گیا ہے اور راقم عاجز کی بھی اس میں بہت وسیع تحریر ہے۔ واللہ
یہدی من یشاء الی صراط المستقیم۔ الراقم **محمد** لودیانوی۔ **باسمہ سبحانہ**۔ کیا فرماتے
ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص لوگوں سے زمین گروی لیکر اس
زمین کی پیداوار کھاتا ہو آیا شرعاً گروی سے فائدہ اٹھانا جائز ہے یا نہیں۔ **جواب**
اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا۔ گروی سے نفع اٹھانا ہرگز درست نہیں۔ قال فی الشامی
یا ما تقدم عن جواہر الفتاویٰ من انہ لا یحل لہ ان ینتفع بشیء منہ بوجہ من الوجوہ
وان اذن لہ الراہن۔ یعنے کسی وجہ نفع کھانا گروی کا شرعاً درست نہیں اگر کوئی اعتراض
کرے کہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ مالک کی اجازت سے تو درست ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ
کہ اگر راہن ان دونوں کے نفع اٹھانے کی شرط نہ کی ہو۔ قال فی الشامی اذا کان مشروطا

باسمہ سبحانہ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص بعد نماز معروف بغداد کی طرف اقدام بنام شیخ عبد القادر جیلانی کے کرے [illegible] اس کام کو ذریعہ حصول [illegible] قرار دے اور معمول بہ طریقہ قادریہ کا جانے اور شیخ عبد القادر جیلانی کو ہر جگہ حاضر و ناظر جانے - شرعاً ایسا شخص کیا ہے [illegible] بینوا توجروا -

جواب - اللہم [illegible] ایسا شخص [illegible] الملتہ [illegible] قبل ان ضرب الاقدام بعد الصلوٰۃ نحو العراق [illegible] واقعان [illegible] تعالیٰ [illegible] السالکین [illegible] السالکین [illegible] المشائخ العظام من نحو ضرب الاقدام بعد الصلوٰۃ نحو [illegible] فی واقع المسلمین من تصنیف افضل المتاخرین ابراہیم بن محمود [illegible] تعالیٰ علیہم اجمعین - آنکہ بنابر عادت خود [illegible] ہجرت میکنند [illegible] ضرب الاقدام نحو العراق بعد الصلوٰۃ آیا بمجرد این قول ثابت شود یا نہ - این فعل از جہت [illegible] باشد و ایشان معذور باشند یا نہ - **جواب** - فی کتبہ محمد بن محمود الکلی [illegible] علیہ - فی کتبہ ابو المفاخر بن محمود البلخی - فی کتبہ محمد بن طاہر بخاری فی کتبہ یوسف بن محمد [illegible] فی کتبہ مظفر بن منصور البلخی فی کتبہ محمد بن فخر الدین الحلوانی فی کتبہ عبد العزیز بن نجم الدین [illegible] فی کتبہ ابراہیم بن اسمٰعیل النیشاپوری فی کتبہ محمد بن ابی بکر البسمی فی کتبہ علی بن محمد [illegible] حمید الدین ناگوری [illegible] محاکمات الطالبین انتہیٰ - اس مضمون کا فتویٰ علمائے دہلی وغیرہ نے بھی قبل غدر کے دیا تھا - نام نامی انکے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں - محمد سعد الدین

محمد عبد الرب	محمد برکت اللہ	نوازش علی	سید رحمت علی خان	[illegible]	[illegible]
فقیر خواجہ ضیاء الدین	[illegible] الجواب	عبد القادر	الجواب صحیح کتبہ	محمد عبد الرزاق سہارنپوری	

بر قول مدارج السالکین فتویٰ است و نماز در عقب [illegible] [illegible] است [illegible]

یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ فقط۔ **جواب**۔ اللہم ہدایۃ الحق حقا و الباطل باطلا۔ بیع کے وقت سکوت
کرنا مالک کا ملکیت کو فوت نہیں کر دیتا بخلاف اقرار کرنے کے یعنے اگر کوئی قریبی
مالک کا اقرار کرے اور غائب خاموش رہے تو اس صورت میں مالک کی ملکیت کو زوال
نہیں پہنچتا۔ لما جاء فی الاشباہ و شرحہ للحموی سکوتہ عند بیع قریبہ اقرار بانہ لیس لہ وفیہ
بالبیع لانہ لو کان عاریۃ او رہنا لا یکون اقرارا اجماعا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم محمد لودیانوی +

باسمہ سبحانہ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زکوٰۃ کا مال
دینا ایسے شخص کو جو کبھی نماز پڑھتا ہو اور کبھی ترک کرتا ہو شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ فقط +

جواب۔ اللہم ہدایۃ الحق حقا و الباطل باطلا۔ ایسے شخص کو جو نماز ہمیشہ ادا کرتا نہیں لیکن
اس امر کو اچھا نہیں جانتا بلکہ ترک نماز کو برا جانتا ہے زکوٰۃ کا مال دینا شرعاً درست ہے
لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تؤخذ من اغنیائہم وترد الی فقرائہم یعنے حاکم مال زکوٰۃ
کا مالدار مسلمانوں سے لیکر ان مسلمانوں کو دے جو محتاج ہوں بلکہ جو شخص مالدار ہو اور
اس پر قرض برابر مال کے ہو اسکو بھی زکوٰۃ کا مال دینا شرعاً درست ہے قال فی الہدایہ
و مدیون لا یملک نصابا فاضلا عن دینہ۔ انتہی۔ واللہ اعلم اتم محمد لودیانوی +

باسمہ سبحانہ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ
ایک نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کی والدہ نے کر دیا اور وہ لڑکی اپنے شوہر کے گھر میں
رہی اور شوہر اسکا اس سے مجامعت کرتا رہا۔ بعد ازاں وہ لڑکی بالغہ ہو گئی اور اپنا نکاح
فسخ کرانا چاہتی ہے اور شوہر اسکا عذر کرتا ہے کہ بوقت بلوغ میرے پاس رہی ہے اور بالغہ
ہوتے ہی اس نے فسخ کرانے نکاح کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس واسطے اب اسکا حق
فسخ کرانیکا شرعاً باقی نہیں ہے۔ بینوا توجروا۔ فقط۔

جواب۔ اللہم ہدایۃ الحق حقا و الباطل باطلا۔ زوجہ مذکورۃ الصدر کا حق فسخ کا شرعاً باقی ہے کیونکہ قبل
بلوغ کے موطوءہ ہونے سے وہ ثیبہ میں شرعاً داخل ہو گئی اور ثیبہ کو حق فسخ کا آخر عمر تک باقی رہتا ہے

[illegible] پہلے گردی میں نفع تھا جو [illegible]

زمانہ حال میں گردی میں شرط نفع کی کیجاتی ہے۔ لہذا نفع کھانا گردی کا ہرگز درست نہیں قال

[illegible] الناس انہم یریدون عند الدفع الانتفاع ولولاہ لما اعطاہ

الدراہم وہذا بمنزلۃ الشرط انتہی مختصرا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم محمد لودیانوی۔

باسمہ سبحانہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں [illegible]

میں ایک قاضی ہے گاؤں والے بروقت جنازہ یا نکاح پڑھانے [illegible] ضرورت ہوتی ہے وہاں

[illegible] عید کی نماز پڑھ کر [illegible]

[illegible] نماز [illegible] تو جب [illegible]

عید کی نماز [illegible]

جائز ہے یا نہیں [illegible]

کوئی نماز [illegible]

چونکہ نماز عید [illegible]

اِن دونوں [illegible] مالک [illegible]

[illegible]

[illegible]

واجب ہے [illegible] دوبارہ پڑھنا [illegible]

اور [illegible] عیدگاہ میں چند نماز عید کے درست نہیں [illegible]

پیچھے نماز عید جو واجب الادا ہے۔ ہرگز درست نہیں ہوتی۔ [illegible] کتب فقہ میں مذکور ہے

واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم محمد لودیانوی۔ **باسمہ سبحانہ**۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع

متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص کی جنازہ کو [illegible] نہیں [illegible] کردے

اور یہ شخص عالم سکوت میں [illegible] ہو [illegible] ملکیت [illegible]

تو لازم نہیں ایسا ہی بھائی بہن کا نفقہ جو کسب نہ کر سکیں یا کسب کرنے میں انکا ننگ و ناموس
جاتا رہے اختیار پر لازم ہے مہمان نوازی میں خرچ کرنا غنی کو لازم ہے غنی کو اپنی قدر دریافت
میں خرچ کرنا شرعاً درست ہے بشرطیکہ اسراف نہ ہو مشاہرہ جو سرکار سے مقرر ہے اس میں کسی
حقدار کا حق نہیں کہ اسکو تقسیم کریں وہ فقط نان نفقہ لابدی کے حقدار ہیں خواہ وہ نقد
روپیہ سب کا ہو سکے یا جنس میں باقی میں انکا کوئی حق نہیں ہے جو زوجہ یا فرزند
ہو یا اولاد ذرینہ علوم مروجہ مدارس انگریزی میں تعلیم پاتے ہوں ان کا خرچ لازم نہیں
بلکہ ایسے خرچ کرنے میں ثروت گناہ کا ہے۔ کذا فی الرد المختار وغیرہ من کتب الفقہ واللہ
اعلم وعلمہ اتم۔ راقم محمد نور دیانوی۔

باسمہ سبحانہ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص کی موچھ یا
بسبب کسی عارضہ کے نہ ہو جاوے یا ابتدا سے اسکی ریش نہ نکلی ہو اور عمر اسکی بیس سال کی ہو گئی۔
ہو تو ایسے شخص کی امامت مثل امرد کے مکروہ ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط

جواب۔ اللہم ارنا الحق حقا و الباطل باطلا۔ ایسے شخص کی امامت جائز ہے بلا کراہت نماز
اس کے پیچھے درست ہے۔ جیسا کہ رد المختار شرح در المختار المعروف بشامی میں ہے۔ اھ

وفی الحاشیۃ السئل من الفتاوی الحنفیۃ بمصر العلامۃ الشیخ عبد الرحمن بن
عیسی المرشدی عن شخص بلغ من السن عشرین سنۃ و تجاوز حد الانبات ولم ینبت عذارہ
فہل یخرج بذلک عن حد الامردیۃ وخصوصاً قد نبت له شعرات فی ذقنہ تؤذن بانہ لیس
من مستحقی الانبات فہل حکمہ فی الامامۃ کالرجال الکامل ام لا اجاب سئل العلامۃ الشیخ احمد بن یونس
المعروف بابن الشلبی من متاخری علماء الحنفیۃ عن مثل ہذہ المسئلۃ فاجاب بالجواز من غیر کراہۃ
وناہیک بہ قدوۃ واللہ اعلم وکذلک سئل عنہا المفتی محمد تاج الدین القلعی فاجاب کذلک
انتہی حاصل معنی اس عبارت کے یہ ہیں کہ جس شخص کی ریش نہ آئی ہو اور عمر اسکی
کی بیس سال کی ہو گئی ہو۔ اس کے رخسارے بالکل صاف ہوں ذقن پر کوئی

کما قال فی الدر المختار خیار الصغیر والثیب اذا بلغا لا یبطل بالسکوت بل بالصریح رضا او دلالة علیہ کقبلة ولمس ولا یبطل بقیامها عن المجلس لان وقته العمر انتہی وفی رد المحتار المعروف بالشامی والثیب شمل ما لو کانت ثیبا فی الاصل او کانت بکرا ثم دخل بہا ثم بلغت کما فی البحر وغیرہ انتہی وفی الہدایة ولا یبطل خیار الغلام ما لم یقل رضیت وکذلک الجاریة اذا دخل بہا الزوج قبل البلوغ انتہی۔ واللہ اعلم علمہ اتم الراقم خادم الطلبا محمد لودیانوی +

باسمہ سبحانہ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ ایک شخص کا نکاح ہوا تین سو روپیہ نقد و پچاس روپے کا زیور مہر مقرر ہوا تین سو روپیہ میں سے نصف ایک سو پچاس روپیہ و کل زیور پچاس روپے کا مہر معجل اور باقی ایک سو پچاس روپیہ غیر معجل ہے۔ آیا منکوحہ مہر معجل کا دعوی شوہر اپنے اور اسکے گھر بیٹھ کر کرسکتی ہے یا نہیں بینوا توجروا۔ فقط +

جواب۔ اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا۔ زوجہ مذکورہ بابت مہر معجل کے دعوی کرسکتی ہے قال فی الدر المختار ولہا منعہ من الوطی والسفر بہا لاخذ ما بین تعجیلہ من المہر کلہ او بعضہ واللہ اعلم وعلمہ اتم الراقم خادم الطلبا محمد لودیانوی ۔

باسمہ سبحانہ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو تیس روپیہ تنخواہ کے ملتے ہیں اسکی زوجہ و پانچ فرزند اور ایک دختر اور ایک چچا حقیقی ضعیف العمر نابینا اور ایک بھائی حقیقی بیکار بعمر ۵۰ سالہ ہیں ان نفقہ انکا اسکے ذمہ ہے یا نہیں اور کل تنخواہ صرف انہیں پر خرچ کرنی لازم ہے یا نہیں اور جو دو بیٹے بڑے مدرسہ میں تعلیم پاتے ہیں انکا خرچ شرعا اسکے ذمہ ہے یا نہیں +

جواب۔ اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا۔ ہر شخص کے ذمہ امیر ہو یا غریب نفقہ اپنی زوجات واولاد صغار کا لازم ہے۔ اور اولاد ذرینہ بالغوں کا نفقہ اگر تحصیل علوم دینیہ میں مستغرق ہیں او صاحب رشد ہوں واجب ہے اور چچا جو نابینا ہو اسکا نفقہ شرعا اسکے لازم ہے۔ بھتیجے اگر خرچ کنندہ صاحب نصاب ہو تو بحر شرعا ان نفقہ بھتیجے چچا کا لازم ہے اور اگر محتاج [illegible]

جواب - [illegible] شخص کو [illegible] پہنچا دے جس سے اسکا قول
[illegible] کے [illegible] صادر ہوئے ہوں [illegible] کی طلاق شرعاً نہیں پڑتی جب کہ [illegible]

[illegible] الا [illegible]

[illegible] کے طلاق واقع نہیں ہوتی - اور اہل
حدیث [illegible] باطل ہے کسی امام نے ایسا
نہیں کیا [illegible] صاحب دہلوی نے اپنی کتاب عقد الجید میں لکھا ہے کہ جو شخص
[illegible] مذہب سعید بن
المسیب [illegible] وجہ [illegible] انتہی -
[illegible] اگر [illegible] طلاق کو کوئی شخص
[illegible] ہوتی چونکہ صورت مذکورہ
میں [illegible] طلاق [illegible]
نہیں ہوتی - [illegible] احتیاط کیا جاوے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] جیسا کہ سامری کے
[illegible] قریب ستر ہزار
آدمی کے قتل [illegible] تعالیٰ نے اس آیت میں [illegible] قال موسیٰ لقومہ یٰقوم
[illegible] انفسکم [illegible] بارئکم فاقتلوا انفسکم ذالکم خیر لکم عند بارئکم [illegible]
شخص [illegible] مسلمان [illegible] کیونکہ
[illegible] حکومت اسلام میں ایسا کوئی

کوئی بال نہ ہو اور ہو یا نہ ہو ایسے شخص کی امامت بلا کراہت جائز ہے امرد کا حکم اسپر عاید نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم
وعلمہ اتم حررہ الراقم خادم الطلبا محمد لودیانوی۔ باسمہ سبحانہ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع
متین اس مسئلہ میں کہ ایک بھینس بیائی اور بصورت خنزیر بچہ پیدا ہوا وہ بچہ پیدا ہوتا ہی مار ڈالا گیا آیا
اس صورت میں اس بھینس کا دودھ پینا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط۔ جواب۔ اللہم ارنا الحق
حقا والباطل باطلا۔ صورت مذکورہ میں بھینس کا دودھ پینا بالاتفاق جائز ہے اسکی حلت میں کسی کو
کلام نہیں البتہ اُسکے بچہ کی حلت حرمت میں اُسوقت اختلاف ہے جسوقت اُس بھینس کا کسی حرام
شے سے جفت ہونا ثابت ہو لیکن دودھ اُس صورت میں بھی بالاتفاق درست ہے۔ مولوی
عبداللہ صاحب نے باران انوار میں مسئلہ مسعودی سے نقل کیا ہے کہ اگر کتا بکری سے جفت
ہوا اور بچہ اگر بصورت کتی کے پیدا ہو تو حرام ہے اور اگر بکری کی شکل پر پیدا ہو تو حلال ہے اور اگر
بکرا کتیا سے جفت ہوا وہ بچہ بالکل حرام ہے الغرض صورت مذکورہ میں جفت ہونا کسی شے حرام
کا بیان نہیں کیا گیا۔ لہذا اُسکے بچہ پر بسبب صورت کے حکم حرمت کا نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم
وعلمہ اتم الراقم خادم الطلبا محمد لودیانوی۔ باسمہ سبحانہ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان
شرع متین اس مسئلہ میں کہ شہر خالص کے کپڑے سے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں اور شہر ریشم کی قسم
میں سے ہے یا نہیں بینوا توجروا۔ جواب۔ اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا۔ شہر بموجب
نفائس اللغات کے ریشم کا ادنیٰ قسم لکھا ہے اگر فی الحقیقت یہ ریشم سے ہے تو اسکا استعمال مرد کو
درست نہیں۔ عورتوں کو درست ہے۔ نماز کی خصوصیت نہیں ہر وقت استعمال اسکا شرعا مرد پر
ناجائز ہے۔ اگر کوئی تحقیق اسکی غیر ریشم ہونیکی پایہ ثبوت کو پہنچا دے۔ تو اُس وقت حکم اسکا جیسا
مناسب ہوگا بموجب کتب فقہ دیا جاویگا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم محمد لودیانوی۔ باسمہ سبحانہ کیا فرماتے
ہیں علماء دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے نہایت غصہ میں آکر یکبارگی طلاق
دو تین لیکن اپنی زوجہ کو مخاطب نہ کیا اور نہ اسکا نام لیا۔ ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں
اگر ہوئی ہے تو ایک واقع ہوتی ہے جیسا اہل حدیث کا مذہب ہے یا تین جیسا مقلدین کا ہے بینوا توجروا فقط

ان الانحراف یسیر شرقی او غربی [illegible] الکعبۃ [illegible] قلیل [illegible]

[illegible] بحیث [illegible] العمود [illegible] الکعبۃ [illegible]

یقابل [illegible] مقابلۃ [illegible] من عبارۃ الدرر لکن [illegible] الانحراف

[illegible] فی [illegible] بالکلیۃ بان یبقی شیئ من

سطح الوجہ [illegible] الانحراف المذکور انتقال یسارا فی الانتقال

[illegible] بالکلیۃ [illegible] فی الانتقال المذکور کذلک لا تزول بہذا الانحراف

بخلاف [illegible] الذی اراد ذالک المفتی بحیث یصیر القطب الشمالی سامتا لصدر المصلی

فتزول المقابلۃ بالکلیۃ [illegible] تزول المقابلۃ بالکلیۃ [illegible]

[illegible] بالکلیۃ [illegible] الی الطرف الایسر [illegible]

[illegible] سطح [illegible] بالکلیۃ [illegible]

بالکلیۃ و ذلک [illegible] انتہی خلاصہ ۔ فتوی مذکورہ کا یہ ہے کہ جو مولوی رشید احمد صاحب

نے بابت مسجد [illegible] کی جانب شمال قطب سے سات درجہ شرق کی طرف کو مائل

ہو جواز کا فتوی دیا تھا اس کی تردید ہم ایک فتوی میں شائع کر چکا ہے پھر مولوی گنگوہی

نے ایک فتوی [illegible] رجوع [illegible] یا زیادہ مائل شرق کی جانب ہو جس سے سینہ

مصلی کا قطب شمالی یا جنوبی کی طرف ہو جاوے تب بھی نماز درست ہے یہی مطلب عبارت

[illegible] کا ہے جس کو [illegible] نہیں سمجھے ہیں اس کی تردید میں راقم نے یہ تحریر کیا کہ کل

[illegible] کے نزدیک جیسے کہ بحر تبیین [illegible] در مختار وغیرہ میں موجود ہے

مولوی گنگوہی نے غلطی کھا کر معانی صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح قرار دیا ہے دیکھو صاحب

در مختار نے عبارت [illegible] کے یہ معنی کئے ہیں کہ مصلے کے سینہ کی طرف سے ایک خط

لمبا کھینچا جاوے [illegible] دوسرا خط قاطع کرنے والا اس خط کو [illegible] تا کہ

[illegible] کھینچا جاوے اس خط ثانی پر مصلے کا حرکت کرنا یمین یسار کی طرف تا ازکو منحرف

شخص کرے اور اُس سے تائب نہ ہو تو اُسکو حاکم اہل اسلام اپنے حکم سے قتل کروا دیوے لیکذا فی
کتب الفقہ من الہدایۃ وغیرہا واللہ اعلم وعلمہ اتم ۔ الراقم خادم الطلبا محمد لودیانوی ۔ باسمہ سبحانہ ما قول
العلماء الربانیۃ والفضلاء الحقانیۃ فیمن افتی بجواز الصلوۃ فی مسجد الذی فی اطراف المیل الی شمال الی
القطب الشمالی الی الشرق بقدر سبعۃ اذرع بدلیل ان الانحراف وان کان زائدا کثیرا علی السبعۃ
بحیث یکون صدر المصلی نحو القطب الشمالی او الجنوبی مثلا لا یبطل الصلوۃ کما یدل علیہ ما قال الطحطاوی
والشامی من المشرق حاشیتہما علی الدر المختار اذا تیامن او تیاسر یجوز فان وجہ الانسان مقوس
فعند التیامن او التیاسر یکون احد جوانبہ الی القبلۃ انتہی ۔ فان ہذہ العبارۃ صحیحۃ فی ان الانحراف
وان کان اربعۃ عشر فما دام لا یفسد الصلوۃ فضلا عن ان یکون سبعۃ اذرع ۔ بینوا توجروا ۔
جواب ۔ اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا ۔ لا شک فی بطلان فتواہ لان انحراف الصدر عن
القبلۃ مفسد للصلوۃ اتفاقا بالغیر عذر کذا ذکرہ صاحب الدر المختار فی شروط الصلوۃ ولیس
المراد من عبارۃ الدر ان الانحراف المذکور بدلیل ان صاحب الدر المختار ذکر فی شرح قول مصنفہ
ولغیرہ اصابۃ جہتہا بان یبقی شیء من سطح الوجہ مسامتا للکعبۃ او لہوائہا بان یفرض من تلقاء
وجہ مستقبلہا حقیقۃ فی بعض البلاد خط علی زاویۃ قائمۃ الی الافق مارا علی الکعبۃ وخط آخر
یقطعہ علی زاویتین قائمتین یمنۃ ویسرۃ ثم قال اذ ثبت فیہ بعض التیامن والتیاسر
فی عبارۃ الدرر وقال الشامی فی شرح ہذا القول بما حاصلہ ان ما ذکرہ المصنف بان یبقی شیء
من سطح الوجہ آہ مع فرض الخط علی الوجہ الذی قررناہ ہو المراد بما فی الدرر من التیامن والتیاسر ای
لیس المراد منہ ان یجعل الجہۃ عن یمینہا ویسارہا اذ لا شک حینئذ فی خروجہ عن الجہۃ بالکلیۃ
بل المفہوم مما قدمناہ عن الدرر من التعبیر بحصول زاویتین قائمتین ہو قال المتنقل بعین
الکعبۃ بحیث او یسارا لا یبقی ولکانت احد الجانبین حادۃ والاخری منفرجۃ بہذہ الصورۃ وافاد
ان المراد بالتیامن التیاسر الانتقال عن عینہا الکعبۃ الی جہۃ الیمین او الیسار لا الانحراف انتہی والصدر
بحیث ہذا شاہد علی ان المراد ہو الانتقال فقط فہم فصل الشامی بالتفصیل الذی قلنا ہو معروف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

جواب

[illegible] روایات کتب فقہ حنفیہ [illegible]

[illegible] وفی مجمع النوازل نقلا عن المضمرات

[illegible] معلومۃ قیمۃ شئی

[illegible] بالاجماع وفی المحیط یعنی مثل

[illegible] کتاب مجمع النوازل میں [illegible] مضمرات اور محیط سے یہ نقل کیا ہے [illegible]

[illegible] بالاجماع وفی شرح الہدایۃ ولو کان [illegible]

[illegible] وجمیع ذبیحہ وثمنہ [illegible]

[illegible] حرام بالاتفاق

اور شامی نے اسکی شرح میں لکھا ہے کہ اسکے ... نہیں ہیں کہ ... بچھے ہیں یا بیا کہ طرف
پھکرنا بچا پڑھنا درست ہے کیونکہ اس میں خارج ہونا ... نماز ... قبلہ سے بالکل جو مفسد نماز
ہے پس قول مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا سراسر غلط ہے ... واللہ یہدی من یشاء الی صراط المستقیم واللہ
اعلم الراقم خادم الطلبا محمد داؤد بادری ◆ باسمہ سبحانہ - کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں
کہ اگر ایک عورت بیان کرے کہ میں نے اپنا پستان دختر ... کے منہ میں دیا تھا مگر دودھ پیا یا نہ پیا
مجھکو یاد نہیں سوا اسکے اور کوئی شہادت نہیں ہے تاکہ اس دختر نے اسکا دودھ ہمارے رو برو پیا ہو
آیا شرعا اس دختر کا عقد پسر عورت پستان دہندہ کے ساتھ جائز ہے یا نہیں - بینوا توجروا - فقط
جواب - اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا - دختر مذکورہ کا نکاح پسر عورت مذکورہ سے درست ہے
کیونکہ حکم رضاعت کا جب تک کہ دو مسلمان نیک بخت یا دو ... نہ ہوں اور ایک ... شہادت
نہ دیں ... دودھ پینے کی ... شرعا جاری نہیں ہوتا - کما قال فی ... ترجمہ ...
ہو شہادة عدلین او عدل وعدلتین - انتہی - باسمہ سبحانہ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین و
مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو لڑکا یا لڑکی بعد دو برس کے ... سال ... کی عورت
کا دودھ پیوے تو اسپر احکام رضاعت کے شرعا جاری ہونگے یا نہیں اور رضاعت ... ہر
مرضعہ یا کسی اور کی شرط ہے یا نہیں فقط - جواب - اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا - شرعا
مدت رضاعت کی ڈھائی سال سے زیادہ نہیں اور احکام رضاعت کے اسی پر جاری ہونگے
جس نے اسی مدت کے اندر دودھ پیا ہو بعد اسکے دودھ پینے سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا اور
دودھ کا پلانا بھی اس مدت کے بعد درست نہیں اور اسواسطے حکم رضاعت کے رضاعت کی ...
کی شرط نہیں ہے - قال فی الدر المختار الرضاع ہو مص ثدی آدمیة فی وقت مخصوص ہو حولان
ونصف عنده وحولان عندهما وهو الاصح ويثبت التحريم في المدة فقط ولم يبح الارضاع بعد مدته انتهى ...
رضاعت شرعا ... پستان ... ڈھائی سال ... عمر ... ہے اور ... مدت ...
اندر اسی مدت کے اندر تحریم ثابت ہوتی ہے اور بعد اسکے دودھ کا پلانا درست نہیں ... بندہ ...

[illegible] زیادہ [illegible] ثابت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اور صاحب طبقات [illegible]

[illegible] ایک کتاب [illegible]

[illegible] کیا بلکہ [illegible] سال سے [illegible] استنباط

[illegible] بالتخمین والتقدیر استنباط کیا جاوے [illegible]

[illegible] ایلاج فی الدبر [illegible] واغلام بھی لکھا

[illegible]

[illegible] مثلبات سے [illegible]

[illegible] جیسے غلہ [illegible] جنس کپڑا وغیرہ کو اُسکو نرخ بازار سے گراں

کرکے بیع کرنا [illegible] ہوا ہے کیونکہ جب خداتعالی نے مثلاً اُس کا نرخ فی من ایک روپیہ

رکھا اور تم نے اُسکو ڈیڑھ سوا روپیہ کو بیچا تو چار آنہ خداتعالی کے نرخ مقرر کئے

ہوئے سے تم نے زائد لئے تو یہ چار آنہ ضرور بالضرور زیادتی خالی عوض سے ہے

جسکو عربی میں ربوا اور فارسی میں سود اور ہندی میں بیاج کہتے ہیں اور جو اشیا

والناس عنہا غافلون یعنے شامی شرح ہدایہ میں لکھا ہے اگر نرخ کپڑے کا بازار میں دس گز ہے یا غلہ کا نرخ دس صاع ہے اس نرخ سے کم کرکے ادھار بیچنا اتفاقاً حرام ہے اور لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں وفی ابراہیم شاہی رجل باع نقفیۃ حنظۃ وسعرہ فی البلد ثمانیۃ یجوز عند بعضہم والصحیح المختار انہ لا یجوز لانہ بیع خال عن العوض وہو ربوا یعنے فتاوی ابراہیم شاہی میں ہے کہ جو شخص ایک نقفیہ حنطہ کو دس درہم کی قیمت سے کسیکو دے اور حالانکہ نرخ اس کا شہر میں آٹھ درہم ہے بعض نے ایسی بیع کو جائز کہا ہے صحیح اور مختار عدم جواز ہے کیونکہ یہ بیع خالی عوض سے ہے اسکا نام سود ہے خلاصہ مطلب ان عبارات کا یہ ہے کہ جس چیز کا نرخ بازاری ہو جیسے غلہ تو اس کے نرخ کم کرکے ادھار بیچنا درست نہیں کیونکہ نرخ بازاری غلہ کا خداتعالے کی طرف سے ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے المسعر ہو اللہ یعنے نرخ مقرر کرنیوالا خدا ہی ہے پس جس شخص نے بازاری نرخ سے زیادہ پر ادھار دیا وہ دو وجہ سے گنہگار ہوا وجہ اول یہ ہے کہ خداتعالی نے جو نرخ مقرر کیا تھا اس سے بھی کم کردیا وجہ دوسری یہ ہے کہ جسقدر اس نے بازاری نرخ سے زیادہ مقرر کیا ہے وہ مدت کی قیمت ہے اور مدت کی قیمت درست نہیں کیونکہ مدت کوئی شئی نہیں بلکہ وصف ہے اور وصف کے مقابلہ میں ثمن نہیں ہوتا قال فی الکفایۃ وذلک عقیاض عن الاجل وہو حرام لان الاجل صفۃ کالجودۃ والاعتیاض عن الجودۃ لا یجوز فکذا عن الاجل یعنے کفایہ میں لکھا ہے کہ اجل کا عوض لینا حرام ہے کیونکہ اجل مثل جودت کے وصف ہے جودت کا عوض حرام ہے اسیطرح اجل کا عوض بھی حرام ہوا اگر کوئی شخص واسطے جواز بیع مذکور کے یہ دلیل پیش کرے کہ ہدایہ میں لکھا ہے انہ یزاد الثمن لاجل الاجل اور عنایہ میں ہے ان الاجل شیء یزاد فی الثمن فیکون کذا بزیادۃ مقدار الاجل

جواب

اللھم ارنا الحق حقا والباطل باطلا ایک جنس اناج کی دیگر دوسری
جنس کے عوض میں بطور قرض یعنی شرعاً درست نہیں جیسا کہ درمختار میں
لکھا ہے القرض ھو عقد مخصوص یرد علی دفع مال مثلی
لآخر لیرد مثلہ یعنے قرض ایک عقد ہے جو وارد ہوتا ہے اوپر دینے اس
مال کے جو مثلی ہو کسیکو تاکہ وہ دیوے اسیطرح کا مال ولا عبرۃ بغلائہ ورخصہ
اور نہیں اعتبار گران اور ارزان ہونے نرخ کا یعنے اگر وقت لینے جنس کے
ایک من گیہوں کا نرخ تھا اور جب مالک کو دیگی تو اسوقت نرخ اس کا دو من ہوگیا
تب بھی اسیقدر گیہوں دیجاویگی جسقدر اس سے لیگئی تھی نرخ کے کم زیادہ ہونیکا
اعتبار نہیں غرض غیر جنس کا لینا دینا معاملہ قرض میں شرعاً حرام ہے اور یہ معاملہ قبیلہ بیع
سے نہیں بلکہ قرض کا معاملہ ہے اسیواسطے اسکو عرف میں جنس بولتے ہیں اگر بالفرض
اسکو بیع میں داخل کیا جاوے اور گیہوں کا کیلی ہونا بموجب روایت امام اعظم
اور امام محمد کے بیان کیا جاوے جس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے ملک
میں مکئی وغیرہ وزنی ہیں پس اُنکی بیع بسبب اختلاف جنس اور قدر کے بطور
قرض اور ادھار دونوں شرعاً جائز نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ بموجب روایت
امام ابو یوسف کے کیلی اور وزنی ہونے میں علی الاطلاق عرف کا اعتبار ہے جیسا کہ
درمختار میں لکھا ہے وعن الثانی اعتبار العرف مطلقا ورجحہ
الکمال وخرج علیہ السعدی افندی استقراض الدراہم عددا
وبیع الدقیق وزنا فی زماننا یعنی بمثلہ وفی الکافی الفتوی علی عادۃ الناس
واقرہ المصنف حاصل مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ امام ابو یوسف کے
نزدیک عرف کا اعتبار ہے گیہوں وغیرہ سب اس میں برابر ہیں اسی واسطے

مثلی نہیں ہیں مثل اونٹ گھوڑا انکا سے بیل وغیرہ انکا نرخ بازاری مقرر نہیں ہوتا
جو قیمت مابین متعاقدین کے مقرر ہو جاوے وہی اُس کا ثمن مقرر ہو جاتا ہی
ایسی چیز کو اگر کوئی اودھار گراں قیمت پر بیچ ڈالے تو اُس پر ربوا کا اطلاق ہرگز
نہیں ہو سکتا کیونکہ انکی قیمت بسبب خواہش اور عدم خواہش خریدار کے کم
زیادہ ہو جاتی ہے اصلی قیمت اُسکی کوئی مقرر نہیں ہے دیکھو بعض اوقات میں
ایسا اتفاق پڑتا ہے کہ کسی نے ایک گھوڑا کسی شخص سے قرضاً پچاس روپیہ کو
خرید لیا دوسرے شخص نے فوراً وہی گھوڑا سو روپیہ اُدھار کے ساتھ خرید کر کے
تیسرے شخص کو ایکہزار قیمت پر نقد دیدیا ایسی چیزوں کو اگر کوئی نقد اور اودھار
میں فرق کر کے بیع کرے تو یہاں کسی صورت سے بیاج نہیں ہوتا کیونکہ نقد پر
کم دینے سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ اُس نے اپنی چیز کم قیمت کو دیدی اور قرض کی
صورت میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نے اپنی چیز پوری قیمت پر بیچنے کی نیت سے
اودھار دیدی غرض ایسی صورتوں میں فریق ثانی کی عبارتوں کا محل ہو سکتا ہو
پس بیچنا گیہوں وغیرہ اناج کا کم نرخ کر کے بطور قرض کے درست نہیں اور نہ کل قرض
جر نفعاً فہو حرام بھی اسکی تائید کرتا ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم
الراقم خادم الطلبا محمد لودیانوی عفی عنہ۔

باسمہ سبحانہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص مکئی کسیکو
قرض دے اور اُسکے عوض میں گیہوں لینے کرے آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں
بینوا توجروا۔

استعمال کرتے تھے۔ جیسا بعض روایات میں آیا ہے کان یتبع اثر الغائط الاحجار ثم یتبع الاحجار الماء تھے۔ یعنی پہلے پاخانہ کی حالت میں جب تین بار
کرتے تین کلوخ سے پاک کرتے ساتھ ساتھ طہارت کرتے تھے۔ پیشاب کے بعد پانی کا
ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ پاخانہ کی نجاست جسم دار ہے صرف کلوخ سے پاک ہونا
اسکا دشوار ہے بخلاف پیشاب کے کیونکہ اس میں صرف کلوخ سے بھی بلا دشواری پاکی
حاصل ہو سکتی ہے۔ عن علی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان عمر اذا بال
قال ناولنی شیئا استنجی به فاناوله العود او الحجر او یاتی حائطا یمسح به او یمسه الارض
قال البیہقی ہذا اصح ما فی الباب کذا نقل الشیخ عبد الحق فی فتح المنان کلوخ لیکر ٹہلے
بعد میں استعمال پانی کا کرے اس واسطے کہ شاید قطرہ نکل آجاوے اور اس ٹہلنے میں بہت
اختلاف ہے چار سو قدم سے تا دس قدم تک اور بعضے علماء نے جتنے سال گذرے
ہوں اتنے قدم ٹہلنے کا حکم دیتے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ آدمیوں کی طبیعتیں
مختلف ہیں جیسے جسکی تسلی ہو جاوے کہ اب ہم پاک ہوئے وہی معتبر ہے
بعد اسکے پانی سے تین مرتبہ عضو مخصوص کو بائیں ہاتھ سے پاک کرے اگر یہیں
میسر ہووے تو صرف لفظ کلوخ سے [illegible] ہے۔ نقل مشہور ہے کہ امامیہ شیعہ پیشاب
کرنے کے بعد مثل غیر مقلدین کے کلوخ کا استعمال نہیں کرتے تھے ایک دفعہ ایک بادشاہ سنی
تھا [illegible] شیعہ تھے جب وہ اپنے مذہب کے موجب پیشاب سے فارغ ہوتے
تو [illegible] کرواکر دیکھا انکا حکم دیا بعد ازاں دونوں کے پائجامے کھلوا کر جب
امتحان کیا تو شیعہ کا پائجامہ پیشاب آلودہ پایا اور سنی کا پائجامہ بسبب استعمال
کلوخ پاک ہوا۔ پس سنی شیعہ سے بازی لے گیا اب بھی اگر ایسا شک ہو تو خود
امتحان کرے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

ابو [illegible] خادم الطلبہ محمد عفی عنہ

بموجب دین اہل اسلام کا درہم [illegible] نہیں ہے [illegible] حضرت کے
وقت میں چاندی سونا [illegible] پیسوں کا [illegible] آپ [illegible]
[illegible] ہمارے ملک میں جو اہل اسلام کا جاری ہے اور کتاب [illegible] لکھا ہے
کہ فلوس [illegible] پیدا ہوا [illegible]
[illegible] جو شخص [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] خلاف [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] بموجب تحقیق [illegible]
[illegible]

الراقم خادم الطلبہ محمد [illegible] عفی عنہ دیوبندی

باسمہ سبحانہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین [illegible]
[illegible] مستعمل [illegible] ثابت ہے یا نہیں

جواب

اللهم ارنا الحق حقا والباطل باطلا - کلوخ کا استعمال [illegible] علی الاطلاق [illegible]
[illegible] قرآن سے ثابت ہے قال الله تعالیٰ فيه رجال يحبون ان
يتطهروا والله يحب المطهرين اس آیت [illegible]
آیت [illegible] کی تعریف [illegible] کلوخ [illegible]

نزدیک ایک اہل حلال آمدنی کی صورت ہے پس جو شخص ایسے مال کو حرام قرار دیوے سخت غلطی پر ہے احادیث میں جو مذمت آئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ایسے کام پر جو شخص مقرر کئے جاتے ہیں وہ اکثر لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔ قال فی المجمع بما حاصله ان للامام ونوابه من السعاة والعشر ولاية اخذ الصدقة ... بعض من اموالهم صدقة الاية وفي التبيان ان من شروح وما ورد من ذم العاشر محمول على من ياخذ اموال الناس ظلما كما يفعله الظلمة اليوم وروى ان عمر اراد ان يستعمل انس بن مالك على هذا العمل فقال له استعملني على المكس من عملك فقال الا ترضى ان اقلدك ما قلدنيه رسول الله صلى الله عليه وسلم انتهى ملخصا والله اعلم وعلمه اتم۔ الراقم خادم الطلباء محمد لودیانوی۔ بالمیہ سبحانہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کھانا آگے رکھکر قرآن پڑھنا جو عرف عام میں ختم کے نام سے مشہور ہے آیا یہ فعل سنت ہے یا مستحب یا بدعت حسنہ یا سیئہ بینوا توجروا

جواب

اللهم ارنا الحق حقا والباطل باطلا۔ ختم مذکور نہ سنت ہے نہ مستحب نہ بدعت حسنہ بلکہ بدعت سیئہ ہے کیونکہ سنت اسکو کہتے ہیں جس فعل کو آنحضرت نے کیا ہو ہمیشہ یا کبھی کبھی ختم بطریق مروجہ ایک بار بھی ساری عمر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بروقت تنگی خوراک لشکر کے اصحابوں کو حکم دیا تھا کہ جو کچھ تمہارے پاس کھجور وغیرہ باقی ہے اسکو میرے پاس لے آؤ جب سب لے آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالی سے دعا مانگی کہ اے خداوند اپنے فضل وکرم سے اس میں برکت دے سو خدا تعالی نے دعا آپکی قبول فرمائی اس تھوڑی خوراک کو دیر تک کھاتے رہے یہ آپکا معجزہ تھا ختم نہیں تھا جس میں ختم قرآن سے فراغت پاکر کھانیکو جلد ختم کردیتے ہو سنت سمجھتے ہو نہیں سمجھتے ہیں تو تم لوگ کبھی چاند کو دو ٹکڑے کرکے اپنی طرف اتار لیا کرو تا کہ اس سنت سے بھی محروم نہ رہو وہاں بھی عذر کرو گے کہ یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا ہم میں یہ طاقت کہاں یہی امر اس صورت میں موجود ہے پس جیسا چاند کا دو ٹکڑے کرنا سنت

باسمہ سبحانہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو چنگی کا روپیہ آتا ہے اسکو بعض اہل علم نے بسبب اس کے کہ حدیث میں اس کام کرنے والے کے حق میں وعید شدید وارد ہے حرام قرار دیا ہے آیا یہ قول انکا صحیح ہے یا نہیں بینوا توجروا

جواب

اللهم ارنا الحق حقا والباطل باطلا چنگی کے روپیہ کو علی الاطلاق حرام قرار دینا بالکل غلط ہے فقہ کی کتابوں میں چنگی کے محصل کو عاشر لکھتے ہیں ایک باب میں جداگانہ چنگی لینے کے قواعد بیان کئے ہیں قال فی شرح الوقایۃ العاشر هو من نصب علی الطريق لاخذ صدقة التجار ويأخذ من المسلم ربع العشر ومن الذمي ضعفه ومن الحربي العشر ان بلغ ماله نصابا انتهى اس سے ثابت ہے اس کا اصل جو ذکر کیا جاوے کسی راستہ پر واسطے لینے زکوٰۃ تجار کے بشرطیکہ مسلمان سے چالیسواں حصہ اور ذمی سے ... حربی سے بیسواں حصہ اور تاجر کا جو مال کہ ... دو سو درہم سے کم نہ ہو - اور جو کچھ مال عاشر نے ... علماء و قضاۃ اور لشکر کی تنخواہوں میں صرف کرنا درست ہے قال فی الدر المختار وما اخذ منهم بلا حرب ومنه تركة الذمي وما اخذ العاشر منهم مصرفه مصالحنا ككفاية العلماء والقضاة ورزق المقاتلة انتهى خلاصہ یہ ہوا کہ جو لیا جاوے کافروں سے بغیر لڑائی کے اور اس میں داخل ہے جو ذمی اپنا ترکہ چھوڑ جاوے اور جو حاصل کرے ان کافروں سے زکوٰۃ لیا جاوے خرچ اس روپیہ کے مصالح اہل اسلام ہیں جیسا کہ علماء اور قضاۃ کا خرچ اور لشکر اسلام کی تنخواہ جو خرچ کیا جاوے تحقیق کے ملاحظہ کرنے سے ناظرین کو خوب معلوم ہو گیا ہو گا کہ ان چنگیوں کا ...

[illegible] قرآن [illegible] نکالنا [illegible]
[illegible] نہیں ہے [illegible] اعتقاد رکھنے
سے [illegible] حضرت [illegible] یعنی علی ناصر رضی اللہ
عنہ [illegible] یہدی من یشاء الی
صراط مستقیم [illegible]

الراقم [illegible] ابو محمد

باسمہ سبحانہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قبر پر حافظوں کو قرآن مجید پڑھنے
کے واسطے بٹھانا اور انکو اجرت روپیہ پیسہ کرنی آیا شرعاً جائز و درست ہے اور کیا وصیت کرنی
درست ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

جواب

یہ امر ناجائز ہے فقہاء نے اسکو باطل و ناجائز لکھا ہے یا شرعاً درست نہیں اور ایسی وصیت بھی باطل ہے
فقیہ محمد میں لکھا ہے۔ ولو اوصی من المیت بالاطعام والضیافۃ بعد موتہ او بان یعطی
للصلحاء والقراء من یقرؤن القرآن لروحہ او یسبحوا او یہللوا لہ کلہا بدع منکرات باطلۃ
والمأخوذ منہا حرام للآخذ وہو عاص بالتلاوۃ والذکر لاجل الدنیا انتہی ملخصاً
فی التاتارخانیۃ لا معنی لہذہ الوصیۃ ولصلۃ القاری بقراءتہ لان ہذا بمنزلۃ
الاجرۃ والاجارۃ فی ذلک باطلۃ وہی بدعۃ ولم یفعلہا احد من الخلفاء وقد
ذکرنا مسئلۃ تعلیم القرآن علی استحسان انتہی یعنی للضرورۃ ولا ضرورۃ
فی الاستئجار علی القراءۃ علی القبر ولا ینکر ذلک الا مکابر او جاہل لا یفہم
کلام الائمۃ وما استدل بہ بعضہم علی الجواز بحدیث البخاری فی اللدیغ
فخطأ لان [illegible] الرقیۃ [illegible] الذی [illegible]
[illegible] الاستئجار علی الختم [illegible]

میں داخل نہیں ہے علاوہ یہ بھی کہ مسجد نبوی سوائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وقت تعین
اور تخصیص اس واسطے نہیں کہ قرون مشہود لہا بالخیر میں اس کا رواج و ثبوت نہیں [illegible]
کھانا پکا کر کے سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
طعام کیوں نہ شروع کر دیتے تھے [illegible]
کیا تعجب ہے [illegible]
سے کیا ثابت ہوا اور نیز حدیث شریف میں [illegible]
ہیں [illegible] گوشت نہیں [illegible] آج کل مردوں کا یہ حال ہے کہ
اکثر [illegible] روٹی ہوتی ہے [illegible] پڑھ کر کھانا کھاتے ہیں اور کبھی [illegible] وغیرہ عمدہ
کھانے موجود ہوں تو [illegible] چند ملا جمع ہو کر [illegible] بہت آوازی سے
پڑھتے ہیں غرض کلام الٰہی دو روٹی کے بدلے فروخت کرتے ہیں [illegible] ہوتا ہے۔
ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا یعنے مت فروخت کرو آیات میری کو [illegible] اگرچہ
یہ آیت یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی تھی لیکن باعتبار معنی کے ایسی صورتوں کو بھی
شامل ہے بموجب قاعدہ اصول العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص المورد [illegible] کبیری
میں فتاوی بزازیہ سے نقل کیا ہے کہ قراءة القرآن عند [illegible] الطعام لیتے مکروہ ہے
قرآن کا پڑھنا [illegible] اسی واسطے بہت سے ہندوستان اور پنجاب کے عرب
[illegible] بلاد اسلامیہ [illegible] نہیں اگر یہ امر [illegible] ہوتا
تو سب [illegible] اسلامیہ [illegible] ہوتا [illegible] جب [illegible]
ہیں وہاں [illegible] کھانا [illegible] جب کوئی شخص [illegible]
للہ دیتے [illegible]
وجہ [illegible]
پڑھتے [illegible] ایسا [illegible]

قبر پڑھنے کے سبب سے کافر نہیں ہوتا ہے بلکہ بصورت قرآن کا پڑھنا منع ہے قبر پر یا گھر پر جو شخص بوقت زیارت قبر پڑھے یعنی یا دوست کی قبر پر کچھ قرآن پڑھکے ثواب پہنچاوے سو وہ بہت نیک امر ہے غرض جیسا کہ زنا کاری کا پیشہ حرام ہے ایسا ہی یہ پیشہ مردار ہے کیونکہ یہ دونوں اجارہ بذات خود باطل ہیں یہ خلاصہ ترجمہ شامی کی عبارت کا ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم

الراقم خادم الطلبا محمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک سماۃ [illegible] مسلمان طوائف جو [illegible] راتم سنگر والی رام پور ہو کے پاس اول بطور طوائف کچھ مدت بعد اپنا دین اسلام چھوڑ کر مرتدہ ہو کر اس سے اپنا عقد نکاح بموجب رواج سکھوں کے کروا کر رہتی رہی بعد مرنے سردار کے مسلمان ہو کر اپنے مال حرام سے جو سردار مذکور وغیرہ سے حاصل کیا تھا ایک اکل برتن کی خرید کر کے بغرض خیرات رکھ دیا ہے - آیا ایسی برتنوں کا اہل اسلام کو استعمال کرنا یہ خیال کر کے کہ اسمیں کوئی چیز جس کا کھانا شرعاً حرام ہے ڈالی نہیں جاتی جس طرح اور لوگ برف پانی سے طیار کرتے ہیں یہاں بھی اسی طرح منتی ہے شرعاً جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

جواب

اللھم ارنا الحق حقا والباطل باطلا - چونکہ کل مال اسکا جو اس نے بذریعہ پیشہ یا ازدواج سے حاصل کیا ہے شرعاً درست نہیں کیونکہ جو اس نے بذریعہ عقد ارتداد کی حالت میں حاصل کیا ہے وہ بھی شرعاً حرام ہے اس واسطے کہ مرتدہ کا عقد کسی فرد بشر سے مسلمان ہو یا کافر درست نہیں

قال فی الہدایۃ ولا یجوز ان یتزوج المرتد مسلمۃ ولا کافرۃ ولا مرتدۃ وکذا لا یتزوج المرتدۃ مسلم ولا کافر انتہی یعنی مرتد کا کسی عورت سے اور مرتدہ عورت کا کسی مرد سے شرعاً نکاح درست نہیں پس ازدواج کی حالت میں بھی وہ زنا کار ہی رہی اور حرام مال سے نفع

[illegible]

مما اتفق علیہ اہل المذہب قاطبۃ قال تاج الشریعۃ فی شرح الہدایۃ ان القرآن بالاجرۃ لا یستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری وقال العینی فی شرح الہدایۃ ویمنع القاری للدنیا والآخذ والمعطی آثمان ولیس بعد ہذا علی القول بکراہۃ القرآن علی القبور ... صاحب الہدایۃ ... قریب لہ وقد احسن ... من القرآن ... لا تستحب ... علی المعاصی باصل کذلک العبادات ... فلا یستحق الاجرۃ فی تعلیمہا انتہی

خلاصہ ما ذکرہ صاحب رد المحتار المعروف بالشامی۔ یعنی شامی میں لکھا ہے کہ وصیت میت کی کہ بعد موت کے بعد اسیر روز یا بعد ہی لوگوں کو کھانا کھلایا جاوے اور بڑا قبر پر جو میری روح کے واسطے قرآن پڑھ کر ثواب پہنچاوے ... کچھ نقدی دی ... یا تسبیح اور تہلیل کا ثواب پہنچاوے ... حسب الوصیۃ ... ان سب کو بدعات سیئہ قبیحہ میں ... اور ... پہنچانا حرام ہے اور پڑھنا اس کا واسطے دنیا حاصل کرنے کے معصیت ہے اور ... نہیں ہے ... کیا جاتا ہے وہ بمنزلہ اجارہ کے ہے اور یہ اجارہ باطل اور بدعت ہے نہیں کیا اس کو کسی نے چاروں میں سے اور مسئلہ تعلیم قرآن کی اجرت کا درست ہونا ... کے واسطے ... اور ... کے واسطے اجرت پر قرآن پڑھانا کی ضرورت نہیں اور ... سورہ فاتحہ کا پڑھنا اجرت پر جو ... ہیں جو ... ثواب نہیں ہوتا کیونکہ وہ بطور ایصال ثواب نہیں بلکہ بطریق ... اور دوسرے سے عبادت نہیں ہے اور جو بعض نے کہا ہے کہ قرآن کی اجرت ... ہے کہ لینی درست نہیں باطل مذہب متفق علیہ کے برخلاف ہے اور تاج الشریعۃ نے کہا ہے کہ اجرت پر قرآن پڑھنے سے نہ میت اور نہ پڑھنے والا کوئی بھی مستحق ثواب کا نہیں ہوتا اور عینی نے کہا ہے کہ دنیا کے واسطے قرآن پڑھنے ... اجرت دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہیں

دوشی کی بیع حصیل ان کو اس سے برف خریدنی درست ہے جیسے زمین کا کوئی
مکان نامعلوم ہووے تو بھی آباد ہونا جانیت محسب کی زمین پر بنانا جائز ہے اسی طرح
بیچنی درست ہے والله اعلم بالصواب حررہ محمد ابراہیم و محمد حسین [illegible] عنہ
سے خریدی درست ہے جو [illegible] ہو [illegible] جاوے [illegible] مسلمان لوگ [illegible]
کرنا جائز ہے والله اعلم بالصواب حررہ ابو الحسن عفی عنہ۔

سید محمد ابراہیم	سید محمد ابو الحسن	سید محمد نذیر حسین

قاعدہ مسلمہ ہے کہ حرمت دو قسم ہے حرمت لعینہ اور حرمت لغیرہ دونو اصل حرمت [illegible]
ہونے میں یکساں ہیں پس جو چیز کہ وسیلہ و ذریعہ حرام سے حاصل کی گئی ہو وہ اس [illegible]
نفسہ کوئی چیز حرام نہیں ہو تو بھی تشبہا حرام ہے پس بنا علیہ حضرت مفتی صاحب نے
حرمت لعینہ پر مدار کار رکھکر اس برف کو حلال کہا نہایت خبط و ناشی از قلت تدبر یا غایت
تعصب ہے کیونکہ اگر ایسی پیدا ہو تو ہزارہا محرمات حلال ہو جاویں۔ کما لا یخفی علی المتدین
فعلی المستفتی اَنْ لَا یَغْتَرَّ بِقَوْلِ ذالک المفتی فَاِنَّ الرجال تعرف بالحق لا الحق
بالرجال۔ محمد عبد الحق ملتانی۔

[illegible] مولوی عبد العزیز [illegible]
[illegible]
[illegible] رشید احمد صاحب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کیا جاتا ہے [illegible] رشید احمد صاحب نے کوئی

اٹھانا شرعاً درست نہیں اور یہ حجت کرنی کہ وہ رنڈی مثل [illegible] کے [illegible] ہے علیحدہ بھی ہو چکی
حرام کس طرح ہوگئی بالکل بے دینی ہے شرعی احکام میں عقل کو دخل دینا درست نہیں نہ
اپنی والدہ اور بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے میں عقل کیا قباحت ہے نکاح مخصوص شخص کی
حاجت روائی کے واسطے جائز ہے پس ایسی بہت مثل جانوروں کے ہیں جن کو محرمات
شرعیہ سے بچ کرنے میں تامل نہ کرنا چاہئے نعوذ باللہ منہا پس اس مسئلہ کو ملاحظہ کر لیجیے
شخص [illegible] مومنین دین کو کہ یہ رنڈی کی عادت [illegible] قال اللہ تعالیٰ وتعاونوا علی
البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان [illegible] یہ شخص [illegible] پر مددگار اور [illegible]
ذکر [illegible] جب یہ شخص کو [illegible] کے ساتھ معاملہ کرنے والا شرعاً گنہگار ہے اور نیز حدیث
میں وارد ہے [illegible] خبیث یعنی زنا کا مال خبیث ہے [illegible] اس مسئلہ [illegible] طیب
مال خبیث [illegible] کے معاوضہ میں نہیں [illegible]
الشرعیۃ [illegible] العقد الذی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ الراقم خادم الطلبہ محمد۔

جواب دوم: قول جو اوپر [illegible] مرقوم ہوا ہے جس [illegible] کا
اور مال [illegible] تبدیل مال خبیث کا مال [illegible]
[illegible] ہیں کیونکہ یہ تبدیل نصاً حرام ہے قال اللہ تعالیٰ لا تتبدلوا الخبیث بالطیب
الآیہ نیز حدیث میں ہے من اتقی الشبہات فقد استبرأ لدینہ الحدیث و
ما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ الراقم عبد العزیز عفی عنہ
[illegible] دہلی

مسلمان عورت کو زنا کا پیسہ لینا مطلق حرام ہے اور جو مال حرام سے [illegible]

وحرم فلا يتزوج مرتد مسلمة ولا كتابية ولا مرتدة ولا تتزوج المرتدة مسلما ولا كافرا ولا مرتدا یعنے

مرتد نکاح نہ کرے مسلمان عورت کو اور کتابیہ اور مرتدہ کو اور نکاح نہ کرے مرتدہ کے ساتھ کوئی مسلمان اور نہ کافر اور نہ مرتد اسیطرح یہ مسئلہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے در مختار اور اسکی شرح شامی میں لکھا ہے - وصح تصرفات المرتدة من مبايعة ونحوها بخلاف المرتد فيبطل منها ما يعتمد الملة وهي خمس النكاح والذبيحة والصيد والشهادة والارث انتهى ترجمہ یعنے مرتدہ کے تصرفات مالی اگرچہ برخلاف مرتد کے نافذ ہیں لیکن نکاح اور ذبیحہ اور شکار اور شہادۃ اور وراثت جنمیں دین کا ہونا ضروری ہے دونوں یعنے مرتد اور مرتدہ کے ناجائز ہیں - عبارات مذکورۃ الصدر سے صاف ظاہر ہے کہ فتویٰ مولوی غلام رسول صاحب امرتسری کا در بارہ جواز نکاح مرتدہ بالکل غلط ہے اگر کسیکو اسکی صحت کا دعویٰ ہو تو وہ دلائل کو پیش کرے مولوی عبدالعزیز صاحب نے دوسری مخالفت کیطرف بھی اشارہ کیا تھا اگر کوئی اس فتویٰ مولوی غلام رسول امرتسری کو ثابت کر دے تو میں اپنی جائداد جو آٹھ ہزار روپیہ کی ہے اسکو دیدونگا ورنہ خواجہ عبدالصمد خلف محی الدین اپنی کل جائداد کو مساجد کی تعمیر میں خرچ کر دینگے مدت ہوئی لیکن طرف ثانی سے کوئی جواب نہیں آیا اب بھی اگر کوئی تحقیق کے درپے ہو تو ہم اسی اقرار پر قائم ہیں بشرطیکہ حکم حرمین کو منصف مانا جاوے اور ایک اقرار نامہ جانبین کی طرف سے تحریر ہو کر سرکار میں حسب ضابطہ رجسٹری ہو جاوے تا کہ جانبین کو پیچھے سے فیصلہ ثالثی کے موقع حجت کا باقی نہ رہے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم - خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمارے بھائی اہل فقہ کو راہ راست پر لاوے تا کہ حق کو باطل سے جدا کرنے میں انکو قدرت حاصل ہو

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ خرچی زانیہ کی جو ناجائز عورتیں لوگوں سے مقرر کرتی ہیں وہ امام ابوحنیفہ کے مذہب میں حلال ہے جیسا کہ بحرالرائق شرح کنز و چلپی حاشیہ شرح وقایہ میں

الکسبات قال في المحيط ما اخذته بمقابلة اجر المثل لا يطيب اجرته حتى ان ما اخذته الزانية

ان كان بعقد الاجارة فحلال عند الامام الاعظم لان اجر المثل طيب وان كان بغير عقد فحرام

سند تحریر نہیں کی سواسطے مسئلہ [illegible] ثابت نہیں ہوتا [illegible] ثبوت مسئلہ مذکورہ
کے واسطے کافی ہے۔ چنانچہ مولوی غلام رسول صاحب نے جو سند تحریر کی ہے

وفی الزیادات المرتد اذا تصرف ان کان تصرفا ینفذ من المسلم ینفذ منها
وان کان تصرفا لا ینفذ من المسلم [illegible] تصرفات [illegible]
[illegible] بجمیع [illegible] الخ
قال بعضهم بیع [illegible] الا [illegible] فی المنتقی
الخ [illegible] وهو مزید انتہی عن البحر۔ [illegible] تصرفات [illegible]

ہونے سے جو اس عبارت میں [illegible] نکاح بھی [illegible]
اور جو مال [illegible] عبارت
مذکورہ سے کل تصرفات [illegible] نکاح بھی [illegible]
[illegible] میں یعنے بیع شری [illegible] درست ہے اور [illegible]
بحوالہ [illegible] تصرفات [illegible] واسطے [illegible] زیادات کی نقل کی ہے۔ حیث
قال صاحب البحر فبین تلک العبارات [illegible] المرتدة لا یزول
ملکها عن مالها بلا ضمان فیجوز تصرفها فانها لم تقتل بالاجماع لانها لا تقتل
انتہی ما فی البحر۔ حاصل ان دونوں عبارتوں کا یہ ہے کہ مرتد کا اپنے مال میں تصرف کرنا شرعا
جائز نہیں یعنے مرتد اگر اپنے مال کو بیچے یا اپنے مال سے کوئی شئ خریدے تو شرعا جائز
نہیں اور اگر مرتدہ اپنے مال کو بیچے یا خریدے تو درست ہے اسی واسطے شرع میں بیع کی مثال
زیادات میں دی گئی ہے غرض اس عبارت زیادات سے نکاح مرتد کا شرعا جائز قرار دینا
مولوی غلام رسول صاحب کا بالکل غلط ہے بجز اس کے شرح کنز میں جس سے مولوی صاحب
مذکور نے سند پکڑی ہے لکھا ہے کہ مرتدہ کا نکاح کسی فرد بشر سے درست نہیں حیث قال

فی قول المصنف ولا ینکح مرتد ولا مرتدة احدا وعبر باحد فی سیاق النفی لیفید

شیعوں کی حرمت متعہ میں بھی اسی سے حکم نزول ... وجوب ... متعہ

والمعنی یحرم بخلاف الثانی وجہ الی عطل فانہ لا اجر فیہ ۔ متعہ کی حرمت جو قطعی و یقینی

ثابت ہو چکی ہے ... مدت میں استعمال کرنے سے ... موجودی ... ہے اور

... استعمال کرنے سے بھی ... نہیں جیسا کہ کسی شخص نے ایک عورت

سے نکاح کرکے ... تو یہ نکاح باطل ہے ... نہیں ...

میں کہ ... باطل ... کالعدم ... حکم

تب نہیں ہوتا اس کا ... تحقیقات ... صاف ... متعہ

... باطل کا حکم ... حرمت جب ...

... اتفاقی ... حرام ہونے میں امام صاحب کا اختلاف

فقط ... کسی فعل ... کرکے ... کرلی ہو

... صریح زنا کو ... اسیواسطے علماء

محققین نے اسکی حرمت پر اجماع امت کو نقل کیا ہے ذکرہ العینی فی شرح البخاری

تحت حدیث نهی النبی ... علی النکاح المحرم فان کان ...

السابقة ... فانه ... من المحرم ... اجمع علی تحریمها ... فیه

بین المسلمین انتهی قال العلامة النووی فی شرح صحیح مسلم ... وما اتفقوا

علی الزنا ... حرام باجماع المسلمین وکذلک اجمعوا علی تحریم ...

المتعة للنساء والثانی ... والذی جاء من النبی ... بالزنا ...

لا بالنزل ... انتهی حاصل ان عبارتوں کا یہ ہے جو چیز پہلے نکاح حرام کے

دیجاوے جس نکاح سے جماع کرنا جائز نہ ہوسکے وہ بالکل حرام ہے اور اسکے حرام ہونے پر کل

... دین و اہل اسلام کا اجماع ہے کوئی امام اسکو حلال نہیں کہتا ایسا حکم ہے ...

... اور ... پر اور ... جو حدیث میں صحیح آیا ہے ...

عندہما وان کان بغیر عقد فحرام اتفاقاً انتہٰی وفی مجمع وقف بحر وان استاجرا مرأۃ لیزنی بہا واعطاہا
باخذہ لانہ فی اجارۃ فاسدۃ فیطیب لہ وان کان السبب حراماً انتہٰی ملخصاً ترجمہ اسکے جواب
میں یہ کہینگے کہ ان عبارتوں سے خرچی کے روپیہ کا حلال طیب ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ
ماحصل ان عبارات کا یہ ہے کہ اگر کسی عورت کو بطور اجرت پیسنے یا کاتنے پر مقرر کیا اور نیز
یہ بھی شرط کرلی کہ میں تیرے سے زنا کرونگا تو ایسی صورت میں امام اعظم کے نزدیک اجر مثل
کا دینا آتا ہے یعنے جس کام کے واسطے اسکو مقرر کیا تھا اس کام کی اجرت بطور رواج کے
دینی پڑیگی کیونکہ یہ اجارہ اگرچہ جائز کاموں کے واسطے کیا گیا تھا لیکن بسبب شرط زنا کے
فاسد ہوگیا اور اجارہ فاسدہ میں مزدوری رواجی اگر مزدوری مقررہ سے زیادہ نہو دینی آتی ہے
اسی بنا پر امام اعظم رحمۃ اللہ نے اجر مثل کو حلال طیب فرمایا صاحبین کے نزدیک بھی اجارہ
فاسدہ میں اجر مثل حلال ہے لیکن صورت مذکورہ انکے نزدیک اجارہ فاسدہ میں داخل نہیں
یعنے اگرچہ ظاہر اس نے پیسنے یا کاتنے پر اجارہ قرار دیا ہے لیکن دراصل اسنے زنا
کرنے پر اجرت مقرر کری ہے یعنے زنا ہی کو معقود علیہ ٹھہرایا ہے اور ایسا اجارہ شرعاً قسم
باطل سے ہے اور اجارہ باطل میں عوض بالاتفاق حرام ہے وفی الکنز والوقایۃ وفی المتون
لایجوز الاستیجار علی الغناء والنوح والملاہی والمعاصی انتہٰی ملخصاً قال صاحب البحر الرائق
لایتصور استحقاقہا بالعقد فلا یجب علیہ الاجر وان اعطاہ ولم یقبضہ لایحل لہ ویجب علیہ ردہ
علی صاحبہ انتہٰی حاصل اس عبارۃ کا یہ ہے کہ معصیت پر اجارہ کرنا شرعاً درست نہیں کیونکہ
جس چیز پر اجارہ واقع ہوتا ہے اس چیز میں مستاجر کا شرعاً حق قائم ہوجاتا ہے اگر وہ چیز شرعاً
درست ہو جیسا کہ ایک شخص کو کپڑا سینے پر مقرر کیا اگر کپڑا سلا اسکا حق اسپر قائم ہوجائیگا کیونکہ
کپڑا سینا اور سلانا دونوں درست ہیں اگر زنا یا غنا وغیرہ پر جو شرعاً حرام ہیں اجارہ کیا تو مستاجر
کا حق اجیر پر شرعاً قائم نہیں ہوسکتا اسیواسطے مستاجر پر اجیر کا دینا واجب نہیں اگر دیدیا ہو اور
اور اس نے اسکو اپنے قبضہ میں کرلیا ہو تو نہیں حلال اسواسطے کے بلکہ واجب ہے رد کردینا اسکا

ذبح کیا تو ذبح صحیح ہے وہ اسکی ملک میں داخل نہیں ہوا بلکہ وہ ویسے ہی شرعاً شراب بحکم نجاست ہو گیا
اسکا بیچنا اور خریدنا درست نہیں ہے یا بیچ شرعاً درست نہیں بخلاف ان عرق کے کیونکہ شراب انکے
اندر نہیں ہے اسلئے اسکا خریدنا اور بیچنا سب درست ہے اور کرنا کھانا درست ہے فائدہ اس مقام سے
معلوم ہوا کہ حرام مال بیچنے سے بھی حلال نہیں ہو جاتا ورنہ شراب کی قیمت مسلمان کو
حلال ہو جاتی بلکہ حرام مال سے جو شخص خرید کر دے اور اس سے جو نفع حاصل ہو وہ بھی
ہرگز درست نہیں جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہے ومن غصب الفا فاشتری بہا جاریۃ فباعہا
بالفین ثم اشتری بالالفین جاریۃ فباعہا بثلثۃ الاف درہم فانہ یتصدق بجمیع الربح یعنے اگر
کسی نے ایک ہزار درہم غصب کیے ساتھ ایک لونڈی خریدی پھر اسکو دو ہزار درہم کے ساتھ
فروخت کر کے تین ہزار کی فروخت کر دی وہ دو ہزار درہم جو نفع آیا ہے وہ بھی اسکا درست نہیں
اگر کوئی یہ کہے کہ اس سے تبدل ملک سے حرام سے حلال ہو جاتی ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے
عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی بلحم تصدق بہ علی بریرۃ فقال ہو علیہا
صدقۃ وہو لنا ہدیۃ رواہ البخاری یعنے آپ کے حضور میں وہ گوشت جو بریرہ کو کسی نے صدقہ
کے طور دیا تھا آیا اور آپ پر صدقہ جائز نہیں تھا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
یہ گوشت بریرہ پر صدقہ ہے اور ہمارے لیے بریرہ کی طرف سے بطور ہدیہ کے ہے اسواسطے ہمکو
درست ہے پس جیسا کہ آپ کو صدقہ لینا حرام تھا بریرہ کی ملک میں آنے سے آپ پر حلال ہو گیا اسیطرح
زانیہ کا مال بھی تبدل ملک سے جائز ہو سکتا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ وہ مال صدقہ دہندہ کا
مال ہے حلال تھا جب اس نے بریرہ کو دیا تو وہ مال اسکی ملک میں آگیا اور اس میں تصرف کرنا اسکو
درست ہو گیا اسواسطے اس مال کو بطور ہدیہ لینا آپ کو شرعاً مثل باقی مال اسکے جائز ہو گیا
قال صاحب عمدۃ القاری تحت ہذا الحدیث وفیہ دلیل علی تحویل الصدقۃ الی ہدیۃ لانہ لما کان
یجوز التصرف للمتصدق علیہا فیہا بالبیع والہبۃ لصحۃ ملکہا لہا حکم علیہا بحکم الہبۃ وخرج بہ عن
صفۃ الصدقۃ فصارت حلالا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مال زانیہ کا اول سے حرام ہے

بھی زنا وغیرہ امور ناجائز میں لاتے ہیں بیٹے وغیرہ کا کسب جو متعارف ہیں وہ مردود ہیں
ہیں وفی المرقاۃ مہر البغی خبیث ای حرام اجمع المسلمون علی تحریمہ لانہ عوضا عن الزنا وھو محرم ووسیلۃ المحرم
حرام وھذا ہو المراد الاول فی قولہ البضع انتہی یعنے ملا علی قاری نے مشکوۃ کی شرح میں
لکھا ہے کہ خرچی کا لینا باجماع حرام ہے اس کا نام مہر رکھنا بطور تہکم و استہزاء کے ہے اور شیخ
عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے مہر زانیہ یعنی خرچی کا زانیہ کو لینا حرام
ہے جس کی تحقیق ما سبق سے پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ خرچی بالاتفاق حرام ہے پس جو شخص
امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک جائز خیال کرتا ہے وہ حرام کو حلال بنا کر مفتری ہے اور
بسبب حرام قطعی ہونے کے کفر کا خوف ہے جیسا کہ عقائد نسفی وغیرہ کتب میں درج ہے کہ جو شخص
حرام قطعی کو حلال کہے وہ کافر ہے اور کوئی یہ اعتراض کر سکے کہ خرچی زانیہ کی بدلنے سے
سے حلال ہو جاتی ہے تو یہ بالکل غلط ہے کیونکہ کسی
پیسہ کی حرمت باقی نہیں یعنی خنزیر اور مردار وغیرہ بھی بیچ دینے سے قیمت انکی درست
ہو جاویگی پس خرچی کے حرام ہونے کے یہی معنے ہوئے کہ روپیہ پیسہ جو خرچی وصول ہو خود
اس کا کھانا یعنے روپیہ پیسہ کو توڑ کر اسکے برادہ کو کھانا حرام ہے اگر اس کے ساتھ ادلی بدلی چیز کے
میں لیجاوے تو وہ درست ہو جاتی ہے معاذ اللہ خداوند جل جلالہ اپنے کلام پاک میں ایسی تبدیلی سے
منع فرماتا ہے ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب یعنے طیب مال کے ساتھ خبیث مال کو نہ بدلاؤ
وفی الہدایۃ اذا باع المسلم خمرا واخذ ثمنہا وعلیہ دین فانہ یکرہ لصاحب الدین ان یاخذ منہ
وان کان البائع نصرانیا فلا باس بہ والفرق ان البیع فی الوجہ الاول قد بطل فان الخمر لیس بمال
متقوم فی حق المسلم فبقی الثمن علی ملک المشتری فلا یحل اخذہ من البائع وفی الوجہ الثانی صح البیع
لانہ مال متقوم فی حق الذمی فیملکہ البائع فیحل الاخذ منہ انتہی حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ اگر
مسلمان شراب کو فروخت کرکے قرضدار کا روپیہ ادا کرنا چاہے تو نہیں ہو سکتا اور اگر نصرانی
ایسا کرے تو درست ہے کیونکہ مسلمان کو شراب فروخت کرنی منع ہے پس جو روپیہ کہ

بسم الله الرحمن الرحيم

ما قول العلماء الربانية والفضلاء الحقانية في من افتى بجواز نكاح مرتدة التي ارتدت قبل الردة في نكاح مسلم
مع الكافر وابتياعها شيئا من مال ذلك الكافر تمسكا بان تصرفات المرتدة نافذة لما في الوجيز للزيادات
ولو تصرفت ان كان تصرفا ينفذ من المسلم ينفذ منها وان كان تصرفا لا ينفذ من المسلم لكن يصح
من وجه على ملة انتحلت اليه كالبيع والنصارى تنفذ تصرفاتها عندهما وعنده اختلاف المشائخ
قال بعضهم يصح وقال بعضهم لا يصح من المسلم كذا في التاتارخانية وثمرته في بيع الخمر والخنزير انتهى
وفي البحر ايضا وقيد بالمرتد لان تصرفات المرتدة نافذة عند الكل انتهى ولما كان النكاح واخواته من
التصرفات فكان جائزا ايضا لا محالة والارث من لوازم النكاح فكان ثبوته ايضا عنده وبالاشياء
اذا ثبت ثبت بلوازمه فحاصل الكلام ان النكاح لتلك المرتدة جائز والارث لها ثابت فان اسلمت
بعد اخذ الارث يجوز الخطبة لها للمسلمين كافة بينوا توجروا-

الجواب

اللهم ارنا الحق حقا والباطل باطلا لا يجوز نكاح المرتدة مطلقا مع احد مسلما كان او كافرا او مرتدا
سواء كانت منكوحة لمسلم اولا لما في الكنز ولا ينكح مرتد ولا مرتدة احدا وفي البحر وعبر باحد ليتناول
النفي ليفيد العموم فلا يتزوج المرتد مسلمة ولا كافرة ولا مرتدة ولا تتزوج المرتدة مسلما ولا كافرا
ولا مرتدا انتهى كذا في الهداية وغيرها من كتب الفقه في باب نكاح الكافر وتمسك المفتي
المذكور بالزيادات فهو فرية بلا مرية لان المراد منها التصرفات المالية لما في البحر تحت العبارة
وقيد بالمرتد لان المرتدة لا يزول ملكها عن مالها بلا خلاف فتجوز تصرفاتها المالية بالاجماع لانها لا
تقتل انتهى واما الامور التي تعتمد الملة فهي باطلة من كليهما جميعا لما في الدر المختار وشرحه رد المحتار
المعروف بالشامي ويبطل منه اتفاقا ما يعتمد الملة وهي خمس النكاح والذبيحة والصيد والشهادة
والارث ويصح تصرفاتها لانه لا تتوقف من المبايعة ونحوها بخلاف المرتد ثم يبطل منها ما يبطل من تصرفاته

اور وہ اُس مال کی مالک نہیں ہے جیسا کہ ہدایہ کی عبارت مذکورہ بالا میں لفظ فیتعلق الثمن علی ملک المشتری اور مجمع البحار کی عبارت الحلال ما انقطع بملکیتہ والحرام ما انقطع بعدہما والشبہۃ ما تردد فالورع اجتنابہ وہو واجب اس امر پر دال ہیں کہ حرام شے ملک میں داخل نہیں ہوتی وفی البخاری ومسلم عن جابر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قاتل اللہ الیہود ان اللہ لما حرم شحومہا اجملوہ ثم باعوہ فاکلوا ثمنہ یعنے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کری خدا تعالی نے یہود پر جب حرام کیا اللہ تعالی نے انپر چربی کو تو انہوں نے چربیکو پگھلا کر بیچ ڈالتے اور اسکی قیمت کو کھا لیتے تھے وعن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قاتل اللہ الیہود حرمت علیہم الشحوم فجملوہا فباعوہا ان دونوں حدیثوں سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حرام چیز بطریق بیع بدل لینے سے بھی حلال نہیں ہوتی اور مشکوۃ میں ہے عن ابن عمر من اشتری ثوبا بعشرۃ دراہم وفیہ درہم حرام لم یقبل اللہ تعالی لہ صلوۃ ما دام علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص ایک کپڑا دس درہم کو خریدے اور اُس میں ایک درہم حرام کا ہو تو اُس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی جبتک وہ کپڑا اسکے پاس رہتا ہے تو جب آیات اور احادیث اور روایات فقہیہ سے ثابت ہوا کہ خرچی زانیہ کی امام اعظم رحمہ اللہ و امامان دین کے نزدیک بالاجماع حرام ہے اور ہبہ لینے سے بھی حلال نہیں ہوتی پس مستحل اسکا بقول عبد الحق محدث دہلوی انہ حرام قطعا کافر بلکہ مرتد ہوا اسلیے اسکی عورت کا نکاح باقی نہ رہا اور ایسے شخص سے میلاپ رکھنا شرعا حرام ہے اور جو لوگ ایسے شخص کو اپنا امام بناویں انکی نماز تو درکنار رہی ایمان کے باقی رہنیکا اندیشہ ہے خدا تعالی ایسے شخصوں کو توفیق توبہ کی عطا کرے ورنہ انکی قربت اور مضرت سے اہل اسلام کو بچا دے واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

الراقم خادم الطلبا محمد لودیانوی

دفع الوسواس الخناس۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم عن تارک الاحتیاطی من الناس

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ چار رکعت نماز بنیت فرض ظہر بعد جمعہ کے اس ملک ہند میں پڑھنی جائز ہے یا نہیں اور جو مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اسکے عدم جواز کا فتوی دیکر لکھا ہے کہ اس کا پڑھنیوالا دین سے بے پرواہ ہے معقول ہے یا مردود۔

جواب

اللھم ارنا الحق حقا والباطل باطلا چونکہ اس ملک میں عموماً سلطان کا ہونا جو بمذہب حنفیہ میں واسطے جمعہ کے شرط ہے بالکل مفقود ہے اور مصر کے تعریف میں بھی بہت بڑا اختلاف ہے لہذا علماء احناف کے نزدیک فتوی اسی پر ہے کہ چار رکعت نماز بعد نماز جمعہ بنیت فرض ظہر پڑھی جاوے بلکہ جس ملک میں کسی شرط کے نہ پائے جانے میں وہم ہو تب بھی اُس کا پڑھنا جائز ہے پس اس ملک ہند میں بسبب مفقود ہونے شرط سلطان کے یقیناً پڑھنا ظہر کا بنیت فرض ضروری ٹھہرا۔ قال فی الشامی ورابعا لما قد ثبت انه ینبغی الاتیان بهذه الاربع بعد الجمعة لکن بقی الکلام فی تحقیق انه واجب او مندوب قال المقدسی ذکر ابن الشحنة عن جده التصریح بالندب وبحث فیه بانه ینبغی ان یکون عند مجرد التوهم اما عند قیام الشک والاشتباه فی صحة الجمعة فالظاهر الوجوب ونقل عن جده ابن الهمام ما یفیده انتهی۔ حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ جہاں کسی شرط کے نہ موجود ہونیکا وہم بھی ہو وہاں بھی ظہر کا ادا کرنا بعد جمعہ کے چاہئے اور اگر کسی شرط کے وجود میں شک ہو تو وہاں پڑھنا ظہر کا بعد جمعہ کے واجب ہے۔ اس مقام سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس ملک ہند میں پڑھنا ظہر کا نزدیک علماء حنفیہ کے بعد جمعہ فرض ہوا۔ کیونکہ شرط سلطان کی یہاں بالکل مفقود ہے اور ان چار رکعتوں کی نیت نماز فرض ظہر ادا کرنا لازم ہے۔ نفل کی نیت سے انکا پڑھنا ہرگز درست نہیں اور جو بعض اہل علم نے انکا پڑھنا مستحب لکھا ہے اسکے یہ معنے نہیں کہ اس کو نیت نفل پڑھ لیا کرو۔ بلکہ یہ معنے اسکے ہیں کہ جہاں کسی شرط کے باعث عدم صحت جمعہ کا وہم ہو تو ظہر کا

... رة الفتوى مختصرة اذا سمعت هذا فنقول ان مسئلة كافی بعد ان قول ذلک المفتی بحلی شقیه لا یجوز لها اخذ المال من مال زوجها الکافر لانه عوض عن النکاح المحرم وهو حرام لما حکم العلامة بدر الدین العینی فی شرح البخاری تحت حدیث مهر البغی خبیث حیث قال هو ما تعطی عن النکاح المحرم وهذا لان بالعقد صارت المعاوضة علیه تحقق حتی خرج من نجز عمدة القاری ص صفحه ۶۱ فثبت ان کل ذلک المال حرام لها وللمسلمین جمیعا سواء اسلمت بعد ذلک ام لا والله اعلم وعلمه اتم۔

الراقم خادم الطلبا محمد لودیانوی

مواہیر کلکتہ

مایملکہ المرتد شیئی بسبب النکاح المحرم فهو حرام محمد اسماعیل عفی عنه مدرس مدرسه کلکته

محمد اسماعیل ۱۳۰۰ھ	سید عباس علی	محمد موسی حنفی جے پوری

ولایت علی عفی عنه ۱۳۰۱

مواہیر مدرسہ دیوبند

الجواب صحیح محمد منفعت علی عفی عنه — الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنه

الجواب صحیح بندہ گل محمد خان عفی عنه — مواہیر علماء پشاور

الجواب بعدم الجواز صحیح والمجیب نجیح حافظ غلام صمدانی واعظ۔

مولوی میر حامد شاہ خطیب مسجد جامع پشاور بقلم خود۔

لقد اصاب من اجاب فیها بعدم الجواز وحید نور میاں بقلم خود

الخروج عن العہدۃ وہذا کما قال المفسرون فی تفسیر صلوۃ الوسطی بعینہا ان الواجب علیہ فی الصلوات

ان یاتی بالصلوۃ الخمس کذا ذکرہ الامام الرازی فی التفسیر الکبیر تحت قولہ تعالیٰ وبالنجم ہم یہتدون

فی سورۃ النحل۔ جیسا کہ وضو اور تیمم کے جمع کرنے میں یا دو جہات دونوں طرف چار نماز پڑھنے میں بھی

فرض ہے کہ نمازی اپنی ذمہ داری فرض وقت سے یقیناً برأت کرے اسی طرح جمعہ اور ظہر پڑھنے سے

یقیناً ذمہ داری فرض الٰہی سے پاک ہو جاتا ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ رد المحتار میں لکھا ہے۔ فقد

افتیت مرارا بعدم صلوۃ الاربع بعدہا بنیۃ آخر الظہر۔ خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ انتہی

یعنے میں احتیاطی کا پڑھنا اچھا نہیں سمجھتا بسبب خوف اس امر کے کہ لوگ جمعہ کو اپنے اعتقاد میں فرض نہ سمجھینگے

تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ فتویٰ ان مقامات کا ہے کہ جہاں حکومت اسلامیہ قائم تھی اور شرائط جمعہ کے

موجود تھے۔ والا فیکون خوف اعتقاد فرضیۃ الجمعۃ حتی ان اعتقاد الفرضیۃ علی ذلک التقدیر غیر

لازم بل یجب الاعتقاد علی خلاف ذلک للنصوص الدالۃ علی کون الجمعۃ مشروطۃ بشرائط زائدۃ علی

الصلوۃ الخمس کما لا یخفی وایضا تعلیلہ بخوف اعتقاد فرضیۃ الجمعۃ مردود لمصادمتہ للنصوص

الدالۃ علی فرضیۃ الجمعۃ ومخالفتہ الروایات المذکورۃ فی المتون والکتب المعتبرۃ وما ذکر فی الفتاوی

الہندیۃ وغیرہا بلاد علیہا ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیا بتراضی

المسلمین ویجب علیہم ان یلتمسوا والیا مسلما انتہی مع کونہ لا یصلح معارضا للروایات المذکورۃ

کما قال صاحب الدرر وصاحب فتح القدیر المنقول عن کتب المعتمدۃ والمتواترۃ وعن غیر مشہور

کالمشہور وعن المشہور کالآحاد وعن غیر المشہور کالشاذ انتہی لا یغیر حالنا فان ہذہ شرائط ایضا مفقودۃ

فی ہذہ البلاد وایضا لا یدل علی ان اقامۃ الجمعۃ واجبۃ بل حکم بجوازہا فاقامتہا وادا الاربع بعد الجمعۃ

علی ذلک التقدیر یکون لازما للتمسک لا یخفی ومن ادعی خلافہ فعلیہ البیان بالبرہان وبالجملۃ لاشک

ان شک عدم صحۃ الجمعۃ فی المواضع التی وقع الاشتباہ فی کونہا امصارا اولی من شک عدم

صحۃ الجمعۃ فی ہذہ البلاد والتی فی ایدی الکفار لعدم وجود شرطہا السلطان یقینا فی ہذا وحینئذ

فی ذلک ہو الاصح۔ وادا الاربع بعد الجمعۃ بنیۃ فرض الوقت فی ہذہ البلاد یکون لازما الی ان یبعث اللہ الامام

ادا کرنا بنیت فرض مستحب ہے۔ قال فی الشامی نقل المقدسی عن المحیط کل موضع وقع الشک فی

کونہ مصرا ینبغی لہم ان یصلوا بعد الجمعۃ اربعا بنیۃ الظہر احتیاطا حتی انہ لو لم تقع الجمعۃ موقعہا

یخرجون عن عہدۃ فرض الوقت باداء الظہر بیقین ثم نقل المقدسی عن الفتح انہ ینبغی

ان یصلی اربعا ینوی بہا آخر فرض ادرکت وقتہ ولم اؤدہ بعد فان تیقن الخ ثم قال فی شرح المنیۃ الصغیر

والاولی ان یصلی بعد الجمعۃ سنتہا ثم الاربع بہذہ النیۃ ثم ینوی آخر ظہر ادرکتہ ولم اصلہ ثم

رکعتین سنۃ الوقت وینبغی ان یقرأ السورۃ مع الفاتحۃ فی ہذہ الاربع ان لم یکن علیہ قضاء فان وقعت

فرضا فالسورۃ لا تضرہ وان وقعت نفلا فقراءۃ السورۃ واجبۃ انتہی۔ حاصل ان روایات کا

یہی ہے کہ چار رکعت بعد جمعہ کے بنیت فرض ادا کیجاویں۔ فما سبق الی البعض الاوہام من ان

الندب ان لا تؤدی الاربع بعد الجمعۃ بنیۃ الفرض فریۃ بلا مریۃ۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب

جمعہ اور ظہر دونوں کو ادا کیا تو ہماری نیت میں شک رہی اور شک میں نماز درست نہیں

ہوتی تو جواب اس صورت میں نہ جمعہ ہوا اور نہ ظہر تو جواب اس کا یہ ہے کہ ہم نیت میں شک نہیں

کرتے کیونکہ جب جمعہ کی نماز ادا کرتے ہیں تو اس وقت ہماری نیت یہی ہوتی ہے کہ ہم

نماز جمعہ ادا کر رہے ہیں اور بعد اس کے جب ظہر ادا کرتے ہیں تو اس وقت نیت صرف

نماز ظہر کے ادا کرنے کی ہوتی ہے البتہ شک اس وقت ہوتی کہ اگر ہم بوقت ادائے جمعہ کے

نیت ظہر کی بھی کر لیں سو یہ کسی کے نزدیک درست نہیں البتہ ہم کو اس میں شک رہتی ہے

کہ ہمارے ذمہ اس وقت دونوں میں کونسا فرض تھا تو اس شک کا دور کرنا ہماری طاقت سے

خارج ہے جیسا کہ اگر پانی مشکوک دستیاب ہو تو وہاں تیمم اور وضو دونوں کا حکم ہے اور حالانکہ

ہم کو معلوم نہیں کہ فرض ہمارے پر وضو تھا یا تیمم اور اسیطرح جہاں قبلہ معلوم نہ ہو اور کسیطرف

دل قرار نہ پکڑے تو ہر ایک طرف ایک ایک بار نماز پڑھنی لازم آتی ہے حالانکہ ہم کو معلوم نہیں

کہ ان نمازوں میں سے کونسی فرض الوقت تھی۔ قال فی الدر المختار ولو لم یقع تحرٍّ علی شیئ

صلی الی کل جہۃ مرۃ احتیاطا انتہی۔ والطریق الثانی ان یصلی الی جمیع الجہات کما لم یعلم الیقین

انہ فضل الکشی ہی مصنف رسالہ حیث حکم بوجوبیۃ الاثبات بعد الحجۃ بالذکر دلیل الالزام الظفر بعد ما ظہر
احد انشاء اللہ تعالیٰ ابد الآبدین [illegible] وقد نقل الفاضل المذکور رسالتہ بعینہ حیث نفی بامکان
الکذب مستحیل [illegible] على الصدق اذ على تقدیر امکان الکذب لما
حصل الیقین بالوحی للرسل [illegible] الواجب عن جمیع النقائص نعوذ باللہ
فانہ اعدام للشریعۃ [illegible] بالادلۃ النقلیۃ ومخالف لظاہر النص قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق
من اللہ حدیثا فانہ دال على انہ تعالیٰ صادق من کل وجہ والقول بالامکان تکذیب
لہ قال الامام الرازی کما ان [illegible] التکذیب ومنشاء الغلطان انہ
تعالیٰ قادر على کل شیء فلزم قدرتہ على الکذب والالزام العجز والنقص وبطلانہ ظاہر فان القدرۃ متعلقۃ
بالممکنات والالزم ان یکون قادرا على اعدام ذاتہ فلا یکون واجبا وان اردت البسط فی ہذہ
المسئلۃ فعلیک بالرسالۃ المسماۃ تنزیہ الرحمن عن الکذب والنقصان فانہا من الکتب
الجامعۃ التی الفہا [illegible] وایضا نقل [illegible] الشیخ عبد القادر جیلانی شیئا للہ حیث نفی
بانہ لمن لم یکن [illegible] السوال من الشیخ [illegible] حضرۃ [illegible] رجحان احد الامرین
القول ان [illegible] ابی حنیفۃ عبارۃ واشارۃ مخصوصۃ [illegible]
تعالیٰ [illegible] ابی حنیفۃ [illegible] بالاستقلال کما ہو فی ہذا النظم [illegible] الشیخ [illegible]
ما اورد الفاضل المذکور فی تحریرہ من المسائل المذکورۃ شیئا من الادلۃ [illegible] کما قال [illegible] باجتہاد ذہنہ
فلذا لا یجوز اتباعہ [illegible] فقط ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ على خیر خلقہ محمد وآلہ
واصحابہ اجمعین۔

الراقم عبد العزیز لودیانوی عفی عنہ

الجواب صحیح — الجواب صحیح

ابو محمد عبد الحق [illegible] عفی عنہ۔ — عبد الواحد

نقل فتویٰ مولوی عبد الرحمن [illegible] کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ [illegible]
[illegible] الجواب ہمارے اساتذہ کا [illegible]

فرضیا الاحالۃ۔ جب تحقیقات مذکورۃ الصدر سے صاف ثابت ہوگیا کہ ظہر احتیاطی بعد جمعہ کے فرض ہوا
ہے۔ پس فتوی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا جو اس کے عدم جواز پر ہے بالکل مردود ہے
غیر مقلدین کی طرح ظاہر احادیث پر نظر کر کے اپنی رائے کو فقہا پر مقدم کرنے کا نام تحقیق نہیں ہے بلکہ
محقق وہ لوگ ہیں کہ فقہا کے قول کا ماخذ بطور شریعت ثابت کردیتے ہیں دیکھئے صاحب بحر جیسے محقق
ابن ہمام جو علم حدیث میں بے نظیر ہیں کیسے کیا فرماتے ہیں۔ فاذا اشتبہ علی الانسان ذلک ینبغی
ان یصلی اربعا بعد الجمعۃ ینوی بہا آخر فرض ادرکت وقتہ انتہی کلام المحقق وفی العینی واختار الی
نیتہا انہ ینوی ظہر یوم قیل آخر ظہر علیہ انتہی خلاصہ ان دونوں محدثین کے کلام کا یہی ہے کہ احتیاط
رکعت بعد جمعہ کے بہ نیت فرض ادا کیجائیں۔ اگر بالفرض مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتوی مقبول قرار دیا جائے
تو جمیع علماء حنفیہ عموما اور محقق ابن ہمام اور صاحب بحر جیسی خصوصا معاذ اللہ دین کے پیشوا دین
سے بے پرواہ ٹھہرے۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم وقد وعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من آخر
ہذہ الامۃ اولئک من علامات القیامۃ واللہ یہدی من یشاء الی صراط المستقیم۔

الراقم خادم الطلباء محمد عفی عنہ لودیانوی۔

للہ در المجیب حیث حق الحق وابطل الباطل بلا ریب المتصدی الراقم اسماعیل عفی عنہ لودیانوی

بلاشک پڑھنا ظہر کا بعد جمعہ کے ضروری ہے۔ مولوی رشید احمد صاحب نے جب سنہ میں بزعم علماء خوابیدہ
کو مسلمان مصلح تحریر کیا اس سے جبکہ نہایت ظاہر ہوا کہ ایسے شخص کو جو بہت کلمات کفر کے من جملہ غیب کا
دعوی کر رہا ہے مولوی صاحب نے کیسے مسلمان مصلح قرار دیا جناب نبی پر ... کر کے ہو گیا خود
میں یہ معلوم ہوا کہ تیسری شب کا چاند بشکل ہو کر ... رشید احمد ... یہی ہے اسی
زمانے سے فتوے ان کے اکثر غلط ناقص پائے گئے جو دیکھنے میں آئے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

الراقم عبد اللہ لودیانوی۔

اعلم ایہا اللبیب ان لفظ الادیب الذی اجاب بالمواعظ التی ... واستاذی ... الاصل
الدین ... مطابق لآراء المتقدمین والمتاخرین روایۃ ودرایۃ ومن خالف ... وقد غلط

طبقة اصحاب التخريج كالرازي واضرابه فانهم لايقدرون الا على تفصيل قول مجمل ذي وجهين
منقول عنهم في الاصول والمقايسة على امثاله من الفروع والخامسة طبقة اصحاب الترجيح
من المقلدين كابي الحسن القدوري وصاحب الهداية وامثالهما وشانهم تفضيل بعض الروايات
على البعض كقولهم هذا اولى هذا اصح رواية والسادسة طبقة المقلدين القادرين على التمييز بين
الاقوى والقوي والضعيف وظاهر المذهب والرواية النادرة كاصحاب المتون المعتبرة من
المتاخرين مثل صاحب الكنز وصاحب الوقاية وصاحب المجمع وشانهم ان لاينقلوا الاقوال
المردودة والسابعة طبقة المقلدين الذين لايقدرون على ما ذكر ولايفرقون بين الغث
والسمين انتهى ثم اذا اختلف التصحيح والفتوى فالعمل بما في المتون لانها صارت متواترة
وكذا لو كان احدهما في الشروح والاخرى في الفتاوى فان ما يكون في زماننا من فتوى
الموجودين ليس بفتوى بل هو نقل كلام المفتي ليأخذ به المستفتي وطريق نقله ان يأخذه من
كتاب معروف تداولته الايدي لانه بمنزلة المتواتر او المشهور وان الحكم والفتيا بالقول المرجوح
جهل وخرق للاجماع والافتاء بخلاف ظاهر الرواية اولى بالبطلان وما اتفق عليه اصحابنا في الروايات
الظاهرة يفتى به قطعا كذا ذكر صاحب رد المحتار فاذا اتضح سمعك هذا فلا اظنك شاكا في بطلان
ذلك الافتاء الان في الديار الهندية كان شرط السلطان مفقود وكذلك حد المصر لا يصدق
على البلاد الهندية فضلا عن القرى من ان المصر ما فيه امير وقاض ينفذ الاحكام ويقيم الحدود
والتعريف الذي اختاره جماعة من المتاخرين وهو ما لو اجتمع اهله في اكبر مساجده لايسعهم
منقوض بالمكة والمدينة اذ كل منهما ليسع اهله وزيادة ومع انهما مصران لوجد المصر فكل تفسير
لا يصدق على احدهما فهو غير معتبر والحد الصحيح ما اختاره صاحب الهداية كما مر كذا في الكبيري
وفي الكنز هو كل موضع له امير وقاض ينفذ الاحكام ويقيم الحدود وفي الدر المختار هو ظاهر المذهب
فلما جزم صاحب القدوري وصاحب الهداية وصاحب الكنز وغيرهم بكون السلطان
شرطا لاداء الجمعة لم يسع لنا ان نفتي بخلافهم متمسكا بالروايات التي ذكرها صاحب الشروح

حضرت مولانا محمد اسحق اور مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہما فتویٰ اور عمل بھی یہی تھا کہ چار رکعت بہ نیت
آخر ظہر کے پڑھنے اور لفظ احتیاطی کا لغو اور موہم شک ہے یہ نہ کہنا چاہیے مشہور دہلی میں زمانہ مولانا شاہ
عبد العزیز قدس سرہ اور مولانا محمد اسحاق کے میں سب یہ چار رکعت پڑھتے تھے کسی کو مخالف ہم نے
نہیں دیکھا بعد ہجرت مولانا اسحاق صاحب کے مولوی عبد السلام نے ایک رسالہ جمعہ کا بنایا ایک
منع لکھا عوام نے بلا فہم روایات اس رسالہ کے باہم اختلافات پیدا کیا اور آسان بات چھٹنے کے ہیں
حقیر اسی طرح پڑھتا ہے جس طرح علماء متکلمین کو پڑھتے دیکھا فقط واللہ اعلم بالصواب۔
کتبہ العبد المذنب عبد الرحمن عفی عنہ ۹ ربیع الاول ١٣٠٢

باسمہ سبحانہ

ما یقول العلماء الربانیۃ والفضلاء الحقانیۃ فی ان من افتی لعدم صحۃ الجمعۃ فی بلاد الدیار الہندیۃ
وقصباتہا وفی القری التی کبیرۃ کانت او اصغر کونہ مقلدا لابی حنیفۃ النعمان ذہب الی کون المصر
والسلطان شرطین لادائہا کما نص علیہا صاحب القدوری وصاحب الہدایۃ وجماعۃ من المتون المعتبرۃ
من المتاخرین کصاحب الکنز وغیرہ وتمسک اکثر المفتی بعض الکتب بجواز ادائہا فی البلاد التی حکامہا الکفار
ولعدم جواز الاربع بعدہا بنیۃ الظہر بعبارات البحر الرائق بینوا توجروا۔

الجواب

اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا اعلم ان جوابہا مبنی علی مقدمۃ ہی انہ لا بد للمفتی ان یعلم
حال من یفتی بقولہ ولا یکفیہ معرفتہ باسمہ ونسبہ بل لا بد من معرفتہ فی الروایۃ ودرجتہ فی الدرایۃ وطبقتہ
من طبقات الفقہاء لیکون علی بصیرۃ فی التمییز بین القائلین المتخالفین وقدرۃ کافیۃ فی الترجیح
بین القولین المتعارضین الاولی طبقۃ المجتہدین فی الشرع کالائمۃ الاربع والثانیۃ طبقۃ المجتہدین
فی المذہب کابی یوسف ومحمد القادرین علی استخراج الاحکام من الادلۃ علی مقتضی القواعد
التی قررہا استاذہم ابو حنیفۃ والثالثۃ طبقۃ المجتہدین فی المسائل التی لا نص فیہا عن صاحب
المذہب کالخصاف والطحاوی فانہم یستنبطون الاحکام فی المسائل التی لا نص فیہا والرابعۃ

عن مالك احدى الروايتين عن احمد فقد حصل الشك في الحديث فمن اتقى
الشبهات استبرأ لدينه وعرضه ولذا قال بعضهم من يقضي صلوة مع انه لم يفته شيئ
منها لا يكره لانه اخذ بالاحتياط ونقل المقدسي كلام القنية وذكر ان كثيرا من شراح الهداية
وغيرهم نقلوه واقروه وذكر عن الفتح ينبغي ان يصلي اربعا ينوي بها آخر فرض ادركت وقته
ولم اؤده [illegible] ان تردد في كونه مصرا او تعددت الجمعة انتهى ملخصا وصاحب البحر الرائق اقر بجواز
الاربع بعد الجمعة للخواص حيث قال ولعل تقدير فعلها ممن لا يخاف عليه المفسدة فالاولى
في بيته خفية انتهى فعلى هذا لو نبه امام الجمعة العوام على هذه المسئلة بآكد وجه واتمه مرة بعد
اخرى حتى ملأت قلوبهم لعلمها بعد ما كانت جاهلة جازت اداء الظهر بعد الجمعة عند
صاحب البحر ايضا علانية كما لا يخفى واما اذا وقع الشك في شرط من شرائط الجمعة فحكموا
بذلك الاربع بعدها بلا نكير لما قال في شرح المنية الكبيرة لو اني كل موضع وقع الشك في جواز
الجمعة ينبغي ان يصلي اربع ركعات وينوي الظهر قال الفاضل اللاهوري في رسالة الجمعة
انه اذا وقع الشك في فرضية اداء الجمعة لا يجوز الاكتفاء باحديهما لما في التلويح والتقسيم
ان الشبهة يكفي لاثبات العبادات كما يكفي لدرء العقوبات فلا يجوز الاكتفاء باحديهما
وفي المذهب لما اوجب اتيانها الا ربعة احتياطا صارت كالوتر لان مبنى الوتر على دليل فيه
شبهة فبنى الاربع ايضا على الشك في المرقات ثم انهم اختلفوا في حد المصر اختلافا كثيرا
حتى وقع في بلدة واحدة [illegible] في وقوع الشك ان يصلي اربع بعد الجمعة ومثله
في البحر حيث قال في فتح القدير وقد وقع الشك في بعض قرى مصر مما ليس فيه وال
وقاض نازلين بها بل ناقص يسمى قاضي الناحية وهو قاض يولي الكورة باصلها فيأتي
القرية احيانا فيقضي ما اجتمع فيها من التعلقات وينصرف ووال يسمى امير [illegible]
تقضى فيها [illegible] النظر الى [illegible] والذي يظهر [illegible] بها والاكمل
تكون [illegible] قد يفرق بين [illegible] انها لم يفصل بها

او الفسادي لما مر في المقدمة من انها الاتفاق ونها الكونها ادنى درجة منها فتذكر فان قيل كما
ان خبر الواحد من الاحاديث لا يعارض بالمتواتر لكن يجب العمل بخبر الواحد ايضا فينبغي ان يعمل
على تلك الروايات ايضا" انقاذ شعائر الاسلام قال في الفتح واذا لم يكن سلطان كما في بعض
بلاد المسلمين غلب عليهم الكفار يجب على المسلمين ان يتفقوا على واحد منهم يجعلونه واليا فيولي
قاضيا ويكون هو الذي يقضي بينهم وكذا ينصبوا اماما يصلي بهم الجمعة انتهى قلت كما ان العمل
بخبر الواحد شرط في موضع يستلزم العمل بخبر الواحد فيه العمل بالمتواتر كما ان قوله عليه الصلوة والسلام
لا صلوة الا بفاتحة الكتاب دال على فرضية قراءتها في الصلوة وتعينها وقوله تعالى فاقرؤا ما
تيسر من القرآن دال على فرضية مطلق القرآن فالحنفية اخذوا بفرضية القراءة مطلقا
عملا بالآية وبوجوب الفاتحة عملا بخبر الواحد حتى من ترك في صلوته الفاتحة يحكم بوجوب اعادتها فينبغي
ان نعمل فيما نحن فيه ايضا على تلك الدعاوي وذلك لا يستقيم الا بان تؤدى الجمعة في بلاد
الهندية ونصلي الظهر ايضا" حتى لا يفوت العمل بالروايات المتواترة راسا واما ما في البحر من
نفي الاربع بعد الجمعة فهي في مقام التعدد خاصة لعدم فقدان شرط من الشروط المذكورة في المتون
حيث قال فان قلت ولما ابتلي اهل مرو باقامة الجمعتين بها مع اختلاف العلماء في جوازها
امر ائمتهم باداء الاربع بعدها حتما احتياطا اي على القول الضعيف فليس الاحتياط في فعلها لازم
في زماننا من مفسدة عظيمة وهو اعتقاد الجهلة ان الجمعة ليست بفرض انتهى ملخصا وانت
خبير بان العمل بالاحتياط هو الاولى للخروج عن العهدة بيقين وتوهم المفسدة للجهال لا يستلزم
ترك المامور به لانه لا يخرج جهل البكر الحرة عن خيار البلوغ مع كونه نادر الوقوع في العمر فكيف
بعذر الجهال في هذه المسئلة التي تقع في كل اسبوع مرة بل يلزم منه المفسدة العامة بعدم اداء الظهر
بعد الجمعة في هذه الديار وهي ان السلطان ليس بشرط عند الحنفية وهي فرضية بلا شرط امر خطيرة
ولذا اورد على البحر صاحب منحة الخالق حيث قال بل هو مبني على الاحتياط لاختلاف العلماء
في جوازها اذا تعددت وعدمه رواية عن ابي حنيفة واختاره الطحاوي وهو مذهب الشافعي والمشهور

او لمن امره السلطان ينادي باعلى ندائه بان المراد هنا المسلم لا الكافر لان الاقامة
عبارة عن الخطبة والصلوة وهو وظيفة المسلم خاصة لا الكافر فتعميم السلطان بحيث
يشمل الكافر او تخصيصه بالعادل بحيث يخرج منه الجائر حرام على المقلد الحنفية لما نص
عليه صاحب البحر حيث قال حكي عن ابراهيم النخعي وابراهيم ابن مهاجر كانا يتكلمان
وقت الخطبة [illegible] في ذلك فقال النخعي اني صليت الظهر في داري ثم جئت الى
الجمعة تقية وهذا تاويل ان احدهما ان فريقا منهم لا يرى الجمعة فرضا لان سلطانهم
[illegible] كان جائرا [illegible] يصلون الظهر في دارهم ثم يصلون مع الامام ويجعلونها تطوعا
[illegible] في زماننا ان بعض الاعلام ترك الجمعة لكون السلطان جائرا
[illegible] فاسد لان فاعله مجتهد رأى ذلك واما المقلد الحنفية
حرام عليه ذلك لان مذهب امامه ان الجائر سلطان انتهى ملخصا وما ذكر من تعذر
[illegible] من السلطان بجواز الجمعة بدون اذنه لما فعل علي رضي الله عنه في ايام محاصرة
عثمان رضي الله عنه فمردود لانه قدح فيما شرطه امامنا للجمعة وكذا القدح في تعليل البدائع
[illegible] جميع [illegible] ان تقع المنازعة بانه رأي لا يثبت الاشتراط باطل اذ هو
وظيفة المجتهد في [illegible] كما في الايمة لا المقلد كما هو هناك عليه آنفا ولان الجمعة انما
اقيمت في زمان المحاصرة باذن الخليفة وكذا تعذر الضرورة اوهن من نسج العنكبوت
لان على تقدير عدم وجود الشرط لا يمكن ان يوجد المشروط كالصلوة بدون الطهارة
[illegible] ضرورة [illegible] الظهر مع [illegible] فقد ان
[illegible] الامام كما في [illegible] صاحب [illegible] حيث قال الشرط
[illegible] السلطان [illegible] الصلوة [illegible] كما في
الامام [illegible] ابن [illegible]
[illegible] الى السلطان [illegible] الجمعة [illegible]

المخصوصات حتى يحتاجون في دخول المصر لكل صلوة فيفسد ابدين بياتهم فيفسدا فيها واذا اشتبه
على الانسان ذلك فينبغي ان يصلي اربعا بعد الجمعة ينوي بها آخر فرض ادركت وقته ولم
اؤده بعد فان لم تصح الجمعة وقعت ظهره وان صحت كانت نفلا وفي القنية صلى الجمعة في
الرستاق لا ينوي الفرض بل ينوي صلوة الامام ويصلي الظهر اربعا وان قدم جاز انتهى وفي الدر المختار
عن القهستاني اذن الحاكم ببناء الجامع في الرستاق اذن للجمعة وفي رد المحتار لو صلوا
في القرى لزمهم اداء الظهر وفي فتاوى الحجة وجوب الجمعة على ثلثة اقسام فرض على الامصار
وواجب على نواحيها وسنة على القرى الكبيرة المستجمعة للشرائط قال الفاضل اللاهوري
الا ترى ان الاضحية واجبة بشرط الغنى فساقطة عن الفقير ومع ذلك ان ذبح الفقير لا
يخلو عن الاباحة بل يكون نذرا لله تعالى كذلك الجمعة هي واجبة على اهل الامصار دون
القرى ومع ذلك ان صلى فيها لا تمنع على الاصح فلا يخلو عن الاباحة كيف لا لما قال شيخ
الاسلام في حاشية شرح الوقاية قد كتب جدي بخطه نقلا عن السيد مصنف الكفاية ان الجمعة
في القرى بدعة حسنة فلعل ان الوجه لعدم جوازها عدم الاجزاء عن فرض الوقت قال ثم تأمل ان
في النهي عن الجمعة في القرى خلافا قال المحشي الاصح [illegible] عدم المنع لانه موضع الاجتهاد
فربما يعمل على الاثم انتهى وفيه انه على تقدير كون الجمعة نفلا ان جماعة النفل مكروه لان ذلك الحكم مخصوص
في كون ذلك النفل نفلا اتفاقا لا فيما يكون مختلفا فيه كما فيما نحن فيه فان قيل لم يرد عن ابي حنيفة اداء الظهر
بعد الجمعة فكيف يجوز فعله قلت لما كان السلطان [illegible] في زماننا [illegible]
في اداء الجمعة عنده حتى يحتاج الى اداء الظهر كما فعله ابراهيم النخعي الذي هو شيخ شيخ الامام الذي كان
تابعيا من خير القرون مجتهدا مفتيا اعلم الكوفة كما حكي عن الجوهرة [illegible] ان يكون [illegible]
او نائبه [illegible] لان السلطان هو الخليفة لما قال العيني في شرح الهداية [illegible] السلطان
[illegible] في [illegible] الجمعة [illegible] النائب وقت الصلوة لا وقت الاستنابة [illegible]
[illegible] ان يصلي الجمعة [illegible] والصحيح قول صاحب الهداية [illegible] السلطان

خلاصہ مطلب اسکا یہ ہے

کہ جو مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اس دیار ہند کے شہروں اور قصبات میں جمعہ کو ادا کرنا فرض قطعی قرار دیا ہے اور مولوی عبد السلام صاحب تذکرۃ الجمعہ نے مزید برآن اُن دیہات میں بھی حکم دیا ہے حالانکہ ہدایہ وغیرہ کتب معتبرہ فقہ میں سلطان اور مصر دونوں کا شرط ہونا واسطے ادائے جمعہ کے مذکور ہے اور نیز اُن دونوں صاحبوں نے اس دیار میں جمعہ کے بعد ظہر کا ادا کرنا بھی منع لکھا ہے آیا ایسا فتویٰ اُنکا موجب بعض کتب برخلاف الکتب مذکورہ بالا کے درست ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

جواب چونکہ جواب مسئلہ ہذا کا اوپر بیان کرنے چند امور کے مبنی ہے لہذا اول اُن امور کا بیان کیا جاتا ہے۔ اول مفتی پر لازم ہے کہ جسکے قول پر فتوی دینا چاہے اُس کا حال علاوہ نام اور قومیت کے معلوم کرے کہ فقہا کے سات طبقوں میں سے کس طبقہ کا ہے تاکہ اختلاف کے موقع پر اُسکو ترجیح دینے میں دقت نہ ہو یعنے جب کسی مسئلہ میں دو قول متناقض پائے جاویں لیکن صاحب اُن دونوں قولوں کے ایک طبقہ کے نہیں ہیں تو جو قول صاحب طبقہ اعلیٰ کا ہے اُس پر فتوی دینا لازم ہے اور اُن طبقات کو علما نے اس ترتیب سے بیان کیا ہے **پہلا طبقہ** اماموں کا جو دین میں اپنی سعی کر کے مسائل استنباط کرتے تھے **دوسرا طبقہ** اُنکے شاگردوں کا مثل امام ابو یوسف اور امام محمد وغیرہ کے **تیسرا طبقہ** اُن علما کا جو مسائل غیر منصوصہ کو اپنے امام کے مسائل پر نظر کرکے استنباط کرتے ہیں مثل خصاف اور طحاوی کے **چوتھا طبقہ** اصحاب تخریج کا ہے مثل امام رازی وغیرہ کے جو قول مجمل کو مفصل بیان کرتے ہیں **پانچواں طبقہ** اصحاب ترجیح کا ہے مثل صاحب قدوری اور صاحب ہدایہ کے جو بعض روایات کو بعض پر ترجیح دینیکی قدرت رکھتے ہیں۔

وذلك فصلوا الظهر بعد ما كان السلف من الحنفية من بعدهم حتى ابن تيمية رضي الله
عنه انه جمع ايام خلافة عثمان رضي الله عنه ... في خطبة قائمة ما نص على كون
السلطان مسلما لكونه مستحقا لما حتى بذلك يدل على ... صلى الظهر عند عدم
... السلطان ولو فرض جواز الجمعة في البلاد التي استولى عليها الكفار على الروايا
التي تمسك بها ذلك المفتي لا يتم التقريب ايضا الا انه شرط بان يجعلوا الولي مسلما
من بينهم حتى يتولى ذلك ... فقط بتفويض الحكام غير مسلم ... الجمعة
... كما في ذلك مفقود في هذه البلاد الهندية فثبت ان ذلك المفتي ساقط
... من اهل التقليد ... التقليد ... صاحب التذكرة في
... في هذه الآية جمعة قال الله تعالى يضل به كثيرا ويهدي به كثيرا وما يضل
به الا الفاسقين الذين ينقضون عهد الله من بعد ميثاقه الاية وان عهد التقليد
... في العهود الدينية داخل في عهد الله لان حكم الله ... في حق المقلد كما
حققه الشيخ عبد العزيز الدهلوي في التفسير العزيزي فقد ... من هذا التحقيق ان خروج
... المقلدين بفرضية الجمعة في بلاد الكفار مع زعمه في الرسالة التي سماها ...
... ان الجمعة كانت فرضا على النبي صلى الله عليه وسلم في مكة لكن لم يكن ...
في مكة بسبب حكومة الكفار وكذا حكمه ... صلوة الجمعة في ... قول صاحب
التذكرة بفرضية الجمعة في القرى مطلقا لا ينبغي ان ... فعليكم
ايها المقلد لابي حنيفة ان تصلى الظهر بعد الجمعة في مواضع الشك ولا تمنع احدا
من صلوة الجمعة في القرى لانه ... الشافعية
والشبهة ... للعبادات ... من التلويح ... الظهر ... ان
في ... في تلك القرى ... ليكن القرى الصغيرة التي ليست ...
... فلا يجوز لنا ان ... الان ذلك يستلزم الخروج عن التقليد ...

میں دونوں امروں میں سے کوئی بھی موجود نہیں اسواسطے قول انکا باطل ہے اور نیز خلاف
کرنے امر تجمیع کے بھی یہ فتویٰ باطل غیر جائز ہے کیونکہ امام اعظم اور آپکے شاگرد شرط سلطان
میں مختلف نہیں ہیں ورنہ صاحب ہدایہ وغیرہ انکے اختلاف کو نقل کرتا اسیطرح مصر کا
شرط ہونا واسطے جمعہ کے ثابت ہے اور یہ شرط بھی اس دیار ہند کے شہروں پر بسبب
مفقود ہونے حکومت اسلام کے پائی نہیں جاتی کیونکہ مصر اسکو کہتے ہیں جس میں
امیر اور قاضی موجود ہو جو موجب شریعت کے مقدمات فیصلہ کرتے ہوں اور حد زنا
و سرقہ وغیرہ کو قائم کرتے ہوں اسی تعریف کو اختیار کیا ہے صاحب ہدایہ نے اور جو بعض
متاخرین نے اختیار کیا ہے کہ شہر وہ ہے کہ جس جگہ کے لوگ وہاں کی بڑی مسجد میں نہ سما سکیں
قابل اعتبار نہیں اسواسطے صاحب کنز جو طبقہ سادسہ میں داخل ہے اس تعریف کو غیر مقبول
قرار دیکر تعریف اول کو اپنی کتاب کنز میں درج کیا اور صاحب کبیری نے لکھا ہے کہ تعریف
اول کو اختیار کیا ہے صاحب ہدایہ نے اور یہی تعریف معتبر ہے اور تعریف ثانی باطل ہے
بوجہ صادق آنے اسکے کے اوپر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے جیسا اتفاقاً ثابت ہے حالانکہ مسجد
نبوی مدینہ کے باشندوں سے اور بیت اللہ سکان مکہ سے پُر نہیں ہوتیں اور صاحب
درمختار نے بھی تعریف اول کو ظاہر المذہب قرار دیا ہے پس تعریف اول کو لفظ ائمہ اور
مفتیان مذکورین نے جسکو صاحب ہدایہ اور صاحب کنز نے اختیار کیا ہے سب سے احسن
کیونکہ ہر ایک صاحب ترجیح ہیں اور روایات غیر مقبولہ کو اختیار نہیں کرتے جیسا کہ امر
اول میں بیان ہے اسیطرح اجماع اور امام مجتہد کے برخلاف ہونیکے قول انکا لائق توجہ
نہیں ہے اگر کہا جاوے جیسا کہ آیت کے ہوتے حدیث خبر واحد پر جو آیت سے نہایت
کم رتبہ ہے عمل کرنا واجب لکھا ہے اسیطرح روایات فتاوی پر اگر عمل کیا جاوے تو کیا
قباحت ہے تو ہم اسکے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ اس امر میں ہم بھی آپ سے اتفاق
کرتے ہیں کہ جیسا نماز میں موجب آیۃ فاقرؤا ما تیسر من القرآن قرآن کا پڑھنا بلا تعیین

چھٹا طبقہ اُن علما کا ہے جو روایات قوی اور ضعیف اور ظاہر مذہب اور روایات
نادرہ میں فرق کرنے کی قدرت رکھتے ہیں مثل صاحب کنز وغیرہ صاحب متون
معتبرہ وجو ہر لازم ان کا یہ ہے کہ مردود روایات کو اپنی کتابوں میں نقل نہیں کرتے **ساتواں طبقہ**
اُن فقہا کا ہے جو امور مذکورہ پر قادر نہیں اور ضعیف اور قوی میں فرق کرنے کی
لیاقت نہیں رکھتے [illegible] اور روایتیں [illegible]
[illegible] کو ترجیح دیا اور [illegible] روایت کو مفتی بہا [illegible]
اور روایت متون میں ہے اس پر فتوی دینا چاہیے [illegible] شروح کی روایت
کو فتاوی والی روایات پر ترجیح ہے [illegible] علامہ شامی تحقیقات
[illegible] نہیں ہیں بعض متفتیان [illegible] فتوی [illegible] ہیں اور اپنے
[illegible] کتاب [illegible] نقل [illegible] قدیم
[illegible] اپنا معمول بنایا ہوا ہے اور [illegible] قول صحیح پر فتوی دینا جہالت
اور [illegible] خلاف [illegible] روایات [illegible] مذہب کے برخلاف حکم
[illegible] روایات [illegible] فقہ [illegible]
بلاشک و ریب قطعی طور پر فتوی دینا لازم ہے یہ مضمون شامی کا ہے بعد ملاحظہ امور
مذکورہ کے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض مفتیان کا قول باطل ہے کیونکہ سارا علمانِ کا شیوہ ہوا
مذہب حنفیہ میں کل فقہا کے نزدیک [illegible] ہے اسیواسطے ہر طبقہ کے فقہا اسکو بلا خلاف
اپنی تصانیف میں درج کرتے رہے ہیں جیسا کہ قدوری اور ہدایہ اور کنز وغیرہ کے ملاحظہ
کرنے سے ثابت ہوتا ہے [illegible] کی عبارت [illegible]
نادر روایات بیان کرکے اسکے برخلاف عمل کرنا بخلاف [illegible] اگرچہ [illegible]
[illegible] دلائل کو ان فقہا سے نقل کرتے [illegible]
[illegible] لیکن [illegible] روایت کو ترجیح ہے تب فتوی دینا انکا بے موقع نہ ہوتا [illegible] مسئلہ

معلوم ہوگا چونکہ ولادت ابراہیم نخعی کی سن پچپن میں ہوئی اور انتقال آپ کا دوسری صدی کے ابتدا میں ہوا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ظہر کا پڑھنا صحابہ کے وقت میں رائج تھا کیونکہ صحابہ آخر صدی تک کوفہ میں موجود رہے ہیں اگر کہا جاوے کہ صاحب بحر الرائق نے جمعہ کے بعد ظہر پڑھنے کو منع کیا ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ جہاں حکومت اسلامیہ کے شہر نہیں جمعہ دو جمعہ وہاں پڑھا جاتا تھا وہاں جو بعض علماء ظہر پڑھنے کا حکم بعد جمعہ کے دیا تھا اسکو صاحب بحر نے فقط اپنی رائے سے بلا نقل کسی روایت کے ظہر سے منع کیا اور یہ عذر پیش کیا کہ جاہل لوگ جمعہ کو فرض نہیں جانینگے میرے نزدیک یہ عذر لغو ہے علماء سے دریافت کرکے عوام اپنی تسلی تشفی کرسکتے ہیں بلکہ اس دیار ہند میں جمعہ کے بعد ظہر کے ادا کرنے سے بڑا مفسدہ کا علاج پیدا ہوتا ہے کہ جمعہ کے واسطے امام کے نزدیک شرط سلطان کی نہیں ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ امام کے نزدیک ادا کرنا جمعہ کا یہاں فرض قطعی ہے جو بالکل بموجب تحقیق بالا کے غلط ہے اسی واسطے صاحب منحة الخالق نے قول بحر الرائق کو فتح القدیر وغیرہ کی عبارات نقل کرکے رد کیا ہے اور خود صاحب بحر الرائق نے بھی آگے چلکر خواص کے واسطے ظہر کا ادا کرنا درست لکھا ہے اور جہاں کسی شہر کے وجود میں شک ہو وہاں خود صاحب بحر نے ظہر کے ادا کرنے کو بعد جمعہ کے بلا خلاف فتح القدیر سے نقل کیا ہے کہ جس گاؤں میں حاکم اور قاضی رہتے ہیں وہ گاؤں شہر کی تعریف میں داخل نہیں اور بعض نے کہا ہے کہ جس گاؤں کے کل فیصلے قاضی وہاں جا کر کرتا ہو وہ شہر ہے غرض جس جگہ کے شہر ہونے میں اشتباہ پیدا ہو وہاں بعد جمعہ کے ظہر ادا کی جاوے اس نیت سے کہ میں آخری فرض جو میرے ذمہ باقی ہے اسکو ادا کرتا ہوں اور قنیہ سے نقل کیا کہ گاؤں میں جمعہ پڑھنے کے وقت فرض کی نیت نہ کرے بلکہ یوں کہے کہ جو امام کی نماز ہے وہی میری ہے اور ظہر بھی پڑھے پہلے یا بعد جمعہ کے اور شامی میں ہے اگر نماز جمعہ کی دیہات میں ادا کیا جاوے تو ظہر کا پڑھنا ان پر لازم ہے فتاوی حجت میں ہے کہ جمعہ کا ادا کرنا تین قسم پر ہے شہر و

فاتحہ کے فرض ہے اور حدیث لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب سے خاص فاتحہ کا پڑھنا
نماز میں لازم آتا ہے پس علماء حنفیہ نے مطلق قرأت کو بموجب آیۃ کے فرض اور فاتحہ
کا پڑھنا نماز میں بموجب حدیث کے واجب قرار دیا پس جو نمازی فاتحہ کو نماز میں پڑھے
تو آیت اور حدیث دونوں پر عمل بجا لا کر فارغ الذمہ ہو گیا اسی طرح اس مسئلہ میں اگرچہ
بموجب روایات شرح اور فتاوی کے شعار اسلام کا قائم کرنے کے واسطے پڑھنا جاوے
تو بعد جمعہ کے ظہر کا ادا کرنا بلحاظ روایات کتب معتبرہ کے ضروری ہوا کیونکہ بسبب پائے
جانے شرائط جمعہ کے جمعہ کا ادا ہونا بطریق قطعی پایا نہیں ظہر کا پڑھنا ضروری ہوا اور مولانا
مولوی جان محمد صاحب لاہوری مرحوم نے [illegible] میں تحریر کیا ہے کہ مذہب حنفی کی
کتاب [illegible] میں [illegible] لکھا ہے کہ جب دو [illegible] تب ایسی شک پڑے تو ایسی
[illegible] فرض ہے تو ان دونوں کا ادا کرنا لازم آتا ہے [illegible]
[illegible] کہ جمعہ [illegible] ظہر کے فرض ہونے میں نمازی کو شک ہے [illegible] کے
[illegible] ظہر [illegible] کا ادا کرنا لازم ہے [illegible]
[illegible]
[illegible] واجب ہونا شک کے باعث ہے [illegible]
[illegible] میں بہت بڑا اختلاف ہے کوئی شرط ایسا ہوگا جو وہاں پایا نہ
[illegible] کا پڑھنا [illegible]
کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے ظہر [illegible] ادا کرنا کسی نے نقل نہیں کیا جواب اس کا
یہ ہے کہ جب امام نے جو شرطیں جمعہ کے واسطے مقرر کی ہیں جہاں ان شرائط میں سے
کوئی شرط نہ پائی گئی وہاں جمعہ [illegible] ظہر ادا ہوا تو امام کے نزدیک ظہر کا
ادا کرنا فرض ہوا جیسا [illegible] ابو حنیفہ کے استاد
استاد تھے ظہر و جمعہ دونوں پڑھا کرتے [illegible] بیان آگے مفصل

کا فتوی دیا سو واسطے کہ ہمارے امام کے نزدیک بادشاہ اسلام عادل ہو یا ظالم ہو جمعہ فرض ہے اور
مقلد کو امام کے برخلاف ہونا حرام ہے یہ ایسا شخص خود مجتہد تھے نہ مقلد ہم کو انکی پیروی کرنی برخلاف
اپنے امام کے شرعا درست نہیں ہے پس جبکہ تخصیص کرنا مسئلہ کو حرام ہوا تو تعمیم کرنا بھی حرام ہونا چاہئے
اور جو شخص آجکل اس وقت بلا اذن سلطان کے جمعہ پڑھنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ محاصرہ حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کے نقل کر کے اس شرط پہ قدح وارد کرتا ہے بالکل خطا پہ ہے اور اسی طرح ہدایہ
کی عبارت پر جو واسطے وجہ شرط سلطان کے بیان کی ہے کہ ایسے وقت میں سلطان کا ہونا واسطے
انتظام کے ضروری امر ہے جیسا سوال وارد کرنا کہ شرطوں کا اثبات اپنی رائے سے کرنا شرعا درست
نہیں نہایت لغو ہے کیونکہ یہ رتبہ مجتہدوں کا ہے کہ ایک کے قول کو دوسرا مجتہد اعتراض کر کے
تردید کرے ہم مقلدین کا یہ رتبہ نہیں کہ ہم اپنے امام کے قول کو خود ہی تردید کر ڈالیں بلکہ ہماری
پر لازم ہے کہ جو کسی مجتہد نے ہمارے امام کے قول پہ اعتراض کیا ہو ہم اس کا جواب دیں چنانچہ
اعتراض مذکور اصل میں شافعیوں کا ہے اور اسکا جواب صاحب کبیری نے یہ دیا ہے کہ اسواسطے
کہ ثابت ہوا حدیث اور قول امام حسن بصری سے ثابت ہے اور جب یہ شرط [illegible] ہو تو نماز
ظہر بھی جاتی رہے اسپر صحابہ کا عمل تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی زمانہ فتنہ میں مقتول
ہونا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے [illegible] ادا کیا اگرچہ بالفرض والتقدیر روایات شرح
اور فتاوی پر عمل کیا جاوے قرار دیں [illegible] اس [illegible] ہند میں جمعہ کا ادا کرنا فرض ثابت نہیں ہوتا
کیونکہ ان روایات کا حاصل یہ ہے کہ اگر بلاد اسلام پر کفار غالب ہوویں تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ
ایک شخص کو اپنے میں سے والی بنا دیں اور وہ شخص ایک قاضی واسطے تصفیہ مقدمات
اہل اسلام بروی شرع اور قائم کرنے حدود زنا و سرقہ وغیرہ کے مقرر کریں اور ایک امام
واسطے نماز جمعہ کے معین کیا جاوے یہ مضمون فتح القدیر کا ہے چونکہ اس دیار میں خود اہل اسلام
نے اپنی طرف سے والی اور قاضی جو مقدمات اہل اسلام کے موافق شرع بخلاف قانون
انگریزی فیصل کرے یہاں تک مقرر نہیں کیا ہے اور نہ انکو ایسا کرنیکا اختیار ہے پس جمعہ پڑھنا انکو

ہیں فرض ہو لیکن گرد و نواح شہروں کے باشندوں پر واجب اور بڑے گاؤں پر جہاں
شرائط موجود ہوں سُنت ہے اور مولانا مولوی جان محمد صاحب نے اپنے رسالہ میں بیان کیا کہ
قربانی کا واجب ہونا بشرط غنا ہے پس جو شخص صاحب نصاب نہ ہو اسپر واجب نہیں
بسبب نہ پائے جانے شرط غنا کے لیکن قربانی کا اسکو شرعاً منع نہیں بلکہ موجب ثواب
ہے اسی طرح نماز جمعہ کا گاؤں میں پڑھا جانا [illegible] اور گو دیہات پر واجب نہیں نہ منع کیا جائے
کتاب تمرتاشی میں لکھا ہے کہ دیہات میں [illegible] جمعہ پڑھنے سے روکنا نہ چاہئے
بلکہ [illegible] سلطان سے بادشاہ اسلام ہے عادل ہو یا ظالم بموجب
قول رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جو شخص جمعہ کو امام عادل یا ظالم کے حکم
ادا کرے خدا تعالیٰ اُسکے دل کو جمعیت اور اسکے کام میں برکت دیتا ہے اسواسطے
صاحب عینی نے لکھا ہے کہ مراد سلطان سے خلیفہ ہے اور صاحب بحر نے لکھا ہے کہ جسکو بادشاہ
جمعہ کا نائب مقرر کرے [illegible] لیکن جمعہ ادا کرنے سے پہلے مشرف باسلام
ہوگا تو اُسکی نیابت صحیح ہے اگر مسلمان نہیں ہوا تو نیابت [illegible] لکھا ہے
کہ جمعہ کی نماز خود سلطان [illegible]
بعض کتب مسائل [illegible] بادشاہ کا ذکر بھی داخل کیا ہے بالکل مذہب کے خلاف
ہے جسکی [illegible] صاحب بحر کی عبارت سے مستفاد ہوتی ہے کہ ابراہیم نخعی [illegible]
خطبہ بوقت کلام کیا کرتے تھے کسی نے ان سے دریافت کیا کہ جمعہ کا خطبہ سننا فرض ہے کلام
کرنا منع ہے آپ ایسا کیوں کرتے ہو ابراہیم نخعی نے جواب دیا کہ ہم اپنے گھر میں ظہر پڑھ آتے ہیں
[illegible] تھے ہیں اسکی وجہ ایک یہ بیان کی گئی ہے کہ اس وقت بعض
اشخاص جمعہ کو بسبب [illegible] عادل کے فرض نہیں جانتے تھے اُنکے نزدیک بادشاہ
اسلام کا عادل ہونا [illegible] کے وقت میں بھی بسبب ظالم ہونے سلطان
[illegible] بعض اہل علم نے جمعہ [illegible] لوگوں کو تعلیم [illegible] صاحب بحر نے [illegible]

مولانا مولوی برخوردار صاحب مرحوم کے پاس جو بڑے زبردست اور بے ریا عالم تھے لیگیا
اور کہا کہ یہ شخص سید بکرا ذبح کرانا چاہتا ہے کسی طالبعلم کو آپ فرما دیویں کہ بکرے کو ذبح کر دے
آپنے بکرے والے سے دریافت کیا کہ اس میں کسقدر گوشت ہوگا اُس نے اندازہ کر کے
بیان کر دیا آپ نے ارشاد کیا کہ اُسی قدر گوشت ہم سے لیجا اور بکرا زندہ ہم کو دیجا اُس نے
فوراً کہا کہ شیخ سدو مجکو ماریگا تب مولانا صاحب مرحوم نے اُس نمبردار کی خوب زد و کوب
سے خبر لی اور کہا کہ تو حیلہ بنا کر برخوردار کا ایمان لینے آیا تھا القصہ غرض عوام کی تقرب بغیر
اللہ کی ہوتی ہے ورنہ تخصیص ثواب شیخ عبدالحق وغیرہ خصوصیات کے مقرر کرنیکی کیا
وجہ ہے خدا کیواسطے جو طعام پکایا جاوے اُس میں حقہ وغیرہ کی پرہیز نہیں اور نہ کسی
تاریخ کی اُس میں حاجت ہے مجدد صاحب نے بھی ایسے فعل کو شرک قرار دیا ہے آپ مکتوبات
میں یوں فرماتے ہیں وحیوانات را کہ نذر مشائخ میکنند و بر سر قبرہاے ایشان رفتہ ذبح
میکنند در روایات فقہیہ این عمل را نیز داخل شرک ساختہ اند و ازیں عالم است صیام نسا
کہ بہ نیت پیران و بے بیبان نگہدارند و در وقت افطار براے ہر روزہ طعام خاص بوضع
مخصوص تعیین مینمایند مطالب و مقاصد خود را باین روزہا مربوط میسازند و رواے حاجات
خود از ایشان میدانند این شرکت در عبادت است و حیلہ است آنچہ بعض از زنان در وقت
اظہار شناخت این فعل گویند کہ ما این روزہ را براے خدا نگاہ میداریم و ثوابش را بہ
پیران می بخشیم اگر درین امر صادق باشند تعیین ایام از براے صیام چہ درکار است و
تخصیص طعام و تعیین اوضاع براے چیست انتہی مختصراً پس جو کچھ مولوی محمد زمان نے
اپنے رسالہ براہین بینہ میں حیلہ سازیاں واسطے جواز ایسی نذروں کے بیان کی ہیں بالکل
خلاف واقع اور لغو ہیں۔ واللہ اعلم

باسمہ سبحانہ۔ اجرت برخواندن قرآن گرفتن جائز است یا نہ جواب حکم اجرت بر تلفظات
قرآن بر چند اند قسم میگیرید چند صورت دارد جداگانہ در ذہن خود منقسم باید فرمود دخانباید

بمذہب تیچورہ حنیفہ بموجب اِن روایات کے بھی فرض نہوا بیں بموجب تحقیق بالا ثابت ہوا کہ جمعہ ادا کرنے جمعہ کا بطور فرض قطعی شہروں اور قصبات میں اور منع ہونا ہر گانوں میں بوٹی رشید احمد صاحب گنگوہی کا اور باقیہ مصر ہر گانوں میں فرض قطعی الادا ہونیکا حکم دینا صاحب مذکور کا مقلد کہلا کر بالکل غلط ہی ایسے فتووں پر مقلدین کو عمل کرنا درست نہیں پس جس شہر یا قصبہ یا بڑے گانوں میں جمعہ پڑھا جاوے وہاں نماز ظہر بھی ادا کرنی لازم ہی اور جس گانوں میں کسی روایت فقہیہ سے جمعہ کا واجب الادا ہونا ثابت نہیں ہو تو وہاں جمعہ پڑھنے کا فتوی حنفی المذہب ہو کر دینا درست نہیں واللہ اعلم وعلمہ اتم ہذا ما تیسر لی باعانۃ اخی المفتی المولوی عبد العزیز الذی اشتہر فی ہذہ الدیار کالشمس علی نصف النہار کان اللہ لہ ولجمیع آبائنا واجدادنا وامہاتنا واجداتنا واخوتنا واخواتنا واولادنا واولاد اولادنا وذریتہم جمیعا واختنا واعمامنا وعماتنا کذلک وسائر ما یتعلق بنا برحمتک یا ارحم الراحمین آمین ثم آمین

الراقم خادم الطلبا محمد نور دیانوی ٭

باسمہ سبحانہ ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو عوام لوگ توشہ شیخ عبد الحق کا اپنے ذمہ مانتے ہیں اور چند شخص کو اس میں شریک نہیں کرتے اور اسی طرح کہاریوں پیران پیر کی اپنے ذمہ مانتے ہیں اگر کسی سے امور مذکورۃ الصدر کے خلاف عمل کیا بعد ازاں اسکا کچھ نقصان ہوا تو کہا جاتا ہو کہ تو نے یا کہار دین کو تاریخ مقررہ پر ادا کرنے کو شیخ عبد الحق یا پیران پیر نے اسکو نقصان پہنچایا آیا ایسا عمل کرنا گو بظاہر خدا کا نام بھی اُس میں لیا جاوے شرعاً جائز ہی یا نہیں ٭

جواب ۔ اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا ۔ ایسا فعل کرنے والے شرعاً مشرک ہیں خدا کا نام جو بعض لوگ بوقت استغفار زبان پر لاتے ہیں محض ظاہرداری ہی ایک شخص نے نمبردار گانوں کے پاس جا کر کہا کہ میں نے ایک بکرا شیخ سدو کے نام کا دیا ہو کوئی اسکو ذبح نہیں کرتا میں اسکا کیا علاج کروں نمبردار نے کہا کہ میں تیرا بکرا ذبح کرا دیتا ہوں اسکا ساتھ

[illegible]

... مثل ان ... [illegible]

... الآیت ... القاری انتهی ... [illegible]

... [illegible] ... آغاز کند ... [illegible]

آن کس ... مکافات بعد از آن یا در انتها خواند آن آن ... [illegible]

... [illegible] ... انعام و احسان میکند این کس ... [illegible]

... امتثال ... [illegible]

... مکافات احسان باحسان مستحب است . فی الحدیث ...

قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَۃِ

للّٰہ الحمد کہ جلد اول حصہ اول

فتوہائے مفتیین تو نیز رد تقلید حق شخص و ابطال مجتہد

مولانا مولوی عبد القادر صاحب مرحوم در

الکتاب مانند شہود ... غنی مولوی محمد صاحب مرحوم

و مولوی عبد العزیز صاحب

مسمّی بہ

فتاوی قادریہ

بسعی تمام و کوشش مالاکلام میاں مولوی محمد صاحب لودہانوی

خلف مولانا مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لودہانوی

در مطبع قیصر ہند لودہانہ بحلیہ انطباع پوشیدہ

بقیمت ۸ ... از مسجد ... ۱۳۰۱ ربیع الاول